ناموس صحابہ واہل بیت کے تحفظ کا علمبردار

نظام خلافت راشدہ

شمارہ نمبر 03 • ذیقعدہ 1430ھ • نومبر 2009ء

روافض کے عقائد اسلام سے متصادم ہیں

امام حرم شیخ عبدالرحمن الحذیفی کا تاریخ ساز خطبہ

شہید فاروقی کا پیغام

فورتھ شیڈول ایکٹ ایک گناہ بے لذت

امریکی ایجنسیوں کی خطرناک سرگرمیاں

تاریخ ساز امام اہلسنت کانفرنس

دو لاکھ سے زائد لوگوں نے مشن جھنگوی کے لیے کام کرنے کا عزم دھرایا

ایکسپریس ٹی وی چینل پر

متعہ سے متعلق مذاکرہ

حقائق کی روشنی میں بے لاگ تجزیہ

جی ایچ کیو پر حملہ

سپاہ صحابہ کو بدنام کرنے کی سازش بے نقاب

دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ

بریلوی مکتب فکر کے نامور عالم دین مولانا حسن علی کے قلم سے

سپاہ صحابہ پر دہشت گردی کا الزام جھوٹ ہے

اہلسنت والجماعت کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین کا سابق صدر کے نام خط

ہدیہ 25 روپے

5

این آر او اور......حکومتی پسپائی

پاکستان کے غریب عوام کے ٹیکسوں سے جمع ہونے والی رقم چند خاندان ہڑپ کر کے دوبارہ پارسا، نیک اور ایماندار بن کر دولت لوٹنے کیلئے نئے سرے سے کمربستہ ہو جائیں گے اوران کی پارسائی کا یہ طوق چند ماہ بعد ہی ان کے گلے کا پھندا بن جائے گا یہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ 5 اکتوبر 2007ء کو اس وقت کے ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف نے پیپلز پارٹی کی قائد بینظیر بھٹو سے این آر او کے نام پر ایک خفیہ مصالحتی معاہدہ کیا جس کے تحت پیپلز پارٹی اور دوسری جماعتوں کے سب لٹیرے سیاستدان جن کے خلاف کرپشن، لوٹ مار اور قتل و غارت کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت تھے ان سب کو مصالحتی آرڈیننس المعروف این آر او کے ذریعے ختم کر دیا جائے گا۔ اس مصالحتی پیکیج کے بدلے کے طور پر پیپلز پارٹی کی قائد بینظیر بھٹو ڈکٹیٹر پرویز مشرف کو آئندہ مدت کیلئے صدر منتخب کرانے کی پابند ہوں گی۔ بدقسمتی سے بینظیر بھٹو اس آرڈیننس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک حادثاتی موت کا شکار ہو گئیں۔ صدر پرویز مشرف نے بینظیر بھٹو کی موت کا ذمہ دار پاکستانی طالبان لیڈر بیت اللہ محسود کو قرار دیا۔ موجودہ صدر اور ان کے رفقاء نے اس آرڈیننس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے کرپشن، لوٹ مار اور قتل و غارت کے زیر سماعت تمام مقدمات سے خلاصی حاصل کرنے کے بعد 18 فروری کے انتخابات میں حصہ لیا اور ملک کی باگ ڈور سنبھالنے میں کامیاب ہو گئے۔ مصالحتی آرڈیننس کے معاہدے کے تحت جناب آصف علی زرداری، پرویز مشرف کو صدر قبول کرنے کے پابند تھے لیکن انہوں نے معاہدہ کے نتیجہ میں تمام مراعات تو حاصل کر لیں لیکن وعدہ وفائی نہ کر سکے۔ دوسری طرف آصف علی زرداری، مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں محمد نواز شریف سے بینظیر بھٹو سے کئے گئے معاہدوں کو بھی عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ انہوں نے وعدہ کے مطابق عدلیہ کے معطل شدہ ججوں کو بحال نہ کیا بلکہ ایک بھرپور قومی تحریک کے بعد مجبور ہو کر ہی انہیں افتخار محمد چوہدری کو بحال کرنا پڑا۔ اب جو موجودہ صورتحال درپیش ہے اس کے تحت این آر او کو قانونی حیثیت دلوانے کیلئے حکومت کے پاس طاقت موجود نہیں ہے اگر این آر او قومی اسمبلی سے منظور نہیں ہوتا تو پھر 5 اکتوبر 2007ء اور 3 نومبر 2008ء کے درمیان ختم کئے گئے تمام مقدمات بحال ہو جائیں گے جن کی وجہ سے صدر زرداری اور ان کے اکثر رفقاء دوبارہ قانونی شکنجے میں جکڑے جا سکتے ہیں۔ اس این آر او کا صحیح فائدہ اپنی اصل مدت کے دوران صرف اور صرف ایم کیو ایم نے اٹھایا ہے کیوں اس آرڈیننس کی قانونی حیثیت صرف 5 اکتوبر 2007ء سے 3 نومبر 2008ء کے درمیان ہی موجود تھی۔ اس مدت میں ایم کیو ایم کے ہزاروں کارکنوں اور قائدین نے قتل و غارت کے زیر التواء مقدمات ختم کروا کر بھرپور فائدہ حاصل کر لیا تھا جبکہ پیپلز پارٹی کے اکثر قائدین اور کارکن اس کا زیادہ فائدہ حاصل نہ کر سکے۔ موجودہ صورتحال میں جس طرح این آر او کی مخالفت ہر طبقہ فکر کی طرف سے ہو رہی ہے جمعیتہ علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن' اے این پی اور حتیٰ کہ ایم کیو ایم بھی اس کی بھرپور مخالفت کر رہی ہے۔ پیپلز پارٹی کی قیادت خصوصاً جناب آصف علی زرداری کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہئے کہ وعدہ کو ایفاء کرنے میں ہی انسان کی عزت وعظمت قائم رہتی ہے جو لوگ'' وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا'' کے مصداق ہوتے ہیں دنیا میں بھی ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ آخرت میں تو ان کا کوئی حصہ ہی نہیں ہوتا کیونکہ منافق کی نشانیوں میں سے ایک بڑی نشانی وعدہ خلافی ہی ہے۔ اب جناب آصف علی زرداری کو امریکی گھوڑے سے اتر کر عوام میں آ جانا چاہئے، اب بھی وقت ہے کہ وہ آسمان سے اتر کر زمین پر آ جائیں۔ پاکستان کے مفادات کے تحفظ کا نئے سرے سے عہد کریں، سیاسی جماعتوں کے ساتھ ساتھ تمام دینی جماعتوں خصوصاً سپاہ صحابہ اور جہادی جماعتوں پر پابندی ختم کر کے انہیں قومی دھارے میں شریک کریں۔ پوری پاکستانی قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے قومی مفاد کے تحت پالیسیاں مرتب کریں۔ اللہ پاک سے پاکستان اور مسلمانوں کی بقاء کیلئے دعاؤں کا اہتمام کریں کیونکہ اب بھی وقت موجود ہے ایسا نہ ہو کہ ان کے ساتھ بھی وہی ہو جائے جو پہلے دو مرتبہ میاں محمد نواز شریف اور محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ ہو چکا ہے۔

CS CamScanner

طالبان کے ساتھ مذاکرات کیلئے امریکی کوششیں

آن لائن اسلام آباد کی ایک خبر کے مطابق امریکہ نے افغانستان میں اتحادی افواج پر بڑھتے ہوئے حملوں اور اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کے پیش نظر افغان طالبان سے براہ راست مذاکرات کیلئے باضابطہ طور پر پاکستان سے مدد کی درخواست کی ہے جبکہ امریکی حکام نے قائدین جمعیۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ' مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ قبائلی سرداروں اور افغانستان میں طالبان کے ساتھ اثر ورسوخ رکھنے والے دیگر علماء سے بھی رابطے شروع کر دیئے ہیں۔ سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکہ نے طالبان سے بات چیت کیلئے سعودی حکومت سے بھی مدد مانگی ہے کیونکہ امریکہ سمجھتا ہے کہ سعودی عرب کے ذریعے ہی طالبان سے بات چیت اور اس کے نتیجے میں کوئی معاہدہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں آئی ایس آئی کے سربراہ احمد شجاع پاشا نے بھی سعودی عرب میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے ملاقات کی تھی جبکہ چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی جنرل طارق مجید پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ افغانستان میں امن و استحکام کے لئے حکومت مخالف گروپوں سے مذاکرات کئے جائیں۔ ان کا اشارہ بھی طالبان کی طرف تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ امریکہ نے پاکستانی طالبان کے ساتھ تعلق رکھنے والے سابق رکن قومی اسمبلی جاوید ابراہیم پراچہ سے بھی رابطہ کیا ہے اور انہیں مدد کی درخواست کی ہے۔ امریکہ حامد کرزئی پر زور دے رہا ہے کہ وہ گلبدین حکمت یار کو حکومت میں شامل کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا جلال الدین حقانی، مولوی نذیر احمد اور مولانا انوار الحق سے بھی بات چیت اور رابطوں کی امریکہ کی طرف سے خواہش کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا رپورٹوں اور انکشافات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمیں پاکستان کی حکومت اور خصوصاً وزیر داخلہ پاکستان جناب رحمٰن ملک صاحب کہاں کھڑے نظر آتے ہیں......؟ اس کے ساتھ پاکستان کے وہ صحافی اور تجزیہ نگار کہاں ہیں؟ جو صبح و شام یہی راگ الاپتے نہیں تھکتے تھے کہ طالبان سے مذاکرات نہیں کریں گے، ان کو کچل دیا جائے گا وغیرہ وغیرہ...... اب وہی طالبان جن کو دہشت گرد، بیک ورڈ، انتہاپسند، نہ جانے کیا کیا کہا جاتا ہے ان کے ساتھ مذاکرات اور رابطوں کیلئے امریکہ کس طرح ترلوں اور منتوں پر اتر آیا ہے۔

اگر امریکہ اپنے مفادات کیلئے افغان طالبان کے ساتھ مذاکرات اور رابطے کرنا چاہتا تو پھر ہمارے حکمرانوں کو بھی ہوش کے ناخن لے کر فی الفور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں موجود طالبان سے مذاکرات اور رابطوں کے لیے نہ صرف کوشش کرنی چاہئے بلکہ ان کے خلاف تمام آپریشن بند کر کے ان کے نقصانات کا ازالہ کرنا چاہئے تاکہ پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات کا تدارک کیا جا سکے۔ اس سے جہاں پاکستان میں امن کے قیام میں مدد ملے گی وہاں غیر ملکی سرمایہ کاری کے بڑھنے کے امکانات بھی روشن ہوں گے۔

CS CamScanner

صوبہ سرحد کے دھماکوں میں افغانستان، بھارت اور اسرائیل ملوث ہیں

رپورٹ: محمد اشتیاق

بلیک واٹر کے نام بدل کر ڈائنکور کے نام سے سرگرمیاں شروع کردی ہیں

پاکستان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ پاکستان کے حکمران ہمیشہ عوام کی مرضی اور خواہشات کے برعکس کام کرتے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ 60 سال گزرنے کے باوجود ہم ترقی کی بجائے تیزی کی طرف رواں دواں نظر آتے ہیں۔ اسلام آباد کی ایک خبر رساں ایجنسی ثناء نیوز نے حیرت انگیز انکشافات پر مشتمل ایک رپورٹ تیار کی ہے۔ جس میں امریکی ایجنسیوں کی مختلف ناموں کے ذریعے خطرناک سرگرمیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ثناء نیوز کے مطابق قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے انسانی حقوق کی ذیلی کمیٹی کے اجلاس کے دوران انسپکٹر جنرل پولیس اسلام آباد نے انکشاف کیا ہے...... کہ دو روز قبل اسلام آباد میں 4 مسلح امریکیوں کو انہوں نے اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت چھوڑا تھا۔ ان امریکیوں کی گاڑی کی نمبر پلیٹ بھی جعلی تھی جبکہ انسپکٹر جنرل پولیس صوبہ سرحد ملک نوید نے کہا ہے کہ صوبہ سرحد میں ہونے والے دھماکوں میں افغانستان، بھارت اور اسرائیل کی خفیہ ایجنسیاں بھی ملوث ہیں۔ وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری حیدر علی نے کمیٹی کو بتایا ہے کہ امریکہ پاکستان کو ڈرون ٹیکنالوجی نہیں دینا چاہتا کمیٹی نے وزارت دفاع کو امریکی اور نیٹو افواج کو دی جانے والی لاجسٹک سپورٹ کی تفصیلات طلب کر لی ہیں۔ وزارت خارجہ نے اجلاس میں انکشاف کیا ہے کہ امریکی سفارت خانے نے مزید 200 ویزوں کیلئے رابطہ کیا ہے۔ اقتصادی امور کی وزارت نے کمیٹی کو آگاہ کیا ہے کہ پاکستان میں 87 بین الاقوامی این جی اوز کام کر رہی ہیں ذیلی کمیٹی کا اجلاس جمعرات کو کمیٹی کے کنونیئر مخدوم جاوید ہاشمی کی صدارت میں پارلیمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوا جس میں ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ، کشور زہرہ اور دفاع، خارجہ، داخلہ اور اقتصادی امور کی وزارتوں کے اعلیٰ حکام نے شرکت کی۔ ایڈیشنل سیکرٹری وزارت دفاع حیدر علی نے بتایا کہ جنوبی وزیرستان ایجنسی میں ہمارے اپنے ٹروپس آپریشن کر رہے ہیں۔ کسی اور سے مدد نہیں لی جا رہی ہے۔ کمیٹی نے پاکستان کے قبائلی اور دیگر علاقوں میں اب تک ہونے والے ڈرون حملوں کی تفصیلات طلب کرتے ہوئے ہوائی اڈوں کے استعمال اور نیٹو کو سامان کی ترسیلات کی رپورٹ بھی مانگی ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری دفاع نے بتایا کہ کیری لوگر بل کے تحت دفاعی آلات نہیں بلکہ نقد امداد دی جائے گی۔ آئی جی پی صوبہ سرحد ملک نوید نے انکشاف کیا کہ تحقیقات کے مطابق صوبہ سرحد میں بلیک واٹر سے ملتی جلتی ڈائنکور نامی امریکی ایجنسی کام کر رہی ہے۔ ڈائنکور نے امریکی قونصلیٹ کے توسط سے ہماری سرزمین پر سابق فوجیوں کو بھرتی کر کے تربیت شروع کر دی ہے اور پشاور میں ڈائنکور کے 29 اہلکار موجود ہیں۔ اس ایجنسی نے انٹررسک کے ذریعے پچاس سابقہ فوجیوں کو بھرتی کیا۔ آئی جی اسلام آباد نے بتایا انٹررسک غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث تھی۔ چھاپے کے دوران اس کے دفتر سے جدید گنیں برآمد ہوئیں جن کے لائسنس جعلی تھے تاہم کیس ایف آئی اے کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا اسلام آباد میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر غیر ملکی سفارت کاروں سے پوچھ گچھ کا دو روز قبل پانچواں واقعہ رونما ہوا تھا۔ ان امریکیوں کے پاس نہ صرف غیر قانونی اسلحہ تھا بلکہ نمبر پلیٹ بھی جعلی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ غیر ملکی سفارت خانہ کو بعض امور میں چھوٹ حاصل ہوتی ہے اور انہیں وزارت داخلہ نے نہیں بلکہ اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت چھوڑا۔ مخدوم جاوید ہاشمی اور کمیٹی کے دیگر اراکین نے وزارت داخلہ اور اسلام آباد پولیس کے اعلیٰ حکام کی سرزنش کرتے ہوئے کہا کہ کیا ملکی قوانین امریکیوں کو اس طرح مسلح ہو کر سرگرمیوں کی اجازت دیتے ہیں۔ آئی جی پی اسلام آباد نے وضاحت کی ہم نے رپورٹ وزارت داخلہ کو دیدی تھی جس پر وزارت داخلہ کے جوائنٹ سیکرٹری شاہد اللہ بیگ نے کہا کہ واقعہ کی رپورٹ مل گئی ہے اور وزارت خارجہ کے ذریعے امریکی سفارت خانے سے احتجاج کیا جائے گا۔ مخدوم جاوید ہاشمی نے ریمارکس دیے کہ امریکیوں کی جانب سے ملکی قوانین کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ کوئی شہری زور سے چھینک بھی مار دے تو پولیس گرفتار کر لیتی ہے۔ جبکہ امریکی یہاں غیر قانونی اسلحہ لے کر جعلی نمبر پلیٹ کی گاڑیوں میں گھوم رہے ہیں۔ کمیٹی نے جب استفسار کیا کہ ان امریکیوں کے پاس اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے تو وزارت داخلہ کے حکام کمیٹی کو تسلی بخش جواب نہ دے سکے جبکہ ایڈیشنل سیکرٹری دفاع نے کہا کہ کسی غیر ملکی ائیر پورٹ کے ذریعے اسلحہ لانے کی اجازت نہیں ہے۔ وزارت خارجہ کے اعلیٰ حکام نے بتایا کہ امریکہ کی جانب سے دو سو مزید ویزوں کی درخواست آئی ہے۔ امریکی سفارت خانے میں 750 کا عملہ تعینات ہوتا ہے۔ اس وقت 379 افراد پر مشتمل سٹاف کام کر رہا ہے جبکہ نئی دہلی کے امریکی سفارت میں سٹاف کی تعداد 325 ہے۔ کمیٹی کو مزید بتایا گیا کہ امریکی سفارت خانے نے اپنے عملے کیلئے 284 گھر کرائے پر لئے ہیں۔ ملک میں 19 سیکیورٹی ایجنسیاں کام کر رہی ہیں جن میں ویکن ہٹ نامی غیر ملکی ایجنسی بھی شامل ہے۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ امریکیوں کو ویزہ دینے کے حوالے سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ اقتصادی امور ڈویژن کے حکام نے بتایا کہ پاکستان میں 187 این جی اوز میں فارم تقسیم کئے گئے ہیں۔

نئی دھلی کے امریکی سفارتخانے کے سٹاف کی تعداد 379 جبکہ اسلام آباد میں 750 افراد پر مشتمل امریکی سٹاف موجود ہے جس میں کئی گنا اضافہ کیلئے پروگرام تشکیل دیئے جا رہے ہیں۔

☆☆☆

جی ایچ کیو پر حملہ

سپاہِ صحابہ کو بدنام کرنے کی سازش بے نقاب

وقف راز کے قلم سے

10 اکتوبر پاکستان کی تاریخ کا المناک دن ہے، جب پاکستان کے سب سے بڑے اور مضبوط ادارے کے ہیڈ کوارٹر جی ایچ کیو پر مسلح دہشت گردوں نے قریباً 11 بجے حملہ کر کے چیک پوسٹ پر موجود 4 جوانوں کو اندھا دھند فائرنگ کر کے شہید کرنے کے بعد انتالیس کے قریب جوانوں اور افسران کو یرغمال بنالیا۔ یہ سانحہ اتنا پریشان کن اور غیر متوقع تھا کہ اس واقعہ نے پاکستان کے ہر محب وطن شخص کو افسردہ اور غمگین کر کے رکھ دیا۔ ملکی میڈیا پر جب یہ افسوسناک خبر نشر ہوئی تو چند نام نہاد مبصرین اور مادر پدر آزاد اینکرز بغیر سوچے سمجھے سپاہِ صحابہ پر برسنے لگے۔ حالانکہ اس سانحہ کی خبر سن کر جس طرح ہر محب وطن شہری پریشان ہوا اسی طرح سپاہ صحابہ کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی اور جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں بھی بے چین اور افسردہ ہوگئے۔ حالانکہ ایک روز قبل خیر پور سندھ میں علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ کی تعزیت کیلئے منعقد کی جانے والی ''امام اہلسنت کانفرنس'' اتنی کامیاب ہوئی تھی۔ جس میں قریباً دو لاکھ سے زائد لوگ شریک ہوئے اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں کے جذبہ حریت نے مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ، علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید، مولانا ایثار القاسمی شہید اور مولانا محمد اعظم طارق شہید کے ادوار میں منعقد کی جانے والی بڑی بڑی کانفرنسوں کی یاد تازہ کر دی تھی۔ سپاہ صحابہؓ کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ ابھی امام اہل سنت کانفرنس کی کامیابی پر ملک بھر کے سیاستدانوں، وکلاء صحافیوں اور دیگر سیاسی ومذہبی شخصیات سے مبارکبادیں ہی وصول کر رہے تھے کہ جی ایچ کیو پر حملہ میں سپاہ صحابہ کا نام میڈیا پر نشر ہونے سے ساری خوشیاں ہوا ہوگئیں۔ اب دو ہی راستے تھے کہ سپاہ صحابہؓ کی ساری قیادت روپوشی اختیار کر لے یا پھر میدان میں آ کر میڈیا میں بیٹھے ہوئے ظالم اور متعصب قسم کے لوگوں کے پروپیگنڈے کا بھرپور جواب دیکر اور اپنی حب الوطنی کو ثابت کیا جائے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے اپنی سابقہ روایات کی طرح دوسرے آپشن کو اختیار فرمایا اور پاکستان آرمی کے ذمہ داران سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگے، رابطہ ہونے پر جواب ملا کہ جی ایچ کیو پر حملہ کرنے والے دہشت گردوں نے آپ کا نام لیا ہے کہ ہماری بات مولانا احمد لدھیانوی کریں گے اور ان کا بنیادی مطالبہ یہ ہے کہ ملک محمد اسحٰق کو فی الفور رہا کیا جائے۔ دہشت گردوں کی طرف سے یہ مطالبہ آنے کی دیر تھی کہ پاکستان بھر کا میڈیا سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ملک گیر آپریشن کا مطالبہ کرنے لگا۔ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قائد مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے فوری طور پر کہا کہ یہ سپاہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بہت بڑی سازش ہے، ہم اللہ کے فضل وکرم سے نہ صرف اس سازش کو ناکام بنانے کی کوشش کریں گے بلکہ سازشی عناصر کو بے نقاب کریں گے۔ مولانا لدھیانوی مدظلہ نے اسی وقت پاکستان آرمی کے اعلیٰ افسران کو پیغام بھیجا کہ سپاہ صحابہؓ اور اسکی پوری قیادت نہ صرف محب وطن ہے بلکہ پاکستان کی سالمیت، استحکام اور وحدت کیلئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرے گی۔ ہم اس آزمائش کی گھڑی میں پاکستانی فوج کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اگر افواجِ پاکستان کو ہماری ضرورت پڑی تو ہمیں فوج کے ساتھ تعاون کر کے بہت بڑی خوشی ہوگی۔ قائد سپاہ صحابہؓ کے اس پیغام پر اعلیٰ فوجی افسران نے نہ صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ اس اہم موقع پر مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی خدمات حاصل کرنے کیلئے پیغام دیتے ہوئے کہا کہ آپ دہشت گردی کے اس اہم واقعہ پر دہشت گردوں کے ساتھ بات کرنے کیلئے فوری طور پر اسلام آباد پہنچیں۔ جب آرمی افسران کی طرف سے قائد سپاہ صحابہؓ کو یہ پیغام ملا وہ اس وقت اپنے بچوں کے ہمراہ خیر پور سندھ سے اپنے شہر کمالیہ جانے کیلئے روانہ ہو چکے تھے اور رحیم یار خان کے قریب پہنچ چکے تھے چنانچہ مولانا لدھیانوی صاحب نے اپنے بچوں کو کمالیہ بھیج دیا اور خود اسلام آباد کی طرف روانہ ہوگئے۔ جانے سے قبل انہوں نے اپنے دست راست اور سپاہ صحابہؓ کے مرکزی سیکرٹی جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کو بھی اسلام آباد پہنچنے کا کہا جب مولانا لدھیانوی مدظلہ اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں اسلام آباد پہنچے تو اس وقت تک جی ایچ کیو میں موجود دہشت گرد انتالیس افراد کو یرغمال بنا چکے تھے اور انکی طرف سے ملک محمد اسحٰق کی رہائی کا مطالبہ نشر کیا جارہا تھا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے دہشت گردوں کا فون نمبر لے کر رابطہ کیا تو اس نے اپنا نام ڈاکٹر عثمان بتایا اور اپنے آپ کو دہشت گردوں کا امیر ظاہر کیا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے ڈاکٹر عثمان کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہمارا پیارا وطن پاکستان بہت نازک حالات سے گزر رہا ہے۔ پوری دنیا کا کفر پاکستان کے

> جی ایچ کیو پر حملے کے فوری بعد چند نام نہاد صحافی اور مادر پدر آزاد اینکرز اور متعصب بھرین سپاہ صحابہ پر برسنے لگے

> جن لوگوں نے افواج پاکستان کو ٹارگٹ کیا ہے میرے نزدیک ایسے لوگوں کے ساتھ تعلق ملک دشمنی کے مترادف ہے۔ ملک محمد اسحاق

خلاف سازشوں میں مصروف ہے وہ لوگ پاکستان کو بدنام اور عدم استحکام کا شکار کرنے کا کوئی موقع جانے نہیں دے رہے ہیں، آپ جیسے نوجوانوں کو پاکستان کے دشمن، غلط استعمال کرکے اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ خدا کیلئے آپ یرغمالیوں کو رہا کردیں میں آپ کو اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اور پیغمبر اسلام کا واسطہ دیتا ہے، ان لوگوں کو چھوڑ دیں۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے ڈاکٹر عثمان سے پوچھا کہ آپ کے مطالبات کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ ہم ملک محمد اسحٰق کو رہا کروانا چاہتے ہیں۔ مولانا لدھیانوی نے کہا کہ ملک اسحٰق کو رہا کروانے کا یہ کونسا طریقہ ہے؟ ملک صاحب تمام عدالتوں سے بری ہوچکے ہیں وہ تو آپ کے مطالبہ پر کسی صورت رہا ہونے کیلئے تیار نہیں ہونگے کیونکہ وہ پاکستان سے محبت کرتے ہیں اور پاکستان کی فوج پر جان نچھاور کرنے والے ہیں۔ اگر انہوں نے اس طرح رہا ہونا ہوتا تو گیارہ سال جیل کی کال کوٹھری میں نہ رہتے۔ وہ اپنے اوپر بنائے گئے تمام جھوٹے مقدمات سے بری ہوچکے ہیں۔

جی ایچ کیو پر حملہ کے فوری بعد چند نام نہاد صحافی اور مادر پدر آزاد اینکرز اور متعصب مبصرین سپاہِ صحابہ پر برسنے لگے

اللہ کے فضل وکرم سے جلدی رہا ہوجائیں گے، تم نے صرف ملک اسحٰق کا نام استعمال کیا ہے تم نہ تو سپاہ صحابہؓ کے رکن ہو نہ ہی سپاہ صحابہؓ سے تمہارا کوئی تعلق ہے۔ تمہارا ملک اسحٰق سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے اگر تمہارا ہمارے ساتھ کوئی تعلق ہوتا تو ہمارے کہنے پر یرغمال بنائے گئے 39 فوجی جوانوں کو رہا کردیتے۔ اس پر ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد نے مولانا لدھیانوی مدظلہ سے مخاطب ہوکر کہا: ''آپ کو مجاہدین کے اندر اچھے لفظوں سے یاد نہیں کہا جاتا آپ حکومتوں سے ملتے ہیں، جماعت کے اندر بھی آپ کا کوئی احترام نہیں ہے، آپ دوسرے قائدین کی طرح جیلوں میں بھی نہیں جاتے ہیں''

مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا: ہمارا آصف علی زرداری اور حکومت سے شدید اختلاف موجود ہے، لیکن اس کے باوجود آپ کی اس کاروائی کو ہم پاکستان کے خلاف بہت بڑی سازش سمجھتے ہیں، پاکستان ہے تو ہم ہیں اگر خدانخواستہ پاکستان کمزور ہوگا تو دنیا میں ہماری اور تمہاری کوئی عزت نہیں کرے گا۔ اس لئے آپ اس ملک اور اس کے کروڑوں عوام پر رحم کریں اس کیلئے میں آپ کی منت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ جس طرح آپ کی منت کررہا ہوں اسی طرح حکومت کی منت کروں گا کہ وہ آپ کے مطالبات پر غور کریں۔ مولانا لدھیانوی مدظلہ کی گفتگو کے بعد ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد اپنے مطالبات بتانے کیلئے تیار ہوگیا۔ اس سے قبل وہ کسی آرمی افسر یا حکومتی اہلکار سے بات کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ مولانا لدھیانوی مدظلہ نے آرمی کے ذمہ داران سے رابطہ کرکے دہشت گردوں کے مطالبات کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ان سے کہیں کہ وہ ہمارے دو یرغمالی آدمی چھوڑ دیں۔ اس سے پتہ چل سکے گا کہ وہ آپ کی بات مانتے ہیں یا نہیں۔ مولانا لدھیانوی نے جب ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد سے دو یرغمالی چھوڑنے کی بات کی تو وہ بدتمیزی کرنے لگا، اس نے کہا کہ ''آپ گورنمنٹ کی ٹاؤٹی کرتے ہیں، آپ کا ایمان اور اسلام دونوں کمزور ہیں، آپ کا نام ہماری ہٹ لسٹ پر پہلے ہی موجود ہے۔'' اس کے علاوہ بھی اس نے بہت بکواسات کیں جن سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان دہشت گردوں کا سپاہ صحابہؓ یا کسی بھی مذہبی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ دراصل یہ لوگ کسی خاص ایجنڈے کے تحت سپاہ صحابہؓ کے نام پر افواج پاکستان کو دنیا میں بدنام کرکے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا محمد لدھیانوی مدظلہ نے بہت بڑے تدبر، حوصلے اور صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس دہشت گرد کی گفتگو سنی اور کہا کہ'' میرا ایمان اور اسلام، اللہ کے فضل وکرم سے کمزور نہیں ہے، ابھی کل امام اہل سنت کانفرنس کے دوران قریباً دولاکھ لوگوں کے اجتماع نے مجھ پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے مجھے مشن جھنگویؒ کے افکار کی جدوجہد کیلئے اپنا قائد منتخب کیا ہے۔ مجھے آپ جو مرضی کہیں لیکن اس کے باوجود میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ یرغمالیوں کو رہا کردیں کیونکہ اس وقت پوری دنیا کی نظریں پاکستان آرمی کی طرف ہیں وہ لوگ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ افواج پاکستان اس مشکل ترین بحران سے کیسے نکلتی ہے؟ اس کے بعد ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد نے کہا کہ'' ہمارا ایک امیر ہے، ہم اس کی بات ہی مانتے ہیں، میرا نمائندہ زبیر آپ سے بات کرتا ہے'' زبیر نامی دہشت گرد نے کہا کہ ''ہم افکار جھنگوی پھیلانا چاہتے ہیں'' مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے کہا جس شخص کو تم امیر محترم کہتے ہو، میں نے کئی مرتبہ اس سے جیل میں ملاقات کی ہے، اس نے اپنے تمام جھوٹے مقدمات کا عدالتوں میں سامنا کیا ہے، وہ شخص پاکستان کے قانون اور آئین کو دل وجان سے تسلیم کرتا ہے، وہ دہشت گردی کی ہر کاروائی کی نہ صرف مذمت کرتا ہے بلکہ دہشت گردوں کو پاکستان اور اسلام کا دشمن قرار دیتا ہے۔ تم کس امیر کی بات کرتے ہو؟ ''اگر تم چاہتے ہو تو میں جیل حکام کے ذریعے تمہارا پیغام ملک اسحاق تک پہنچا سکتا ہوں'' جب ملک صاحب سے جیل حکام کے ذریعے رابطہ کیا گیا تو انکا جواب یہ تھا'' ان دہشت گردوں سے بات کیوں کرنی ہے؟، اگر یہ لوگ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ کی بات نہیں مانتے ہیں تو پھر میں ان کے ساتھ بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ جن لوگوں نے ہماری افواج پاکستان کو ٹارگٹ کیا ہے، میرے نزدیک ایسے لوگوں سے کسی قسم کی کوئی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے، انہوں نے میری رہائی کی خاطر اتنا بڑا ملک دشمن کام کیوں کیا ہے؟ میں انکے مطالبات کی وجہ سے رہا ہونے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہوں، اللہ کے فضل وکرم سے میں نے اپنے مقدمات کی خود پیروی کی ہے، میں اور میرا کوئی بھی ساتھی کسی بھی ملک دشمن کاروائی کے نتیجہ میں رہائی قبول نہیں کرے گا۔ ان دہشت گردوں کو میرا پیغام پہنچا دیں کہ وہ یرغمال بنائے آرمی افسران کو فی الفور غیر مشروط طریقہ سے رہا کردیں۔ اگر وہ میرا پیغام نہیں مانتے تو سمجھ لینا وہ ہمارے لوگ نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے وہ کسی اور کے ایجنڈے پر کام کررہے ہوں، ہمیں بدنام اور پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتے ہوں۔ ہم محب وطن لوگ ہیں دہشت گردی کی کسی کاروائی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم کسی دہشت گرد کی حمایت کریں گے۔ ان دہشت گردوں نے 113 آدمیوں کی جو لسٹ دی ہے، اس لسٹ میں ایک قاری عبدالحیٔ کا نام ہے جو تین سال قبل رہا ہوچکے

ملک محمد اسحاق نے کہا اگر دہشت گرد مولانا محمد احمد لدھیانوی کی بات نہیں مانتے تو میں ان کے ساتھ بات کرنے کیلئے قطعاً تیار نہیں ہوں

فورتھ شیڈول ایکٹ 1997ء ایک گناہ بے لذت

تحریر: سلمان فاروقی سٹوڈنٹ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

پاکستان میں گذشتہ کئی سالوں سے دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سلسلہ جاری ہے۔ جس میں ایسے قوانین بنائے گئے ہیں جو کسی غلام قوم کے سرکش افراد کو قابو کرنے کیلئے بنائے جاتے ہیں۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے نام سے ایسا قانون وضع کیا گیا ہے جسے 11-EE شیڈول نمبر 4 ایکٹ انسداد دہشت گردی مجریہ 1997ء کا نام دیا گیا ہے۔ اس قانون کے تحت کسی بھی شخص کی نقل و حرکت کو خفیہ پولیس کی معلومات کی روشنی میں محدود کیا جا سکتا ہے۔ یہ قانون قیام پاکستان سے قبل کے فرنگی دور کے ''بستہ الف'' اور ''بستہ ب'' کے بدمعاشوں کو تھانہ کی حدود میں پابند رکھنے کی ایک شکل ہے۔ جس کے تحت سنگین جرائم میں ملوث ملزمان کو مختلف اقسام کی فہرستوں میں شامل کر دیا جاتا تھا جس سے ملزم کی ذہنی کیفیات اور جرائم کے میلان کا پتہ چلانا مقصود تھا ان ہی خطوط کے تحت ملک بھر کی مذہبی جماعتوں خصوصاً سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں جن میں زیادہ تعداد مساجد کے قابل صد احترام خطباء اور مدارس کے معزز اساتذہ کی ہے کو فورتھ شیڈول لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ فورتھ شیڈول کی لسٹوں کیلئے تین قسم کی فہرستیں بنائی گئی ہیں جن میں اے، بی اور سی اقسام شامل ہیں۔ فورتھ شیڈول کی فہرستوں میں لوگوں کو شامل کرنے کیلئے کسی قسم کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں بلکہ سی آئی ڈی کے اہل کاروں کی پسند و ناپسند اور خفیہ ایجنسیوں کے سابقہ ریکارڈ کو ہی بنیاد بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان فہرستوں کے اندر ایسے افراد کو بھی شامل کر دیا گیا تھا جو کئی برس پہلے فوت ہو چکے تھے یا نقل مکانی کر چکے تھے یا ان کا کسی تنظیم کے کارکن یا عہدیدار سے صرف ذاتی تعلق یا رشتہ داری تھی

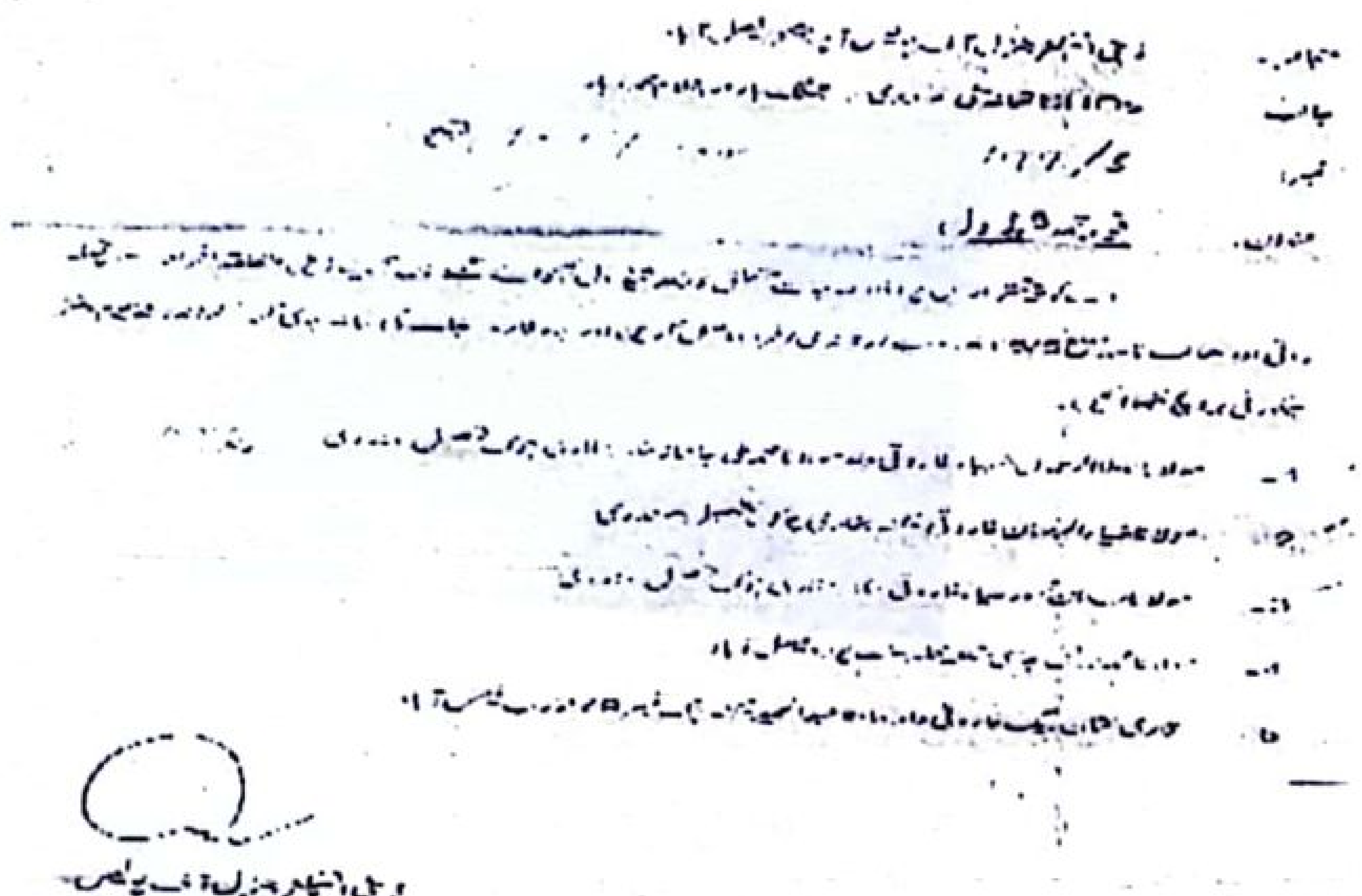

فاروقی شہید کو فورتھ شیڈول لسٹ میں شامل کرنے کے حکم کا عکس

جس کی انتہائی دلچسپ مثال یہ ہے کہ سپاہ صحابہ کے قائد علامہ ضیاء الرحمن فاروقی جنوری 1997ء کو سیشن کورٹ لاہور کی عدالت کے کٹہرے میں ایک طاقتور بم دھماکے کی وجہ سے شہید ہو گئے تھے ان کی شہادت کے قریباً دس سال بعد ان کے بڑے بھائی مولانا عطاء الرحمن فاروقی جو جامع مسجد محمدیہ قاسم بازار کے خطیب تھے ان کا نام بھی فورتھ شیڈول کی قسم A کی لسٹ میں شامل کر دیا گیا تھا حالانکہ اس وقت مولانا عطاء الرحمن فاروقی محکمہ اوقاف پنجاب کی طرف سے سرکاری ملازم کے طور پر مسجد میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اس کے ساتھ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید کے چھوٹے بھائی جو کہ ایگری کلچر یونیورسٹی فیصل آباد سے اعلیٰ تعلیم یافتہ زرعی انجینئر ہیں ان کا نام بھی فورتھ شیڈول کی A فہرست میں شامل کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید کے بڑے بیٹے ریحان محمود ضیاء اور ان کے چھوٹے بھائی عثمان فاروق ضیاء کے نام بھی فورتھ شیڈول کی فہرست A میں شامل کئے گئے تھے حالانکہ دونوں بیٹے ملک کی ایک معروف دینی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ تھی کہ خود علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید جو کہ دس سال قبل شہید ہو چکے تھے ان کا نام بھی مورخہ 8 جنوری 2007ء کو جاری ہونے والی فورتھ شیڈول کی لسٹ A نمبر 199/S میں شامل کر دیا گیا تھا۔ محکمہ داخلہ پنجاب کی طرف سے تیار ہونے والی فورتھ شیڈول کی لسٹوں کے جعلی، فرضی اور خود ساختہ ہونے کے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتے ہیں؟ فورتھ شیڈول میں شامل افراد کو درج ذیل احکامات کا پابند کر دیا جاتا ہے۔

1- کسی قسم کی ریاستی دہشت گردی میں ملوث نہ ہوگا۔

2- براہ راست یا کسی اور ذریعہ سے پبلک سیکورٹی اور مذہبی معاملات اور بدامنی پیدا کرنے میں شامل نہ ہوگا۔

3- کسی بھی ایسی تنظیم سے تعلق نہ رکھے گا جو اوپر دیئے ہوئے افعال میں ملوث ہوگی۔

4- ہر طرح سے قانون نافذ کرنے والوں کے ساتھ مذہبی

> **فورتھ شیڈول کی لسٹوں میں ایسے افراد کو بھی شامل کر دیا گیا تھا جو کئی برس قبل فوت ہو چکے تھے یا نقل مکانی کر کے جا چکے تھے**

دیتی ہے جو خود اسلامی عقیدے کی بنیادی اور اساسی معلومات سے ناواقف ہیں۔

اگر خلفائے ثلاثہ ایسے ہی تھے جیسے شیعہ کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ان کے شر اور دشمنی سے کیوں آگاہ نہیں کیا؟

موجودہ دور میں اس تحریک کے نقصان دہ اثرات کی سنگینی میں اس وجہ سے بھی اضافہ ہو جاتا ہے کہ اب جنگیں دینی عناد کی بنیاد پر لڑی جارہی ہیں اور باطل قوتوں کے ناجائز مفادات دین حق سے ٹکرا رہے ہیں۔ اسلام، یہود و نصاریٰ کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیں اور جنت میں داخل ہو جائیں اور دین اسلام میں داخل ہو جائیں اور باطل سے آزاد ہو جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''کہہ دو کہ اے اہل کتاب! جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں تسلیم کی گئی ہے اس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا کارساز نہ سمجھے، اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں تو ان سے کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔'' (سورہ آل عمران۔آیت ۶۴)

اسلام، یہود و نصاریٰ کو اپنے دین پر قائم رہنے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ وہ اسلام کے مالیاتی اور امن وامان سے متعلق احکامات کی پابندی کریں، انکو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتا اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''دین میں زبردستی نہیں، ہدایت صاف طور پر ظاہر اور گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔ (سورہ بقرہ۔آیت ۲۵۶)

اسلام نے اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا دین باطل ہے اور یہ بھی اسلام کی رواداری، وسعت اور بنی نوع انسان کے لئے اس کی نصیحت اور خیر خواہی کا ایک پہلو ہے تاکہ حق و باطل کی وضاحت کے بعد جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر قائم رہے۔ اگر یہود و نصاریٰ اور مشرکین، اسلام میں داخل ہو جائیں تو اسلام ان کے لئے اپنا دامن کشادہ کرے گا اور وہ مسلمانوں کے دینی بھائی بن جائیں گے، اس لئے کہ اسلام میں رنگ و زبان اور نسل کی بنیاد پر کوئی تعصب نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا ہے وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔''

(سورہ حجرات۔آیت ۱۳)

اسلامی تاریخ اسلام کی ان تعلیمات کی عملی شہادت ہے، اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسلام، یہودیت اور نصرانیت کے قریب ہو جائے اور ان میں کوئی جوڑ ہو تو یہ بات ناممکن ہے، اس کا حقیقت اور عملی زندگی سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور برابر نہیں اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ اجالا اور نہ سایہ اور نہ لو اور برابر نہیں جیتے اور نہ مردے اللہ سناتا ہے جس کو چاہے اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو تو تو بس ڈر کی خبر پہنچا دینے والا ہے۔''

اور جہاں تک یہ بات کہ مسلمان یہود و نصاریٰ سے اس معنی میں قریب ہوں کہ مسلمان اپنے بعض دینی احکام اور معاملات سے دستبردار ہو جائیں اور اپنے دینی احکام کی اتباع کرنے میں چشم پوشی اور غفلت برتیں محض ان یہود و نصاریٰ کی خوشنودی کے لئے تو یہ بھی ایک حق پرست مسلمان سے بعید ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''جو لوگ اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے، خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے، بھائی یا خاندان ہی کے لوگ ہوں۔''

(سورہ مجادلہ۔آیت ۲۲)

وحدت ادیان کی مخالفت کے باوجود ایک مسلمان کو اس کا دین اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ یہود و نصاریٰ پر ظلم کرے، بلکہ ان کے لئے اپنے دل میں کشادگی رکھے۔ مسلمان کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے دین کا دفاع کرے، وقت پڑنے پر دین اسلام اور اہل اسلام کی مدد و نصرت کرے اور کفر کا مقابلہ کرے۔

ہم شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جائیں

ایک مسلمان کے لئے اپنے دینی تشخص اور اپنی امتیازی حیثیت کو قائم رکھنا، اسلام اور اپنے بنیادی عقائد کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ایمان پر ثابت قدم رہنا یہ وہ امور ہیں جن کے ذریعہ ایک مسلمان دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ مسلمان کے جائز مصالح اور اس کی عزت و کرامت محفوظ رہ سکتی ہے اور اسی کے ذریعہ حق کی تائید اور باطل کی تردید ممکن ہے۔

مختلف ادیان کے درمیان جوڑ اور وحدت کی تحریک، اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے اور یہ ایک بہت بڑے فتنہ وفساد میں ڈالنے والی، اسلامی عقیدے میں باطل نظریات کی پیوندکاری، ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے دوستی اور محبت رکھنے کے مترادف ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین اور مومنات کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ثابت ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔''

(سورہ توبہ۔آیت ۷۱)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی اور مددگار ہیں، چاہے ان میں آپس میں کتنے ہی گروہی اختلافات ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں تو مومنو! تم یہ کام نہ کرو گے تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑا فساد مچے گا۔''

(سورہ انفال۔آیت ۷۳)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر مشرکین سے کنارہ کشی اور مومنین سے دوستی اختیار نہ کی گئی تو فتنہ وفساد پھیلے گا اور وہ اس طرح کہ لوگ اشتباہ میں پڑ جائیں گے، مومنوں اور کافروں میں اختلاط اور میل ملاپ سے انتہائی وسیع پیمانے پر فساد پھیلے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہی میں سے ہوگا۔''

(سورۃ المائدہ۔آیت ۵۱)

اسلام اور یہودیت میں وحدت اور جوڑ کس طرح ممکن ہے؟ اسلام انس و جن کے لئے اپنے صدق و صفا، مینارہ نور، انصاف و رواداری اور اپنی اخلاقی تعلیمات کی بلندی اور عمومیت میں اعلیٰ نمونہ پر ہے جبکہ یہودیت بنی نوع انسانی کے لئے کینہ پروری، تنگ دلی، اخلاقی گراوٹ، ظلم و زیادتی، لالچ اور طعن و تشنیع کی انتہائی پستی میں ہے۔

ایک مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام جیسی عبادت گزار بندی پر بدکاری کا الزام لگایا جائے جیسے کہ یہود یہ گھناؤنا الزام لگاتے ہیں؟

ایک مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتا ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو ولد الزنا کہیں؟ قرآن کریم اور یہودیوں کی نام نہاد اور خود ساختہ مذہبی کتاب ''تلمود'' میں کیسے جوڑ اور اتحاد ممکن ہے؟

اسی طرح اسلام اور عیسائیت میں جوڑ اور اتحاد کیسے ممکن ہے؟ اسلام تو عین وصفا مکمل شریعت اور رحمت و انصاف کا دین ہے جبکہ گمراہ ترین عیسائیت کا کہنا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بیٹے یا اللہ یا تینوں کے تیسرے ہیں، کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ معبود رحم مادر میں پرورش پائے؟ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ معبود کھانے، پینے، نیند، سواری اور دیگر انسانی ضروریات کا محتاج ہو۔

جس گمراہ کن عیسائیت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ عقیدہ ہو اس میں اور اس اسلام میں کیا جوڑ ہوسکتا ہے؟ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس انداز میں تعظیم بیان کرتا ہو کہ وہ اللہ کے بندے، بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر اور افضل ترین پیغمبروں میں سے ایک ہیں

اسلام یہود ونصاریٰ کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائیں اور جنت میں جانے والے بن جائیں

اور جس طرح یہودیت اور عیسائیت کا اسلام سے جوڑ اور اتحاد ممکن نہیں اسی طرح سے اہل سنت اور شیعوں کے درمیان بھی اتحاد اور جوڑ کسی طرح ممکن نہیں۔

اہل سنت وہ ہیں کہ جو قرآن کریم اور حدیث رسول اللہ ﷺ کے حامل اور علمبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے دین کی حفاظت کی، اہلسنت نے اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کیا، اور اسلام کی سنہری تاریخ رقم کی، جبکہ روافض

ہم شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہوجائیں

(شیعہ) وہ لوگ ہیں کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم اور لعن وملامت کرتے ہیں جو اسلام کی بیخ کنی اور منہدم کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے، جنہوں نے ہم تک دین منتقل کیا چنانچہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرتا ہے تو گویا وہ دین کو منہدم کررہا ہے۔

ذرا بتلائیے کہ اہل سنت اور شیعوں میں اتحاد اور جوڑ کیسے ممکن ہے؟ جبکہ شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر ان کے پاس عقل ہوتی تو وہ یہ سوچتے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ کو طعن وتشنیع کرنا آنحضرت ﷺ پر طعن وتشنیع کے مترادف ہے۔ جو گستاخ صحابہ ہے وہ گستاخ رسول بھی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے سسر تھے، آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں انہوں نے آپ کے وزیر کا کردار ادا کیا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے تو کیا جن کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا ہو اس پر طعن وتشنیع روا رکھی جاسکتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو وہ حضرات ہیں کہ جنہوں نے تمام غزوات میں آنحضرت کی معیت میں شرکت کی، ایسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع ہی شیعیت کے گمراہ اور باطل ہونے کی ایک واضح دلیل ہے۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی دو بیٹیوں کے شوہر تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبر کے لئے اچھے ساتھی ہی اختیار کرتے ہیں۔

اگر حضرات خلفائے ثلاثہ ایسے ہی تھے جیسے کہ شیعہ کہتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ان کے شر اور دشمنی سے کیوں آگاہ نہیں کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرات خلفائے ثلاثہ پر لعن وتشنیع خود حضرت علی رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کے مترادف ہے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی میں بخوشی بیعت خلافت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بیعت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تینوں حضرات کے وزیر، ان سے محبت کرنے والے اور ان کے خیر خواہ تھے۔ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کافر سے سسرالی رشتہ قائم کرتے؟ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کافر سے بیعت کرتے؟ یہ حضرت علی پر ایک واضح بہتان ہے۔

اسی طرح ان شیعوں کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعن طعن کرنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو طعن وتشنیع کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ یہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ہی تھے کہ جو بخوشی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت سے دستبردار ہوگئے تھے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں ہی اس کی پیش گوئی کرتے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تعریف کی تھی، کیا نواسہ رسول کسی ایسے کافر کے لئے جو مسلمانوں پر حکمرانی کرے، خلافت سے دستبردار ہوسکتے ہیں؟ اگر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت حسن رضی اللہ عنہ ان حضرات سے بیعت خلافت کرنے یا ان کے حق میں دستبردار ہونے پر مجبور تھے تو یہ بھی شیعوں کی بے وقوفی کی دلیل ہے اس لئے کہ یہ بات بھی درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص اور گستاخی کے مترادف ہے۔

اور پھر یہ شیعہ کس منہ سے حضرت عائشہ پر لعن طعن کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر ان کو مومنین کی "ماں" قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

(سورہ الاحزاب۔ آیت ۶)

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لعن طعن کرتا ہے تو وہ اس شخص کی "ماں" نہیں (اس لئے کہ قرآن کی رو سے وہ مومنین کی ماں ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لعن طعن کرنے والا مومن نہیں) اور جس شخص کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "ماں" ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لعن طعن نہیں کرتا بلکہ ان سے محبت کرتا ہے (اس لئے کہ ان سے محبت کرنے والے مومنین ہیں)

اور پھر اہل سنت اور شیعوں کے درمیان جوڑ اور اتحاد کیسے ہوسکتا ہے جبکہ یہ شیعہ گمراہیت وضلالت کے سردار وامام "خمینی" کو مہدی کا نائب قرار دیتے ہیں، اور نائب کو بھی اسی طرح معصوم ہونا چاہئے جیسے کہ اصل معصوم ہے تو جب امام مہدی معصوم ہیں تو خمینی جیسا گمراہ بھی معصوم ہوا، ذرا بتلائیے یہ کیسا تضاد ہے کہ خمینی جیسا واضح گمراہ امام مہدی جیسی معصوم شخصیت کا نائب ہو؟

روافض (شیعہ) نے اپنی کتاب "ولایت الفقیہ" میں مذکورہ عقائد کے مطابق اپنے مذہب کو بنیاد ہی سے مسخ کردیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی باطل مذہب کے بعض عقائد اس کے دیگر عقائد کی خود ہی نفی کرتے ہیں اور وہ مذہب مختلف قسم کے تضادات پر مشتمل ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی حال شیعہ مذہب کا ہے، اہل بیت شیعوں کے ان باطل عقائد سے بری الذمہ ہیں، شریعت اور عقل کی رو سے شیعہ مذہب کے باطل اور بے بنیاد ہونے پر اس قدر دلائل ہیں کہ ان کو بڑی مشقت سے ہی شمار کیا جاسکتا ہے، ہم شیعہ مذہب کے پیروکاروں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے دائرے میں داخل ہوجائیں۔

اہل سنت والجماعت کا شیعوں سے ذرہ برابر بھی جوڑ نہیں، شیعہ اسلام کے لئے یہود ونصاریٰ سے زیادہ ضرر رساں اور شر انگیز ہیں ان پر کبھی بھی اعتماد نہیں کرنا چاہئے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان کی تاک میں لگے رہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

"یہ تمہارے دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔"

(المنافقون۔ آیت ۴)

شیعہ مذہب کی داغ بیل ایک یہودی "عبداللہ بن سبا" اور ایک مجوسی "ابولولوہ" نے ڈالی ہے۔ ان کے مذہب کا نسب نامہ یہودیوں اور مجوسیوں کی طرف لوٹتا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے عقیدہ کا امتیازی تشخص برقرار رکھیں اور جو اللہ پسند کرتے ہیں اسی کو پسند کریں اور جو چیزیں اللہ کو ناگوار ہیں اس کو ناپسند کریں اور اہل اسلام آپس میں ایک دوسرے کے مددگار اور متحد ہوں.................!!

ستر گُنا منافع

ایک دفعہ عرب میں شدید قحط پڑا۔ بارشیں نہ ہوئیں فصلیں تباہ ہو گئیں ملک میں اناج کی کمی ہو گئی لوگ بھوکے مرنے لگے۔ ہر طرف افراتفری پھیل گئی لوگ حصول اناج وغلہ کے لئے بے چین ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا زمانہ تھا انہوں نے جب لوگوں کو قحط کی وجہ سے پریشان دیکھا تو خزانہ کا منہ کھول دیا بیت المال میں اناج کا جتنا ذخیرہ تھا وہ سب مستحقین تک پہنچا دیا۔ قحط زدہ لوگوں کے کوائف جمع کئے گئے۔ حکومت کے کارندے پورے ملک میں پھیل گئے۔ متاثرین کی فہرستیں تیار کر لی گئیں یہ کام حضرت زید بن ثابتؓ کے سپرد تھا۔ انہوں نے بڑی تندہی سے یہ کام سرانجام دیا۔ امیر المومنین نے فوری طور پر صوبوں کے گورنروں اور والیوں کو خط لکھے اور پیغام بھجوائے کہ وہ فوری طور پر اناج بھجوائیں ملک میں جہاں جہاں سے غلہ دستیاب ہوا ہے اسے مہنگے داموں خرید کر قحط زدہ لوگوں تک پہنچایا گیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جب امیر المومنین کا پیغام پہنچا تو انہوں نے چار ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے مدینہ بھجوائے اور مزید کے لئے کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔

اسی طرح حضرت عمرو بن عاصؓ نے مصر سے بحر قلزم کے راستے بیس بیڑے جن پر منوں اناج لدا ہوا تھا بھجوائے وہ غلہ جب بندرگاہ میں پہنچا تو امیر المومنین ان کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ پر تشریف لے گئے۔ اپنی نگرانی میں جہازوں سے غلہ اتروایا اور اسے گوداموں میں رکھوایا گیا پھر ضرورت مندوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا گیا۔

صحرائی لوگ جو قحط سے پریشان ہو کر شہروں کی طرف بھاگے ان کے قیام وطعام کا اہتمام کیا گیا۔ مدینہ میں روزانہ بیس اونٹ ذبح ہوتے تھے۔ ان کا گوشت مسکینوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا یوں بھوک وافلاس کے خاتمہ کا سرکاری طور پر بندوبست کیا گیا۔ مخیر حضرات نے اس موقع پر جو خدمات سرانجام دیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ حضرت عثمانؓ جنہیں اللہ نے بہت کچھ دیا ہوا تھا ایسے موقعوں پر وہ دل کھول کر خرچ کرتے۔ انہوں نے اپنے طور پر بھی علاقوں سے جہاں اناج کی وافر مقدار موجود تھی بھاری مقدار میں اناج خریدا اور اسے اونٹوں پر لاد کر مدینہ لے آئے۔

اناج سے لدے اونٹ جب مدینہ پہنچے تو بہت سے لوگوں نے اسے خریدنے کی خواہش ظاہر کی انہیں زیادہ سے زیادہ منافع دینے کی پیش کش بھی کی۔ جب لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو بہت مجبور کیا تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ آپ لوگ مجھے کتنا نفع دے سکتے ہیں۔ لوگوں نے کہا جتنے کا مال آپ نے خریدا ہے اس سے دوگنا لے لیجئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا یہ بہت تھوڑا ہے۔ خریدنے والوں نے کہا تین گنا لیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی تھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا چار گنا لیجئے فرمایا اب بھی بہت کم ہے۔

یوں لوگ بولیاں بولتے رہے دس گنا تک لوگوں نے پیش کش کی۔ لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا لوگوں نے حیرت سے پوچھا آخر آپ کتنا منافع لینا چاہتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ مجھے ستر گنا منافع مل رہا ہے آپ لوگ اس سے زیادہ مجھے دے سکتے ہیں تو میں سوچوں گا کہ آپ کو اناج دوں یا نہ دوں"

لوگوں نے مایوس ہو کر کہا کہ ہم نہیں سمجھتے کہ اتنا منافع کوئی آپ کو دے گا۔ ٹھیک ہے اگر آپ کو اتنا منافع ملتا ہے تو اسے لے لیجئے گا۔

حضرت عثمانؓ نے اونٹوں سے اناج اتروایا اور اسے ایک جگہ اکٹھا کر کے ڈھیر لگوا دیا پھر شہر بھر میں منادی کرا دی کہ جسے اناج کی ضرورت ہو وہ آ کر مفت لے جائے لوگوں نے یہ اعلان سنا تو حضرت عثمانؓ کے پاس بھاگے اور بڑے تعجب سے پوچھا کہ جناب تو کہتے تھے کہ میں ستر گنا نفع پر غلہ بیچوں گا آپ تو اسے مفت بانٹ رہے ہیں آپ کا وہ منافع کہاں گیا؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا میرا منافع پکا ہے اور جیسے میں چاہتا تھا ویسے ہی منافع مجھے مل رہا ہے یہ اناج میں نے اللہ کے پاس بیچا ہے اس کا وعدہ ہے کہ میں ستر گنا سے سات سو گنا تک نفع دیتا ہوں اللہ کسی سے جھوٹا وعدہ نہیں کرتا۔ چنانچہ تمام اناج جو انہوں نے خطیر رقم خرچ کر کے دور دراز سے منگوایا تھا اسے اللہ کی راہ میں مفت تقسیم کر دیا۔ غریبوں اور مسکینوں کو خود اناج دیا۔ وہ بڑے کشادہ دل انسان تھے دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھتے تھے اور ہر لمحہ اسلام پر اپنا مال خرچ کرنے کے لئے بے تاب رہتے تھے۔

بقیہ جی ایچ کیو پر حملہ

ہیں، اس کے علاوہ اس لسٹ میں موجود قریباً 13 آدمی عدالتوں سے بری ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ لسٹ انہیں استعمال کرنے والی کسی ایجنسی کے اہلکاروں نے دی ہے، یہ لوگ نہ مجھے جانتے ہیں نہ انہیں آپ کی قدر ومنزلت اور عزت واحترام کا علم ہے، اگر میں نے یا میرے کسی ساتھی نے ایسی ملک دشمن کاروائیوں کی وجہ سے رہا ہونا ہوتا تو میں گیارہ سال جیل کی صعوبتیں کیوں برداشت کرتا؟ ہم ایک مشن اور نظریہ پر قائم ہیں، ہمیں اپنے موقف اور نظریات سے دنیا کی کوئی طاقت پیچھے ہٹنے پر مجبور نہیں کر سکتی ہے، ہمارا مشن مقدس ہے، وہ ایسی ملک دشمن کاروائیوں کی اجازت نہیں دیتا۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی مدظلہ نے ملک محمد اسحٰق کا پیغام انکو پہنچایا تو زبیر نامی دہشت گرد بھڑک اٹھا، اس نے کہا "ہم مرنے کیلئے آئے ہیں، ملک اسحٰق صاحب بھی حکومتی بولی بولنے لگے ہیں، ہم یہ معاملہ اپنی شوریٰ میں رکھیں گے" اس کے بعد انہوں نے دو آدمیوں کو ہٹ کیا اور دس آدمیوں کو کھڑا کر کے 2 بجے کی ڈیڈ لائن دے دی اس نے کہا اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو ہم دس دس کر کے سب لوگوں کو ہلاک کر دیں گے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی کے پیش نظر چونکہ 39 یرغمالیوں کی جان بچانا تھا، انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ دہشت گردوں سے دوبارہ رابطہ کرنے کا فیصلہ کیا، مولانا لدھیانوی مدظلہ نے زبیر نامی دہشت گرد سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ آپ 39 یرغمالیوں کو رہا کر دیں۔ اس کے بدلے میں آپ کو محفوظ راستہ لیکر دینے کی آپ کو پیش کش کرتا ہوں۔ امید ہے آپ میری درخواست پر غور کریں۔ اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو دوسری درخواست یہ ہے کہ آپ دو بجے والی ڈیڈ لائن ختم کر دیں۔ انہوں نے دو بجے والی ڈیڈ لائن ختم کرنے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ اس سے امید پیدا ہو گئی کہ یرغمال بنائے گئے افراد کو بچایا جا سکتا ہے۔ مولانا لدھیانوی مدظلہ نے ان کے مطالبات بارے ان کے ساتھ تفصیلی بات کی تو پتہ چلا کہ انہیں اپنے مطالبات بارے زیادہ علم ہی نہیں ہے بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ یہ کاروائی ان سے کسی اور نے کروائی ہے۔ انہیں بتایا یہ گیا تھا کہ اس کاروائی سے ملک محمد اسحٰق رہا ہو جائیں گے، انکی ذہن سازی اس انداز میں کی گئی تھی کہ وہ ہتھیار پھینکنے پر تیار نہ ہو سکے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے انکو اس بات پر قائل کر لیا کہ وہ بے گناہ افراد کو قتل نہیں کریں گے۔ اس دوران آرمی کے کمانڈوز اپنے اہداف مکمل کر چکے تھے، کمانڈوز نے آپریشن شروع کیا تو ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد نے آپریشن کامیاب ہوتے دیکھ کر اپنی جیکٹ اتار کر اسکو آگ لگانے کی کوشش تا کہ دھماکہ کیا جا سکے لیکن یہ دہشت گرد اپنی اس آخری کوشش میں بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ پاکستان آرمی کے کمانڈوز نے ایسا کامیاب آپریشن کیا جس میں تمام یرغمالی محفوظ رہے آپریشن میں تین آرمی جوان شہادت کے عظیم رتبے پر فائز ہو گئے۔

جب افواج پاکستان کے کمانڈوز نے آپریشن مکمل کر کے یرغمالیوں کو رہا کروا لیا تو اس افراتفری کے عالم میں ڈاکٹر عثمان نامی دہشت گرد چھت کی سیلنگ کے اندر چھپ گیا، کچھ دیر غائب رہنے کے بعد جب کمرے کی پوری چھت زمین پر آ گری تو ڈاکٹر عثمان بھی نیچے گرا جس سے اس کا دائیں طرف سے سر پھٹ گیا۔ اس طرح ایک دہشت گرد موقع پر پکڑا گیا۔ پاکستانی فوج کے اعلیٰ افسران نے آپریشن کی کامیابی میں غیر مشروط تعاون کرنے پر قائد سپاہ صحابہؓ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی اور سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا شکریہ ادا کیا۔ سپاہ صحابہؓ کے تمام کارکنوں اور محب وطن پاکستانیوں کو سپاہ صحابہؓ کی قیادت پر اس عظیم کام میں افواج پاکستان سے تعاون کرنے پر شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اگر سپاہ صحابہؓ کے قائدین تعاون نہ کرتے تو نہ صرف تمام یرغمالی مارے جاتے بلکہ سپاہ صحابہؓ پر دہشت گردی کا الزام درست ثابت ہو جاتا اس طرح جی ایچ کیو پر ہونے والے حملہ میں بھرپور تعاون کرنے کی وجہ سے سپاہ صحابہؓ کے خلاف دہشت گردی کے الزام کی سازشیں دم توڑ گئیں ہیں۔

ایکسپریس ٹی وی پر متعہ سے متعلق مذاکرہ

حقائق کی روشنی میں تفصیلی جواب

ترتیب: عثمان فاروق ضیاء

قارئین کرام گذشتہ ماہ ایکسپریس ٹیلی ویژن کے اینکر مبشر لقمان نے متعہ سے متعلق گفتگو کیلئے شیعہ کی طرف سے جلیل احمد نقوی صدر شیعہ علماء کونسل اور مولانا طاہر اشرفی صدر پاکستان علماء کونسل کو دعوت دی، دوران گفتگو شیعہ رہنما نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ موجودہ دور میں بھی متعہ بہت بڑی عبادت ہے اور دلیل کے طور پر اس نے کہا کہ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام قرار دیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جائز کردہ عمل کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حرام قرار دینے کے مجاز نہیں ہیں اس لئے متعہ حلال ہی نہیں بلکہ بہت بڑی عبادت بھی ہے۔ اس کے جواب میں مولانا طاہر اشرفی نے کہا کہ اگر آپ کی بات مان بھی لی جائے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حرام قرار دیا تھا تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حرام قرار دیا اس وقت کسی بھی صحابی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کی مخالفت نہیں کی جس سے تمام صحابہ کا متعہ کے حرام ہونے پر اجماع ہو گیا۔ کسی عمل پر تمام صحابہ کا اجماع ہی اس عمل صحیح ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اسی طرح اجماع صحابہ بھی معصوم ہے۔ مولانا طاہر اشرفی کے واضح دلائل کے بعد بھی شیعہ راہنما اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ ہم نے متعہ کے متعلق وضاحت کیلئے علامہ ڈاکٹر خالد محمود جسٹس شریعت کورٹ آف پاکستان سے رابطہ کیا تو انہوں نے حافظ محمد اقبال رنگوی آف مانچسٹر کی ایک کتاب ''متعہ نہ کیجئے'' پر لکھے گئے مقدمہ جو کافی عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے کو شامل اشاعت کرنے کا مشورہ دیا۔ قارئین نظام خلافت راشدہ اس کا بغور مطالعہ فرمائیں تا کہ آج کا نوجوان متعہ کے لالچ میں فتنہ ارتداد میں مبتلا ہونے سے بچ جائے۔
(ادارہ)

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبوّۃ بعدہ وعلی الہٖ واصحابہ الذین اوفوا عھدہ۔ اما بعد:

ہمارے اکثر بھائی حیران ہوتے ہیں کہ اسلام کی جس بلند پایہ تعلیمات نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور جس کے رسول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقصد بعثت ہی

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

''میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی بزرگیوں کی تکمیل کروں۔''

کے الفاظ میں تعمیر اخلاق قرار دیا۔ اس میں متعہ جیسے فحش، حیا سوز اور اخلاق باختہ مباحث کیسے قائم ہو گئے لیکن جو حضرات تفتیش اسباب کے میدان میں اترے۔

> ایرانی سوسائٹی میں متعہ کا عمل ساسانی نظام معاشرت سے لیا گیا ہے۔

انہوں نے پتہ دیا کہ جب سلطنت ایران اور دولت یونان ضرب فاروقی کے ایک ہی وار سے پاش پاش ہو گئیں تو دشمنان اسلام نے منافقت کے لباس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بلکہ خود اسلام کے خلاف جو بزدلانہ سازش کی اس کی دسیسہ کاریوں کا ایک عنوان ''عبادتِ متعہ'' بھی ہے۔

جب کفر والحاد کے ستون گر گئے اور ان کی حکومتیں مٹ گئیں تو دشمنان اسلام کے لئے صرف ایک ہی صورت باقی تھی کہ دوست بن کر دشمن کا کام کیا جائے اور اسلام سے اختلاف کرنے کی بجائے اسلام میں اختلاف پیدا کئے جائیں سو اس سازش کی پرورش قدرتی طور پر انہی علاقوں میں ہوئی جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فتح کیا تھا، یہ خوفناک سازش اسلام اور اسلامی فتوحات کے خلاف ایک جذبۂ انتقام تھا۔ ایرانی شاعر رضائے کردصاف کہتا ہے:

بشکست عمر پشت ہژبران جسم را
برباد فنا داد رگ و ریشہ جم را
ایں عربدہ برغصب خلافت ز علی نیست
با آل عمر کینہ قدیم است عجم را

(تاریخ ادبیات ایران جلد ۴ صفحہ ۴۹)

ترجمہ: ''عمر رضی اللہ عنہ نے جنگل کے شیروں کی پشت توڑ کر رکھ دی اور جمشید ایرانی کے رگ و ریشہ کو پامال کر دیا۔ اہل ایران کا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس لئے نہیں کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کا حق چھینا بلکہ فاروقی لشکروں سے عجم کی پرانی دشمنی چلی آ رہی ہے کہ آپ غارت گر عجم کیوں تھے۔''

مستشرق محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے ملاحظہ ہو

خلفائے راشدین میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو اہل عجم متنفر ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غارت گر عجم تھے۔ اگرچہ اس نفرت کو مذہبی رنگ دے دیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔ (براؤن جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

ان اشقیاء نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن وفا اپنے پرانے مجوسی دین سے ہی رکھی۔ فتح اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان حکمران تھا۔ جس کا سرکاری

> جس متعہ سے متعلق آج شیعہ مذہب کے پیروکار بات کرتے ہیں یہ قبیح عمل تو اسلامی سوسائٹی کے کسی دور میں کبھی بھی جائز نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے

مذہب دین زرتشت تھا۔ ساسانی سوسائٹی میں جو اخلاق اور معاشرہ رسم و رواج قائم تھے ان لوگوں نے آہستہ آہستہ انہیں ہی اسلام کا نام دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسلام سے انتقام لینے کیلئے اسلام کے نام پر ایک اور پورا نظام قائم ہو گیا اور ایک نیا مذہب بن گیا جس کے موٹے موٹے بنیادی اصول یہ قرار پائے۔

1. قرآن پاک میں تبدیل و تحریف کے الزامات اور اس میں کمی بیشی کی تشکیکات پیدا کرتے رہنا تا کہ بنیادِ اسلام ہی متزلزل ہو جائے۔
2. سب عربوں کے خلاف بالعموم اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف بالخصوص نفرت پیدا کرتے رہنا جنہوں نے ایران کو فتح کر کے داخل حدود اسلام کیا ہے۔
3. مسلمانوں میں سے صرف اسی خاندان کے ساتھ اظہار عقیدت کرنا جس کی رگوں میں ایران کا شاہی ساسانی خون موجود ہو، یعنی آخری ساسانی تاجدار یزدگرد ثالث کی بیٹی شہر بانو کی اولاد کو ہی اپنی عقیدت و محبت کا مرجع بنانا اور یہی اصول الاپنا کہ اس خاندان کو ہی حکومت کرنے کا الٰہی حق حاصل تھا اور جس نے بھی حکومت کی وہ

سب غاصب تھے۔

❹ تقیہ، متعہ، عاریۃ الفرج اور تزویج محرمات جیسے حیا سوز اعمال کو اعلیٰ درجے کی عبادت قرار دے کر اسلام کے نظام اخلاق کو تباہ کرنا۔

❺ تمام اسلامی حکومتوں کو اپنی مجالس خاصہ میں غاصب حکومتیں قرار دینا اور ان میں رخنہ اندازی کے اسباب کی مسلسل تلاش کرتے رہنا، ابن علقمی اور محقق طوسی کی طرح تخت خلافت تک الٹنے سے باز نہ رہنا، جیسے کہ صفویوں نے ترکوں کے مقابلہ میں دولت مغرب کے ساتھ مل کر صرف اس لئے سازش کی تھی کہ ترک سُنی مسلمان تھے۔

(۱) ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج متعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کے ساسانی نظام معاشرت سے لی گئی ہے۔ وہاں شادیاں دو قسم کی ہوتی تھیں۔ ایک مستقل اور ایک عارضی۔ مستقل شادی کے میاں بیوی کے لئے پہلوی زبان میں شوہر اور زن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہر اور بیوی کیلئے میرگ اور ریانگ کی قانونی اصطلاحات تھیں۔ (قانون ساسانی جلد اصفحہ ۳۶، ۷۷)

اس عارضی شادی کے لئے نہ گواہوں کا کہیں ثبوت ملتا ہے اور نہ اس میں عورت کے وارثوں کی اطلاع یا رضا ضروری تھی اس میں نہ وراثت چلتی تھی نہ طلاق ہوتی تھی اور نہ ہی ازواج کی اولاد اپنے اصل باپ کی طرف منسوب ہوتی تھی۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۹۲)

فتح اسلام کے بعد ان لوگوں کو جب ایسی عیاشیوں اور لذت سامانیوں کا کوئی رستہ نہ ملا تو انہوں نے اسی رسم کو عبادت متعہ کا نام دے کر اپنی ضرورت پوری کر لی، نہ زن ممتوعہ چار میں شمار ہوئی (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱) نہ اس کے لئے وراثت قید رہی (صفحہ ۱۹۳) نہ طلاق کی حاجت پڑی (صفحہ ۱۹۱) اور نہ ہی اس کے لئے گواہ اور ولی کی ضرورت ہوئی (صفحہ ۱۹۱) بلکہ اسے تو ایک کرایہ پر لی ہوئی عورت شمار کیا جانے لگا۔ (فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۹۲)

(۲) ان منافقوں نے "عاریۃ الفرج" کی اصل بھی مجوسی نظام معاشرت سے لی اور اپنی طرف سے اسلام کا نام دے دیا۔ ڈنمارک کی کوپن ہیگن یونیورسٹی کے پروفیسر آرتھر کرسٹن سین ساسانی نظام معاشرت کے بارے میں لکھتے ہیں:

شوہر مجاز تھا کہ اپنی بیوی یا بیویوں میں سے ایک کو خواہ وہ بیاہتا بیوی ہی کیوں نہ ہو کسی دوسرے شخص کو جو انقلاب روزگار سے محتاج ہو گیا ہو اس غرض کیلئے دے دے کہ وہ اس سے کسب معاش کے کام میں مدد لے سکے، اس عارضی ازواج میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ پہلے شوہر کی سمجھی جاتی تھی۔

(ایران بعہد ساسانیاں صفحہ ۴۳۷، ۴۵۷)

اس صورت کو جب اسلام میں داخل کرنے کی سازش ہوئی تو اس نے روایات کی شکل یوں اختیار کی:

قال سالت ابا عبدالله عليه السلام عن عارية الفرج قال لا باس به

(استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۵)

ترجمہ: "اس نے کہا میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا عاریۃ الفرج کے بارے میں فرمائیے۔ آپ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔"

(۳) ساسانیوں کے اس معاشرتی نظام میں یہاں تک کہ محرمات کے ساتھ شادی کو مذہبی جواز کی صورت دے دی گئی ہے۔ اس قسم کی شادی کو "خویذ وگدس" کہتے تھے۔ اوستا میں اس کے لئے "خوئیت وودزا" کے الفاظ ملتے ہیں "ہگ نسک اور وودرشتما لسر نک" میں اس قسم کی شادی کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے اور کہا ہے کہ ایسی مزاوجت پر خدا کی رحمت کا سایہ پڑتا ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے، مفسرین اوستا میں سے نرسی بزرمہر مفسر کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ خویذ وگدس سے کبائر کا کفارہ ہوتا ہے

> ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے اس کی اصل اسلام سے پہلے کے مجوسی نظام معاشرت میں موجود ہے جبکہ اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

چینی مورخ ہیون سانگ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایرانیوں کے ہاں شادیاں بلا امتیاز ہوتی تھیں تو وہ غالباً اسی رسم کی طرف اشارہ ہے۔ اب اس سے فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ کی اس روایت کا موازنہ کیجئے۔

الذی یتروج المحارم التی ذکر الله عزوجل فی کتابه تحریمها فی القرآن من الامهات والبنات الی آخر لأیة کل ذالك حلال من جهة التزويج

ترجمہ: "جو شخص محرمات، جن کی حرمت خدا نے قرآن میں بیان کی ہے جیسے مائیں، بہنیں وغیرہ ان سے نکاح کر لے تو یہ سب نکاح کی جہت سے حلال ہیں۔ حرام اس جہت سے ہیں کہ اللہ نے انہیں حرام کیا ہے۔"

البتہ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵ میں "لف حریر" کی قید ضرور موجود ہے کہ ریشم لپیٹ لیں تو گویا وہ محارم نہیں، ریشم کے ٹکڑے نے بدن سے بدن لگنے نہیں دیا۔

متعہ کے عمل سے عورت کو کرایہ پر لی گئی ایک چیز شمار کیا جانے لگا

بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے اس کی اصل اسلام سے پہلے کا مجوسی نظام معاشرت ہے اور اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عبادت متعہ کبھی بھی اسلامی زمانے میں مشروع نہیں رہی اور نہ ہی اسلام کا نظام اخلاق اس جیسے حیا سوز فعل کی ایک لمحے کیلئے بھی اجازت دے سکتا ہے۔

(دراصل کہ شیعہ مذہب کی اساس ساسانی روایت پر ہے)

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ متعہ ایک لفظ مشترک ہے جسے بعض اوقات تو "نکاح موقت" کے لفظوں میں بولا جاتا ہے جس میں نکاح کے باقی سب وہی قانون ہیں جو نکاح تائیدی میں پائے جاتے ہیں جیسے گواہوں کی موجودگی، اعلان عام، مدت نکاح میں احدالزوجین کی وفات پر وراثت پانا وغیرہ۔ ہاں صرف مدت نکاح معین ہے اور بعض اوقات یہی متعہ ایسے جنسی رابطے کے لئے استعمال ہوتا ہے جس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے، نہ اعلان عام، نہ سلسلہ وراثت اور نہ چار میں شمار ہونا وغیرہ۔ دوسرے لفظوں میں اسے زنا کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے متعہ یعنی "نکاح موقت" کے متعلق تو مانا جا سکتا ہے کہ کسی وقت تک اسلام میں جائز رہا لیکن "ایرانی متعہ" کا ایک لمحہ کیلئے "تصور جواز" بھی اسلام کے مرقع اخلاق پر ایک کاری ضرب ہے۔

اسلام کا نظام حیا تو یہاں تک فحاشی کی جڑ کاٹتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے متعہ بمعنی نکاح موقت کو بھی ہمیشہ کیلئے حرام فرما دیا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حرّم رسول الله ﷺ يوم خيبر الحمر الاهلية و نكاح المتعة

(تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ ایران)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے جنگ خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو حرام فرما دیا۔"

ایرانی سوسائٹی کے اس عیاش طبقہ نے جب اس واضح حکم کو اپنی لذت سامانیوں میں مانع دیکھا تو دلیل اور مدلول دونوں پر تاویل کے ہاتھ صاف کئے اور اس حدیث کے متعلق یوں دسیسہ کاری کی:

ان هذه الرواية وردت موردة التقية

(تہذیب الاحکام جلد ۲ صفحہ ۱۸۶ مطبوعہ ایران)

ترجمہ: "یہ روایت یقیناً تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے۔"

ان حضرات نے اپنے لئے راستہ نکالنے کی کوشش تو کی لیکن اس بات پر غور نہ کیا کہ بھلا آنحضرت ﷺ کو تقیہ کرنے کی ضرورت کیا تھی اور کن لوگوں سے آپ نے تقیہ کرنا تھا اور اگر آپ ﷺ بھی تقیہ کرتے تھے تو باقی ذخیرہ دین کا کیا اعتبار ہے کہ وہ ازراہ تقیہ تھا یا ازراہ حقیقت۔ کچھ تو یار لوگوں نے سوچا ہوتا کہ:

"ایں راہ کہ تو مے روی بہ ترکستان است"

ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر محمول کرنے والے گدھوں کا گوشت بھی کھاتے ہوں کیونکہ ان کے متعلق اور متعہ کے متعلق ایک ہی اعلان ہے اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو متعہ بھی حرام ٹھہرا اور اگر یہ تقیہ پر مبنی ہے تو گدھے بھی حلال ٹھہرے۔

یہ تو ان لوگوں کا دلیل میں تصرف تھا اور مدلول میں خیانت یہ کی کہ جس متعہ کا ذکر یہاں ہے اس سے ایرانی سوسائٹی کا متعہ مراد لیا ہے حالانکہ جس نکاح متعہ کو یہاں حرام فرمایا گیا اس سے نکاح موقت مراد تھا جس میں وہ تمام شرائط موجود تھیں جو نکاح حقیقی میں پائی جاتی ہیں۔ ہاں

لے کر چلی ہے اور برائیوں کی روک تھام بھی اسلام نے تدریجاً کی ہے۔

مکہ میں صبر و تحمل کی تعلیم تھی اور جہاد کا نام ونشان تک نہ تھا، قربانیوں کے اس دور میں مومنین کو اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا، یہاں تک کہ اپنے گھر بار سے وہ بھی چل نکلے، یہ اپنا سب کچھ چھوڑنے والے مہاجرین کہلائے اور ان کی مدد کرنے والے انصار۔ اب یہ قوم مدینہ آ چکی تھی اور مدینہ ان کا مرکز تھا پھر کہیں جا کر انہیں جہاد کی اجازت دی گئی کہ ان مظلوموں کو اب ظالموں کے سامنے اٹھنا جائز ہے بلکہ اس کا حکم بھی دیا گیا۔

مسلمان عورت کی بے پردگی اسلام کے نظام حیاء کے خلاف تھی مگر اس کا حکم بھی دیر میں ہوا ان دنوں اسلام کا فلسفہ عمل برائیوں کی تدریجی روک تھام تھا۔ شراب کی حرمت بھی ایک ہی دفعہ نہ ہوئی اسے پہلے رزق غیر حسن کہا گیا پھر کہیں جا کر اسے کلیتہً حرام ٹھہرایا گیا۔

اسلام میں انتہائی لائق قدغن برائیاں

اسلام میں چھ بنیادی برائیاں ہیں۔

(۱) جوا (۲) شراب (۳) غیبت (۴) شہادت زور (۵) چوری (۶) زنا

نکاح موقت گو اسلام کے نظام اخلاق کے خلاف تھا اسے یکسر ختم نہ کیا گیا یہ عورت کے مقام احترام کے بھی خلاف تھا۔ تاہم اس سے کچھ وقت تک کے لئے نہ روکا گیا۔ اس میں اور زنا میں جلی فرق واضح تھا مگر اسلام انسان کا شرف انسانی اس سے اونچا رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے گھر سے لمبے سفروں اور طویل جنگوں میں تو اسے جائز رکھا گیا لیکن عالم گھریلو زندگی میں اور روزمرہ کے اعمال میں مکہ مکرمہ سے ہی یہ تعلیم چلی آ رہی ہے۔

والذین هم لفروجهم حافظون الا علیٰ ازواجهم او ما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین ،فمن ابتغیٰ وراء ذٰلک فاولئك هم العادون ۔ (پ۱۸، المومنون آیت ۵تا۷)

ترجمہ: "وہ مومن فلاح پاگئے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ماسوائے اپنی بیویوں کے اور ملک یمین باندیوں کے، سو ان پر کوئی ملامت نہیں جو ان کے سوا کوئی اور راہ ڈھونڈیں تو وہ بے شک زیادتی کرنے والے ہیں۔"

اسلام کا عام قانون اخلاق یہی تھا مگر جوانوں کو ابتداء میں زنا سے بچانے کیلئے لمبے سفروں اور جنگوں میں

نکاح موقت میں عورت صرف جنسی تقاضے کیلئے نہ ہوتی تھی خاوند کے مال واسباب کی دیکھ بھال اور کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی کرتی تھی اس میں بے حیائی کا کوئی پہلو نہ تھا، پھر یہ نکاح بھی کلیتہً حرام کر دیا گیا

شریعت نے اس ایک استثناء یعنی تعین مدت کو بھی گوارا نہ کیا اور اسے اسلامی نظام معاشرت کے منافی سمجھتے ہوئے صاف صاف لفظوں میں حرام قرار دے دیا۔ پس جن حضرات نے اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر اس حکم حرمت متعہ کو تقیہ پر محمول کیا، ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے نکاح موقت بجمیع شرائط النکاح مراد لیتے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ خیانت کی انتہا برتتے ہوئے انہوں نے اس سے ایرانی سوسائٹی کا وہ متعہ مراد لے لیا جس میں اور زنا میں ایک عام نگاہ بھی کوئی فرق نہیں کر سکتی۔ ایسا متعہ نہ کبھی حلال ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ بہتان اور کذب وزور اور افتراء ہے کہ زنا کی یہ صورت ابتدائے اسلام میں رائج تھی، ور بعد میں اسے حضرت عمر فاروق ؓ نے حرام قرار دیا۔

اسلام میں برائیوں کی تدریجی روک تھام

اسلامیات کے طلبہ جانتے ہیں کہ دعوت اسلام ابتداء میں قوموں اور علاقوں کے فطری تقاضوں کو ساتھ

باقی جتنی بھی برائیاں معاشرے میں ہو سکتی ہیں وہ سب ان کی فروع ہیں۔ اسلامی نظام حیات میں ان پر پوری گرفت ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے ان کے خلاف ابتدائی دور میں نہ کوئی اعلان کیا نہ ان پر قدغن لگائی، شراب پینا دور جاہلیت میں برائی نہ تھی لیکن زنا ان دنوں بھی ایک عیب سمجھا جاتا تھا اور اولاد زنا اولاد نکاح کے درجہ میں نہیں سمجھی جاتی تھی، سو شراب تو تدریجاً حرام ہوئی مگر زنا اسلامی معاشرہ میں ابتداء سے ہی حرام ٹھہرا۔

اب زنا کے جملہ ذرائع کا سد باب ضروری تھا حکم ہوا کہ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، زنا کے قریب جانے کے جتنے بھی مواقع ہو سکتے تھے ان پر تدریجاً قدغن لگائی گئی لیکن خود زنا ایک ہی دفعہ حرام ٹھہرایا گیا، جنسی بے راہ روی کا ایک بڑا سبب جوان مردوں کا ایک لمبے عرصے کیلئے اپنے گھروں سے دور رہنا بھی ہو سکتا تھا، دشمنوں سے سرد جنگ بعض اوقات مجاہدین کو کئی کئی دن اپنے گھروں سے دور رکھتی ،خود خیبر کی فتح میں مسلمانوں کے کتنے دن لگے تھے۔

نکاح موقت کی اجازت دینی ضروری تھی تاکہ وہ کسی غلطی میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ اجازت اس وقت ختم ہو جاتی جب جنگ سے واپسی ہو جاتی، پھر دوسری جنگ میں اس کا موقع نہیں اسی اصول کے مطابق بنتا کہ ایسے حالات میں وہ پھر نکاح موقت کر سکیں اور پھر وہ ایسا کر لیتے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلی جنگ میں اس کا ختم ہونا اس کا نسخ تھا اور اب دوسری جنگ میں پھر اس نسخ کا نسخ ہوا۔ پھر عمل ہوا اور پھر اس کا نسخ ہوا۔ یہ بات باور کرنے کے لائق نہیں۔

افطار کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ہر روزے کی انتہا پر ہوتی ہے، وہ ایک مدت صوم کا افطار ہے اور دوسرا عید کے دن کا افطار ہے

صوموا الرؤیة الهلال وافطروا لرؤیة

میں اسی افطار کا بیان ہے۔ یہ دوسرا کلی افطار ہے کہ اب روزوں کے دن گئے۔ مدت جنگ ختم ہونے پر متعہ حرام ہونا اور پھر کسی وقت کلیۃً اس کا حرام ہو جانا ان دو میں ہرگز کوئی تعارض نہیں ہے۔

CamScanner

ابتداء میں خاص حالات میں اس نکاح موقت کی اجازت تھی اور یہ بیوی ازواج میں اور چار کی تعداد میں برابر شامل بھی جاتی تھی ۔ہاں اسلام نے کچھ عرصہ بعد اسے (اس نکاح موقت کو) کلیتہً حرام ٹھہرایا اور پھر ان خاص حالات میں بھی اس کی اجازت نہ رہی ۔پھر مسلمان حکمرانوں نے یہ پالیسی بنائی کہ فوجی لوگ سرحدوں پر چار ماہ سے زیادہ کے لئے پابند نہ رکھے جائیں انہیں گھر جانے کے مواقع آسانی سے مہیا کئے جاتے رہیں۔

نکاح موقت میں عورت صرف جنسی تقاضے کے لئے نہ ہوتی تھی ۔خاوند کے مال و سامان کی دیکھ بھال اور کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی وہ کرتی تھی اس میں بے حیائی کا کوئی پہلو سامنے نہ تھا۔ترمذی شریف میں ہے:

فیتزوج المرأة بقدر مایری انه یقسم فتحفظ متاعه وتصلح له شیٔا

(جامع ترمذی جلد اصفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: " وہ کسی عورت سے اس اندازے پر شادی کر لیتا جتنا عرصہ اسے وہاں رہنا ہے وہ اس کے لئے اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لئے کھانا وغیرہ بناتی۔ "

مگر چونکہ عورت سے یہ تمتع (فائدہ اٹھانا) عارضی تھا اس لئے اسے متعہ النساء بھی کہا گیا ہے تاہم اس کا ایران کے اس متعہ سے کوئی تعلق نہیں جو وہاں اسلام سے پہلے ساسانی دور میں جاری تھا۔صرف ایران نہیں ایران سے آگے ہندوستان چلیں وہاں بھی زمانہ قبل از اسلام میں بلکہ رامائن کے زمانہ میں جنسی تقاضے پورے کرنے کے اس قسم کے بہت سے کام ہوتے تھے ۔یہ اسلام ہے جس نے ان تمام معاشرتی برائیوں کا سدباب کیا اور پوری اولاد آدم کو شرف انسانی بخشا۔

ہندوؤں میں جنسی تقاضے کا عارضی ردعمل

آپ ہندوؤں کے چار ویدوں کے نام سے ناآشنا نہیں ہوں گے ۔رگ وید ......سام وید ...... یجروید......اتھروید۔ان میں رگ وید میں متعہ اور بیوہ کا نکاح دونوں جائز رکھے گئے ہیں اولاد نہ ہو تو اس کے لئے یہ لوگ نیوگ کراتے تھے...... مستقل بیوی نہ ملے تو پھر متعہ کرتے تھے۔

یہاں مستقل بیوی کا لفظ مشترک بیوی کے مقابل ہے ۔ویدک زمانے میں ایک عورت کو اجازت تھی کہ بیک وقت کئی کئی شوہروں کی بیوی ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات چار چار بھائی ایک ہی بی بی پر بس کرتے تھے۔شیعوں نے متعہ کا تصور ہندوؤں سے لیا ہے۔اگر ان کا متعہ وہی متعہ النساء ہے جو ابتداء میں جنگوں کے حالات میں نکاح موقت کے طور پر

نکاح موقت اسلام کے نظام اخلاق اور عورت کے مقام احترام کے خلاف تھا مگر اسے یکسر ختم نہ کیا گیا لیکن عام گھریلو زندگی میں اس کی پھر بھی اجازت نہ تھی

جاری تھا تو بتائیے کہ وہاں بھی کبھی کوئی عورت کئی کئی مردوں کا تختہ مشق بنی؟ نہیں تو پھر ہندوستانی متعہ یا ایرانی متعہ کو اس متعہ سے کیا نسبت ۔جو ابتداء میں طویل سفروں کے حالات میں عرب میں نکاح موقت کے نام سے بھی ہوتا رہا۔

مسٹر ایف ایم اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان میں قرابت کے عنوان سے لکھتا ہے:

ویدک زمانے میں کثیر الازواجی ہی نہیں بلکہ ایک عورت کو بھی ایک ہی حالت میں کئی کئی شوہروں کے کرنے کی اجازت تھی ۔چار سگے بھائی ایک ہی بی بی پر بس کرتے تھے......کہتے ہیں رگ وید میں متعہ بھی جائز تھا اور بیوہ کا نکاح بھی۔

(مقدمہ تفسیر الفرقان صفحہ ۴۰۶)

اور پھر آگے جا کر لکھتا ہے:

ایرانی معاشرت ہندوستان سے بھی کئی درجہ آگے بڑھ گئی تھی ۔ہندوستان میں تو صرف اس قدر تھا کہ چار بھائی ایک ہی عورت سے شادی کر سکتے تھے ۔مگر ایران میں صلبی تعلقات (رشتوں) پر بھی مٹی پڑ گئی تھی ۔سگی بہن ،بیٹی اور بعض اوقات ماں بھی بی بی بنالی جاتی......ایران میں اس قبیح رسم کو کوئی عیب نہیں گنا جاتا تھا اور چونکہ عام طور پر رائج تھی اس نظر سے یہ کوئی عیب بھی نہیں رہی تھی۔

(مقدمہ تفسیر الفرقان صفحہ ۴۴۷)

شیعہ اسی ایرانی تہذیب اور اسی مجوسی دین کے وارث ہیں ۔یہ لوگ گو اپنے آپ کو مسلمان کہتے مگر ان کی امتیازی دلالتیں سب عجمی تھیں ۔متعہ بھی انہی صدموں میں سے ایک ہے جو مسلمان کو شیعیت کے آئینہ میں دیکھنا پڑا۔

جنسی خواہشات کی تکمیل میں جب انہیں متعہ سے سیری نہ ہوئی تو پھر انہوں نے اسے عبادت کا نام دیا اور اس کے فضائل اور برکات میں وہ روایات گھڑیں کہ انسانی شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔

ان کا ایک فرقہ سمیعہ نام کا ہے وہ جنسی تسکین کے لئے مردانہ متعہ کو بھی جائز رکھتا ہے لیکن بڑی عمر مردوں سے نہیں۔ان مردوں سے جن کی مسیں بھی بھیگی نہ ہوں...... اثنا عشریوں کا مشہور مورخ ابو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی جو تیسری صدی کے آخر میں گذرا ہے فرق الشیعہ میں لکھتا ہے۔

مرکز انتشارات علمی میراث ایران نے اس کتاب کو بڑی سے بڑی آب و تاب سے شائع کیا ہے نوبختی لکھتا ہے:

وہمبستر شدن بانزدیکاں و خویشاں را از زناں و امرداں جائز دانند و دریں بارہ سخن خداوند را کہ فرمود او یزوجهم ذکرانا اناثا۔تاویل کردہ گواہ خود آرند

(ترجمہ فارسی فرق الشیعہ صفحہ ۱۳۳)

ترجمہ: اپنے ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کی عورتوں اور ان کے لونڈوں سے ہم بستر ہونا جائز سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیت (اور وہ انہیں مردوں اور عورتوں سے تزویج دیتا ہے) سے استدلال کرتے ہیں اور اسے اپنا گواہ ٹھہراتے ہیں کہ مردوں سے بھی تزویج ہو سکتی ہے۔

متعہ مردانہ کے جواز کا تقاضا تھا کہ اب یہ اس عمل کو اپنی عورتوں سے بھی جائز رکھیں اور جب عورتوں سے انہوں نے یہ کارکردگی جائز رکھی تو اب کون سا قانون یا اخلاقی ضابطہ ہو سکتا ہے جو انہیں عمل قوم لوط سے باز رکھے۔

نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے یہ عمل کرنے کو قرآن کے نام سے جواز بخشا۔قرآن میں کہا گیا تھا کہ

" تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تم ان کے پاس جدھر سے چاہو آؤ۔ "

اسے انہوں نے اپنے حق میں سند جواز سمجھ لیا اور یہ نہ سوچا کہ اگر تم اپنی بیویوں سے یہی فعل کرو تو کیا اس صورت میں بھی وہ کھیتیاں رہیں گی اور کیا اس طریق سے کوئی پیدائش ممکن ہے ۔حضرت لوط علیہ السلام نے ایسا کرم کرنے والوں کو اسی بات کی طرف توجہ دلائی تھی:

أ انکم لتأتون الرجال وتقطعون السبیل

(پ ۲۰۔العنکبوت)

ترجمہ: " تم آتے ہو مردوں پر اور قطع کرتے ہو راہ نسل انسانی چلنے کی۔ "

اب وہ روایات لیجئے جو شیعوں نے اپنے اس فعل بد کے لئے وضع کر رکھی ہیں اور ظلم بالائے ظلم یہ کہ انہوں نے یہ روایات ائمہ اہلبیت کے ناموں سے بنائی ہیں۔اس سے زیادہ اہلبیت سے بدخواہی اور کیا ہوگی؟

یہ آپ سوچیں......ان کے بیان کے مطابق حضرت

امام جعفر صادق سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا

عن اتیان النساء فی اعجازھن ؟ فقال لاباس لم تلا ھذہ الآیۃ نساء کم حرث لکم فأتوا حرثکم انی شئتم (تفسیر نور الثقلین جلد ا، صفحہ ۲۱۶)

ترجمہ: "عورتوں کے پیچھے صحبت کرنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔ قرآن کریم میں ہے تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تم آؤ کھیتیوں پر جیسے چاہو۔"

شیعہ کی جس قدیم تفسیر سے یہ حوالہ لیا گیا ہے اس کا نام تفسیر عیاشی ہے اس سے بڑھ کر ان حضرات کی عیاشی کیا ہوگی کہ آگے پیچھے تک میں فرق نہ کریں۔

ہاں اثناعشریوں نے یہ شرط ضرور لگائی ہے کہ ایسا تب کر سکتے ہیں کہ عورت اس سے راضی ہو (یعنی وہ اس کی عادی ہو ورنہ راضی کیسے ہوگی)

(دیکھئے تہذیب الاحکام جلد ۷ صفحہ ۴۱۴)

امام رضا سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے عجیب استدلال فرمایا کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے ان بدکاروں کو اس عمل سے روکا تھا تو اس کے بدلے انہوں نے انہیں اپنی بیٹیاں پیش کی تھیں اور یہ بات انہیں معلوم تھی کہ یہ فطری راہ کے عادی نہیں تو اس کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر وقت نے عورتوں سے اس فعل کو جائز قرار دیا۔ استغفر اللہ العظیم۔

سألت اباالحسن الرضا یتان الرجل المرأۃ من خلفھا فقال احلتھا ایۃ من کتاب اللہ قول لوط ھولاء بناتی من اطھر لکم ۔ ولقد علم انھم لایس یدون الفوج

(وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ: "میں نے امام رضا سے پوچھا کہ کیا آدمی عورت کے پیچھے سے آسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے قرآن کی ایک آیت نے حلال قرار دیا ہے وہ لوط علیہ السلام کی یہ بات ہے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں جو وہ پاک حالت میں ہیں۔ لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ ان کے آگے سے آئیں گے۔" (استغفر اللہ)

پھر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے کس طرح اس خلاف فطرت فعل کو جائز کیا گیا ہے۔

عن ابی عبداللہ السلام قال اذا اتی الرجل المرأۃ فی دبرھا فلم ینزل فلاغسل علیھما وان انزل فعلیہ الغسل ولا غسل علیھا

(روزنامہ جنگ لندن ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

ترجمہ: "ایک شخص کسی عورت کے پاس خلاف وضع فطرت آئے اور انزال نہ ہو تو دونوں پر غسل نہیں آتا اور اگر انزال ہو تو عورت پر غسل نہیں۔"

امام جعفر صادق کے نام سے ایسی فحش باتیں لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے۔ ان پاک طینت حضرات نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ اثناعشریوں نے خود ہی فقہ جعفری کے نام سے ایسا مذہب مرتب کر ڈالا ہے۔ غور کریں اگر یہ فعل قبیح عورتوں سے ہو سکتا ہے تو لڑکوں سے اس عمل کو کیسے خلاف فطرت ٹھہرایا جائے گا۔ بجز اس کے عورت نکاح میں ہے اور لڑکا نکاح میں نہیں۔ یہ قباحت وہ ہے جو خارج سے آئی لیکن نفس فعل میں کوئی قباحت نہ رہے گی۔ پھر ہمیں یورپ کے اس تاریک معاشرے پر انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں جو مرد کے مرد سے شادی کرنے کو سند جواز دیتا ہے۔ روزنامہ جنگ کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں:

لندن میں پندرہ ہم جنس پرستوں نے آپس میں شادی کرلی رپورٹ کے مطابق یہ پندرہ جوڑے میٹروپلیٹس چرچ میں جمع ہوئے جہاں امریکہ کے ایک نامور پادری فادر برنارڈ پنچ اور ریورنڈ جین وہائٹ نے انہیں رشتہ ازدواج میں باندھا۔

(روزنامہ جنگ لندن ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

جب ہم نے اس پر انگلی اٹھائی تو ان کے لوگ فقہ جعفری کی کتابوں اور اثناعشری تفسیروں کا ایک طومار لے کر پہنچ گئے مجبوراً ہمیں انگلی نیچی کرنی پڑی۔

ڈنمارک کی حکومت کا فیصلہ

روزنامہ جنگ لندن کی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو۔ روزنامہ جنگ نے یہ خبر لندن ٹائمز کے حوالہ سے شائع کی ہے۔

ڈنمارک کی حکومت نے لواطت پرستوں کی شادی کو سرکاری تحفظ دینے کا اعلان کیا ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اس تحفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دو مردوں نے آپس میں شادی رچائی ہے۔ یہ شادی رجسٹرار کے دفتر میں ہوئی جہاں شادی کے سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے اور مزید دس جوڑوں نے اس میں حصہ لیا۔

یورپ کی اس بے راہ روی پر ہمیں تعجب نہیں، یہ قانون غیر الٰہی بنیادوں پر قائم ہوگا، انجام کار وہ غیر انسانی قدروں کی پرورش کرے گا اور اس کی چھاپ بھی سے پیروکاروں پر غیر فطری ہوگی لیکن اس شکایت سے ہمارا کلیجہ منہ کو آتا ہے کہ شیعہ علماء نے کس بے دردی سے اس فعل قبیح کو عورتوں سے جائز رکھا۔ صرف اس وجہ سے کہ دونوں نکاح میں منسلک ہیں۔ جیسے اہل یورپ نے ہم جنس لڑکوں کو بھی شادی کے بندھن میں لا کر اس فعل قبیح کو سند جواز دی۔ افسوس شیعہ علماء اس اخلاقی پستی میں گر گئے کہ اب اٹھنا شاید ہی کسی خوش نصیب کو نصیب ہو۔

خلاف وضع فطرت کے خطرناک نتائج

اثناعشریوں کے اس غلط موقف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بعض حلقوں میں لڑکوں سے بدفعلی کی راہ بھی ہموار ہوگئی کیونکہ یہ عمل دونوں صورتوں میں ایک وضع رکھتا ہے عورت سے ہو یا کسی لڑکے سے ۔۔۔ فرق رہا تو صرف یہ کہ وہاں نکاح ہے اور یہاں لڑکا بے گناہ ہے۔ اس فرق کو ختم کرنے کیلئے ان کے ایک فرقے نے لڑکوں سے نکاح کرنے کی بھی تجویز سامنے رکھی۔ یہ محمد بن نصیر نمیری کے پیرو تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ میں خدائی طاقتوں کے مدعی تھے یا علی مدد کہنا ان کے اسی عقیدے کا اظہار تھا۔

ابوعمر الکشی محمد بن نصیر نمیری کے بارے میں لکھتا ہے

ویقول باباحۃ المحارم ویحلل نکاح الرجال بعضھم بعضا فی ادبارھم ویقول انہ من الفاعل والمفعول بہ احدالشھوات و الطیبات وان اللہ لم یحرم شیا من ذلک

(اختیار معرفۃ الرجال صفحہ ۵۲۱ طبع مشہد)

ترجمہ: "یہ محرمات سے نکاح کرنے کو جائز کہتا تھا مردوں کے آپس میں نکاح کر کے پیچھے سے آنے کو جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا اس فعل میں فاعل اور مفعول دونوں کی خواہشات ہیں اور دونوں کے مزے ہیں اللہ تعالی نے تو ان دونوں میں سے کسی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔"

ایک دن محمد بن نصیر ایک لڑکے کو کمر پر بٹھائے جا رہا تھا کس لئے؟ حاشیہ نگار لکھتا ہے

یرید ان الغلام ینکحہ

(وہ چاہتا تھا کہ لڑکا اس سے نکاح کرلے) کسی نے اسے (محمد بن نصیر کو) اس پر سرزنش کی تو اس نے جواباً کہا:

ان ھذا من اللذات وھو من التواضع للہ

وتوك التجبر (اختیار معرفۃ الرجال صفحہ ۵۲۱ طبع مشہد)

ترجمہ: "یہ کام کرانے میں بڑی لذت ہے یہ اللہ کی خاطر اپنے آپ کو جھکانا ہے اور اس سے تکبر ختم ہوتا ہے۔" استغفر اللہ

متعہ بھی انہی صدموں میں سے ایک ہے جو مسلمانوں کو شیعیت کے آئینہ میں دیکھنا پڑا

اپنے آپ کو نیچا کرنے اور تکبر ختم کرنے کیلئے یہ خواہش کہ نوجوان لڑکے اس کی پشت پر آئیں اس سے نکاح کریں اس بے حیائی اور خلاف وضع فطرت کا آغاز کس سے ہوا؟ اثنا عشریوں کے اسی عقیدے سے کہ عورتوں سے ایسا کرنا جائز ہے۔ جب عورتوں سے یہ عمل قبیح جائز ہوگا تو اب لڑکوں سے اس عمل کو روکنے کیلئے کیا کوئی صورت ہو سکے گی؟

کیے از قوم چو بے دانشی کرو
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

رفسنجانی نے جس اصول پر نوجوانوں کو متعہ کرنے کی دعوت دی ہے کیا اس سے ان میں مردانہ متعہ کی راہیں نہیں کھلتیں؟ اخلاق اسلامی اور شرف انسانی ابن آدم کا وقار ہیں اور بنی نوع انسان کی اونچی منزل ہیں جب انسان اس سے نیچے گرے تو وہ مردانہ متعہ کے لئے بھی رضا دے دیتا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

عصر حاضر میں متعہ کو سند جواز دینے کے حیلے

بجائے اس کے شیعہ زعماء متعہ کے ان مفاسد کو سمجھتے جنہیں ہم اوپر ذکر آئے ہیں انہوں نے الٹا اسے اصلاح معاشرہ کی ایک سیڑھی بتایا۔ استاذ توفیق الفلکی نے کتاب:

المتعة واثرها فى الاصلاح الاجتماعى لکھی

یہ کتاب موسیٰ جار اللہ ترکستانی کی کتاب الوشیعہ کے جواب میں ہے جسے سید مرتضیٰ رضوی نے قاہرہ سے طبع کرایا ہے۔ اس میں موصوف متعہ کی مجبوری کو یہ دلیل جواب مرحمت کرتے ہیں:

ان نفس الانسان امارة بالسوء وخلق الانسان هلوعًا فى الخير جزوعًا فى الشر لهذا يسر الله وهو اللطيف الخبير لعباده طرق الخيرات والاعمال الصالحة ولم يعسر عليهم نوال اللذات

(المتعہ دائرہا، صفحہ ۱۱۹)

پاکستان کے مشہور ہفت روزہ تکبیر نے اپنے ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں حاصل مطالعہ کے عنوان سے متعہ پر ایک نہایت دلآویز بحث کی تھی جو مسلسل چار قسطوں میں چلی تھی۔ اثنا عشریوں کے علی اکبر شاہ نے اس کا نہایت ناتمام جواب لکھا ہے علی اکبر شاہ نے آخر میں مولانا مودودی کا یہ حوالہ بھی پیش کیا ہے:

"ابن عباس اور ان کے ہم خیال صحابہ کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ جواز بحالت اضطرار کی حد تک جا سکتا ہے۔" (صفحہ ۷۵)

اور آخر میں لکھتا ہے:

"اور یہی اکثر علماء اہل تشیع کہتے ہیں۔"

ہم جواز بحالت اضطرار کے قائل نہیں جو زنا میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی تو اسے اپنی ایک مجبوری ہی سمجھتا ہے۔ اس ایک صورت میں اگر اس کا دروازہ کھول دیا جائے تو کیا اس سے اس بدکاری کا دروازہ ہر ایک کے لئے نہ کھل سکے گا۔ رہی بات کہ پھر مودودی صاحب نے یہ صورت کیوں تجویز کی۔ جہاں تک ہم سمجھ سکے ہیں یہ مودودی صاحب کا نہ اپنا عقیدہ تھا، نہ عمل، انہوں نے شیعہ نوجوانوں کو اپنے قریب کرنے کے لئے یہ بات محض ایک سیاسی رنگ میں کہی تھی اور علماء نے اس کی اسی وقت تردید کر دی تھی۔ اہل حدیث علماء نے

"تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہل حدیث"

کے نام سے ایک کتاب کراچی سے شائع کی۔ اس کا مقدمہ مولانا محمد اسماعیل (گوجرانوالہ) نے لکھا تھا اس کے صفحہ ۶۱ پر لکھا ہے:

امام جعفر ؒ سے ایسی فحش باتیں لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے، ان پاک طینت حضرات نے ایسی باتیں ہرگز نہیں کہیں، شیعہ نے خود ہی ایسا مذہب مرتب کر ڈالا ہے معلوم نہیں مودودی صاحب کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے اجتہاد و فکر کا پورا سرمایہ میدان تحقیق میں جھونک دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعت مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

سو جب علماء نے مولانا مودودی کے تمام دلائل کو اثبات متعہ کے لئے ناکام قرار دیا تو اب شیعی مؤلف علی اکبر شاہ کا مولانا مودودی کے حوالہ سے اسے بحالت اضطرار جائز لکھنا کسی طرح صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

ایک شیعہ مصنف عبدالکریم مشتاق نے "ہم متعہ کیوں کرتے ہیں" کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے ہم اسکو کچھ اہمیت نہ دیتے اگر ایران کے صدر رفسنجانی بر سر عام نوجوانوں کو متعہ کی دعوت نہ دیتے۔ ان دنوں جنسی بے راہ روی نوجوانوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اندیشہ ہوا کہ رفسنجانی کا یہ اعلان جلتی پر تیل کا کام دے گیا۔ اس عام ضرورت اور عام مسلم نوجوانوں کو مشق متعہ سے بچانے کیلئے عزیز محترم حافظ محمد اقبال رنگونی نے یہ کتاب "متعہ نہ کیجئے" لکھ کر اثنا عشریوں کے جملہ دلائل تار تار کر دیئے ہیں۔

فجزاه الله احسن الجزاء عنا وعن سائر المستفيدين۔

یہ صرف عبدالکریم مشتاق کا ہی جواب نہیں اس میں آیت اللہ توفیق الفلکی، علی اکبر شاہ اور ان کے جملہ مجتہدین لکھنؤ کے اس پر دیئے گئے دلائل کا بھی اجمالی جواب آ گیا ہے۔

علماء اہل سنت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں اس کتاب کی خوب نشر و اشاعت کریں۔ اسے نوجوانوں میں پھیلائیں اور جس نوجوان مسلمان کو بھی کسی شیعہ حلقے میں گھرا پائیں اس تک فوراً یہ کتاب پہنچائیں تاکہ شیعہ، جو نوجوانوں کو متعہ کا لالچ دیکر اپنے حلقوں میں کھینچ رہے ہیں وہ اپنے اس پروگرام میں ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ صیانۃ المسلمین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

نرخ نامہ اشتہارات برائے
ماہنامہ نظام خلافت راشدہ خیر پور

بیک ٹائٹل فل رنگین	30,000 روپے
اندرونی ٹائٹل رنگین	20,000 روپے
اندرونی بیک ٹائٹل رنگین	20,000 روپے
اندرونی فل صفحہ 1 کلر	5,000 روپے
اندرون نصف صفحہ 1 کلر	3000 روپے
اندرون چوتھائی صفحہ	1000 روپے
اندرون فل کالم	1000 روپے
اندرون نصف کالم	800 روپے

منجانب: مینیجر اشتہارات نظام خلافت راشدہ

ناموس صحابہؓ کی جدوجہد میں شریک ہونے کیلئے اشتہارات دیجئے

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام

(قسط 3)

بیرون ملک سپاہ صحابہ کی تشکیل کا کام

سپاہ صحابہ کی بیرون ملک تشکیل کا آغاز تو مولانا حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہو گیا تھا...... اس کا پہلا مرحلہ اس وقت شروع ہوا جب راقم نے ۱۹۸۷ء کے آخر میں برطانیہ کا دورہ کیا، اس دورے میں برطانیہ کے صوبہ اسکاٹ لینڈ اور مانچسٹر کے کچھ ساتھیوں پر مشتمل ابتدائی باڈی قائم کی گئی، جب واپسی پر قائد شہید کو روداد سنائی تو وہ بہت مسرور ہوئے، اس وقت وہ ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں مصروف تھے۔

اس وقت تک سپاہ صحابہ کا پیغام کیسٹوں کی صورت میں تو دنیا کے تمام اسلامی ملکوں اور اردو جاننے والے ایشیائی تارکین وطن میں پہنچ چکا تھا بیرون ممالک میں پہلی باقاعدہ تشکیل برطانیہ میں، دوسری تشکیل قائد کی شہادت کے بعد متحدہ عرب امارات، تیسری تشکیل سعودی عرب، چوتھی تشکیل بنگلہ دیش میں ہوئی، اس کے بعد جاپان، آسٹریلیا، فیجی، آئی لینڈ، امریکہ، نیوزی لینڈ، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، قطر، بحرین اور کویت میں عمل میں آئی۔

سپاہ صحابہ کی دنیا بھر میں تشکیل کے کام میں اللہ پاک کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے کہ اس نے اس ناتواں اور انتہائی بے مایہ انسان کے ذریعے اپنے برگزیدہ بندوں کی

> پنجاب حکومت میں شمولیت کر کے ہم نے [illegible]

خدمت کا پیغام ۲۶ ملکوں تک پہنچایا۔ ہر جگہ بنیادی فکر کے لئے قائد کی کیسٹوں اور تقاریر کو مرکزی حیثیت حاصل رہی، اس کے بعد راقم کی کتاب ''خمینی ازم اور اسلام'' (جو ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی) [illegible] اور عربی

ترجمہ ہوا تو یہ کتاب بھی ہمارے پروگرام کا حصہ بن گئی۔ ۹۳-۱۹۹۴ء میں صحابہ کرام کے تعارفی سلسلہ پر مشتمل ۵۷ ہزار کتابیں انگریزی میں صرف برطانیہ اور امریکہ میں تقسیم ہوئیں۔ ان کتابوں کے ساتھ ساتھ قادیانیت اور اسلام کے عنوانات پر بھی علیحدہ علیحدہ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

سپاہ صحابہ کا پیغام آج بھی آپ کو نیویارک، واشنگٹن، سان فرانسسکو، شکاگو، نیوجرسی، ورجینیا کے ہر مسلمان گھرانے میں ملے گا۔ یہ نصب العین جہاں لندن، برمنگھم، گلاسکو، مانچسٹر اور بریڈفورڈ میں عام ہوا وہاں اس کی صدائیں مکہ، مدینہ، جدہ، ریاض، دہران، طائف کے علاوہ ابوظہبی، رائس الخیمہ، الفجرہ، دوہا، قطر، کویت کے تمام ایشیائی مسلمانوں میں گونج رہی ہیں۔

یہ سب کچھ قائد شہید کی خون افشاں قربانی اور خلوص رسا آواز کا سحر تھا۔ جس نے ہر جگہ اپنا جادو جگایا، ہر بستی میں اذاں دی، ہر قلب کو جھنجھوڑا، ہر دماغ کو سوچنے پر مجبور کیا، ہر دریچے میں جھانکا...... ان افکار پر مہمیز لگانے کا کام ضرور ہم سے لیا گیا لیکن ہم کبھی غلط فہمی میں نہ رہے کہ سارا کام ہم نے کیا ہے...... نہیں بلکہ یہ تو سپاہ صحابہ کے نصب العین کی عظمت تھی۔ صحابہ کرام کی درخشندہ روایات کی روشنی تھی، آفتاب رسالت کی لمعہ افروزی تھی، ماہتاب رسالت کی کرنیں تھیں۔

> روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب میں نے حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کی آواز امریکہ کے ایک بزرگ کی گاڑی سے سنی تو اس وقت اپنے آنسو ضبط نہ کر سکا

میں نے امریکہ اور برطانیہ جیسے بڑے بڑے شہروں میں جب علیحدہ علیحدہ تنظیمیں قائم کیں تو ہر جگہ محسوس ہوا کہ ہماری تقاریر کا سارا ریکارڈ اور خطاب کے سارے کیسٹ پہلے ہی راستہ بنا چکے ہیں، ان کیسٹوں میں بھی قائد کی اوکاڑہ، پشاور اور مظفر گڑھ کی یادگار تقریروں کو مرکزی حیثیت حاصل رہی۔

متحدہ عرب امارات، دبئی کے پہلے دورے میں، میں نے ایک ایسے مجاہد اور سرفروش کو بھی دیکھا جس نے ۴۰۰ سے زائد کیسٹیں پورے علاقے میں ہر اردو دان کے گھر پہنچا رکھی تھیں، ہر اردو دان سپاہ صحابہ کے مشن کی سچائی اور نصب العین کی عظمت کا اعتراف کر رہا تھا۔ مجھے بھی دبئی اور ابوظہبی میں ایسے بھی محسوس ہوا کہ میں جھنگ کی گلیوں میں پھر رہا ہوں۔ قائد کا پیغام گھر گھر میں گونج رہا تھا۔

ایک مرتبہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب میں نے قائد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر کی آواز امریکہ کے ایک بزرگ کی گاڑی سے سنی اور آپ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت بیان کر رہے تھے اور سامنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا روضہ دیکھ کر میں اپنے آنسو ضبط نہ کر سکا تو اسی وقت میرے دل نے گواہی دی یہ پیغام رکنے والا نہیں، یہ سچائی ضرور فروغ پذیر ہو کر رہے گی۔ ہر سازش اور ہر پروپیگنڈہ ناکام ہوگا...... دل سے نکلنے والی یہ صدا خود اپنا راستہ متعین کرے گی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قائد شہید کو ہم سے جدا ہوئے ایک سال بھی نہ گزرا تھا۔ آئرلینڈ کے جزیروں، آئی لینڈ کے دور افتادہ سمندری علاقوں آسٹریلیا کے شہر سڈنی اور ملبورن اور ساؤتھ پیسفک کے سات ملکوں میں ہر جگہ سپاہ صحابہ کے مشن کو فروغ ملا۔ ہر ملک میں پاکستانی اور ہندوستانی نوجوانوں پر مشتمل باڈیاں تشکیل دی گئیں۔ ملائشیا، جاپان، جرمنی اور فرانس میں بھی کئی جگہوں پر ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی تنظیم قائم ہوئیں۔ انہیں ہر جگہ انگریزی ترجمہ لکھ کر ''سپاہ صحابہ کیا ہے؟'' ''مولانا حق نواز کی جدوجہد'' ''خمینی ازم اور اسلام'' اور کئی ہزار اردو کتابیں پہنچائی گئیں۔

ایران کے علاقے اصفہان، زاہدان، بندر عباس کی سنی ریاستوں میں تمام حکومتی پابندیوں کے باوجود کام جاری ہے۔ پیغام عوامی سطح پر پہنچانے کیلئے ابھی بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ مشکلات و مصائب اور مصائب و حوادث کے پے در پے ہجوم کے باعث جو تاخیر ہوئی ہے ہم اس کا جلد ازالہ کر سکیں گے۔ ہم انشاء اللہ عالمی سطح پر اس تنظیم مشن کے فروغ کا کام تاریخی دستاویز اور راقم کی تازہ کتاب ''خلافت ورلڈ آرڈر'' اور ''شیعہ مذہب اور اسلام کے تقابلی مطالعہ'' سے لیں گے۔

دنیا بھر میں جہاں بھی سپاہ صحابہ کا ایک فرد بھی موجود ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو جماعت کے

تنظیمی ڈھانچے میں شامل کر کے اس عظیم نصب العین کو جہاں تک ممکن ہو پہنچائے۔ اگر اللہ پاک کا فضل شامل حال رہا تو ہم نظام خلافت کے احیاء ،غلبہ اسلام ،ناموس صحابہ کے تحفظ، صحابہ کرام کے علوم و معارف کے فروغ اور صحابہ دشمنوں کے استحصال کے لئے دنیا کے ہر ملک، ہر خطے، ہر ریاست میں جائیں گے۔

ایران کے علاقے اصفہان، زاہدان اور بندر عباس کی سنی ریاستوں میں تمام حکومتی پابندیوں کے باوجود مشن جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ جاری رہا

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی نئی نسل کی بقا بھی صحابہ کرام کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے ورنہ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے بے حیائی اور بے غیرتی کا جو اودھم مچا رکھا ہے اس سے دنیا کا کوئی انسان محفوظ نہیں رہ سکتا۔ غلبہ اسلام کی تکمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی خلافت کے ذریعے ہوئی، آج بھی نظام خلافت کے بغیر غلبہ اسلام کا تصور ہی محال ہے...... سپاہ صحابہ کا پیغام دنیا بھر کے مسلمانوں کی وحدت کا ضامن ہے اس پرچم کے نیچے ایک طرف غلبہ اسلام کا مقصد نبوت پورا ہوگا دوسری طرف نئی نسل صحابہ کرام کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہو کر دنیا کے ہر چیلنج کا جواب دے سکتی ہے۔ صحابہ کرام کی تعلیمات کے ذریعے قرآن و حدیث کی تعلیم کا راستہ اپنا کر ہم بدعات و رسوم اور فتنہ ہائے عصر سے بھی دامن کش ہو سکتے ہیں۔

شہادتوں کے مصائب اور سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ کا قیام

سپاہ صحابہ کے کام میں زیادتی کے ساتھ ساتھ اس کی ابتلاء و آزمائش میں بھی ہر سطح پر اضافہ ہوا۔ ۳۴۸ کارکنوں کی شہادت کے بعد جن لوگوں کے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہوئیں ہم نے مکہ مکرمہ کے علماء، اور پاکستان کے نامور اکابرین اہل سنت کی مشاورت سے "سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ" کے نام سے ایک خیراتی اور مالیاتی ادارہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء کو قائم کیا...... اس ادارہ نے ابتداء میں سیلاب زدگان کی مدد میں شاندار ریکارڈ قائم کیا، دو کروڑ روپے سے زیادہ اشیاء اور رقوم پہلے سال سیلاب زدگان میں تقسیم کی گئیں، اس کے ساتھ ساتھ اس ادارہ کی طرف سے کئی ہزار زخمیوں کا علاج کیا گیا۔ ۵۰ سے زائد بیوگان کے باقاعدہ وظائف جاری ہوئے (جو تا حال جاری ہیں) سپاہ صحابہ کے ڈھائی سو سے زیادہ کارکن جو مختلف جھوٹے مقدمات میں جیلوں میں ہیں ان میں ۲۲ سزائے موت کی کال کوٹھڑی میں بند ہیں باقی ۱۲۲ کارکن طویل قید کی صعوبت برداشت کر رہے ہیں۔ ویلفیئر ٹرسٹ کی طرف سے جیلوں کے اخراجات، مقدمات کی پیروی کا کام بھی جاری و ساری ہے...... اس عنوان پر ہمارے کام میں ابھی تک بہت کمزوریاں موجود ہیں، کئی مقامات پر مقدمات کی صحیح پیروی نہیں ہو سکی، کئی جگہ پر ہم صحیح طور پر اخراجات بھی مہیا نہیں کر سکے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں ویلفیئر ٹرسٹ کی تمام کمزوریوں کو دور کر کے اس کا سارا انظام پابندی اور تواتر کی لڑی میں پرو دیا جائے...... اس کے لئے اس سال کافی بہتری ہوئی ہے میں نے اس کے لئے پانچ رکنی مالیاتی بورڈ تشکیل دیا ہے جو اس پر مسلسل کام کر رہا ہے۔ ہم یہ بات کھلے دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ مذکورہ شعبے میں ہم فنڈ کی قلت، وسائل کی کمی بار بار گرفتاریوں اور آپریشنوں کے باعث رقوم کے حصول میں بہت زیادہ حد تک کمی کے باعث ہم اپنا ٹارگٹ پورا نہیں کر سکے۔ اس پر تیز ترین انداز میں کام کیلئے ہم کوشاں ہیں۔

سپاہ صحابہ کی سیاسی عملداری

اصولی طور پر سپاہ صحابہ کو سیاسی جھمیلوں میں نہیں پڑنا چاہئے اس کی مذہبی اور دینی حیثیت کا تقاضا ہے کہ ہم صرف مذہبی امور سرانجام دیں کیونکہ ملک کی تمام جماعتوں میں ہمارے کارکنان موجود ہیں۔ ہماری مجبوری یہ ہے کہ ناموس صحابہ و اہل بیت بل پیش کرنے اور صحابہ کرام کی ناموس کو آئینی تحفظ دلانے کیلئے ہمارا نمائندہ قومی اسمبلی میں ہونا ضروری ہے اس لئے ہمیں اپنے کاز کا بہت سا وقت

آج دنیا بھر میں مسلمانوں کی نئی نسل کی بقا بھی صحابہ کرام کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے

اور بیشتر حصہ اس کی نذر کرنا پڑتا ہے، سپاہ صحابہ کی مشکلات کا نصف حصہ اس کی سیاسی کارگزاری کے باعث سامنے آیا ہے اگرچہ جھنگ کے انتخابات میں مولانا ایثار القاسمی اور ان کے بعد مولانا اعظم طارق کی کامیابی کے نتائج قابل تعریف ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنی اپنی بساط کے مطابق قومی اسمبلی میں تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ صوبائی اسمبلی میں شیخ حاکم علی اور میاں ریاض حشمت سپاہ صحابہ کے نمائندے ہیں۔ ان دونوں حضرات کو حکومتی اتحاد میں شامل کرنے کا جماعتی فیصلہ اگرچہ ابتداء میں خوش کن تھا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ حکومت کی حمایت کر کے ہم اپنے مطالبات بہتر انداز میں منوا سکتے ہیں، بے گناہ کارکنوں کی رہائی میں مدد لے سکتے ہیں، ابتداء میں میاں منظور احمد وٹو کی حمایت کر کے ہم نے یکم محرم کو نئے اسلامی سال کے آغاز اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت کے عنوان سے پنجاب میں تعطیل منظور کرائی یہ ایک تاریخ ساز فیصلہ تھا جو سپاہ صحابہ کے مشن کی تکمیل کی طرف جانے والا اہم قدم تھا اس کے ساتھ ہم نے بے گناہوں کو بھی رہا کرایا لیکن بعد میں منظور وٹو بے نظیر بھٹو حکومت کی شہ پر ہمارے خلاف ہو گئے اور کچھ عرصہ بعد وہ بھی بے نظیر کی خرد دستی کا شکار ہو گئے...... موجودہ وزیر اعلیٰ مسٹر سردار عارف نکئی کی حمایت ہم نے صرف اس وجہ سے کی چونکہ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی میں کسی گروپ کے آدمی پورے نہیں ہیں یہ بھی وٹو صاحب کی طرح، تیسرے گروپ یعنی چٹھہ مسلم لیگ سے ہیں...... شاید یہ ہی ہمیں انصاف مہیا کر سکیں۔ بے گناہ لوگوں کی رہائی اور یکطرفہ زیادتیوں کا خاتمہ ہو سکے لیکن یہ وزیر اعلیٰ تو خاص کٹھ پتلی ثابت ہوئے، ہم نے نکئی صاحب کی حمایت کسی ذاتی لالچ، پلاٹ کے حصول کیلئے نہیں کی تھی۔ خدا کے فضل سے ہمارا دامن صاف ہے۔ ہم نے نیک نیتی اور صاف دلی کے ساتھ سپاہ صحابہ کے مفاد اور کارکنوں کی رعایت کے لئے یہ تجربہ کیا تھا۔ اپنی جماعت کے شیخ حاکم علی کو وزیر بھی بنوایا تا کہ جھنگ کے سماجی کام اور کارکنوں کو تحفظ مل سکے، لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس تجربہ میں کامیاب نہ ہو سکے، وزیر اعلیٰ سردار عارف نکئی نے اگرچہ کئی مرتبہ ہماری رہائی کیلئے بے نظیر حکومت سے بات کی کہ چونکہ حکومت کے سامنے ان کی اپنی حیثیت کمزور تھی اس لئے وہ بے گناہوں کی رہائی نہ کرا سکے۔

وزارتوں اور حکومتوں میں شمولیت کے تجربے کم ہی کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن سپاہ صحابہ جس کے ڈھائی سو کے قریب کارکن جیلوں میں ہیں اور سالہا سال سے حکمرانوں کے ظلم کا شکار ہیں۔ اس کے لئے ہم نے صرف کارکنوں کے تحفظ کو مدنظر رکھ کر پنجاب حکومت میں شمولیت اختیار کی تھی، وفاقی حکومت سے نظریاتی اور دینی اختلاف اور سخت مخالفت کے باوجود ہماری پنجاب میں شمولیت پر ہمارے ہزاروں حامیوں نے بھی اعتراض کیا اور ان کا یہ اعتراض اور تنقید بھی بجا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی حکومت میں جب حضرت مفتی محمود اور جماعت اسلامی نے شمولیت کی تو کچھ عرصہ بعد انہوں نے کہا تھا ہم نے سیاسی زندگی میں اس سے بڑی غلطی نہیں کی۔ ہمیں بھی آج کھلے دل سے اعتراف ہے کہ حکومت کی حمایت کرنا اور بات ہے اور شمولیت اور بات ہے۔ حکومت میں شمولیت کر کے ہم نے صریح غلطی کی تھی۔ ہمارے پیش نظر جو مقصد تھا اس میں ہم کامیاب نہیں ہوئے۔ جماعتی زندگی میں غلطیوں اور کوتاہیوں پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے اس کا ازالہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ پاک نے چاہا تو ہم ضرور اس کا ازالہ کریں گے۔ (جاری ہے)

شیعہ خواتین / حضرات کو غور و فکر کی دعوت

تحفظ قرآن مجید اور سبائی مسلک

حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر

اہل سنت والجماعۃ کے مرکزی عقیدہ وایمان کے مطابق جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جمیع انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و برتر ہیں، جس طرح قرآن مجید جمیع کتب الٰہیہ کے مجموعہ ہونے کے باعث جمیع کتب الٰہیہ توراۃ، انجیل، زبور، مصحف ابراہیم و موسیٰ سے افضل امت ہے بعینہ اسی طرح اصحاب محمد ﷺ علیہم الرضوان بھی جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کے جمیع اصحاب کرام سے بہت ہی اعلیٰ بہت افضل ہیں جس طرح اصحاب محمد علیہم الرضوان نے اپنی جانوں، مالوں کی بے نظیر اور شاندار قربانیاں پیش کی ہیں اصحاب محمد نے درختوں کے پتے کھا کر اسلام کو من و عن پوری دنیا میں طلوع شمس سے غروب شمس تک سے متعارف کرایا اور پہنچایا ہے۔ قرآن و احادیث کے بالمقابل تاریخ کی کیا حیثیت ہے؟ خود اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اصحاب محمد کی بار بار متعدد مقامات پر خوب اور خوب تر تعریف و توصیف کے ساتھ ساتھ احباب محمد ﷺ کا زبردست عادلانہ دفاع فرمایا ہے۔

مسلم یا غیر مسلم قرآن کریم کا جس مقام سے بھی خالی الذہن ہو کر گہری نظر سے مطالعہ کریں گے تو قرآن مجید میں جا بجا انکو اصحاب رضی اللہ عنہم واحباب محمد ﷺ کی پاک سیرت عظیم الشان جرأت مندانہ کارنامے اور اللہ تعالیٰ کی بھرپور حمایت و نصرت اور انعامات الٰہیہ کی موسلا دھار بارش کا تذکرہ ملے گا۔ چونکہ اب نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے اب کوئی نیا نبی رسول، پیغمبر اسلامی عقیدہ کے مطابق ہرگز مبعوث نہیں ہوگا اب تا قیامت تاریخ نہیں قرآن واحادیث ہی ہدایت و رہبری کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ قرآن مجید ہر دور کا ترجمان ہے اور اب ہمارے اس دور کا بہترین ترجمان قرآن کریم ہی ہے۔ ذوق قرآن مجید کا ہر مخلص طالب علم بخوبی جانتا ہے کہ قرآن واحادیث کے ذخیرہ سے صحابہ کرام کی شان مقدس کس قدر زوردار لفظوں میں بار بار تکرار کے ساتھ بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ مذکور ہے۔ بڑے بڑے نامور مصنفین نے ہزاروں کی تعداد میں اصحاب محمد ﷺ سے متعلق کئی ضخیم کتب کئی جلدوں پر مشتمل ہیں، بڑے ادیبانہ شیریں الفاظ میں بڑے پیارے مربوط جملوں سے صحابہ کرام کو خراج عقیدت و محبت پیش کرنے کی عظیم سعادت حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ نثر کے علاوہ نامور مسلم وغیر مسلم شعراء کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظیم الشان قربانیوں کا تذکرہ کیا ہے اور تا قیام قیامت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عظیم الشان کارناموں کا تذکرہ ہوتا رہے گا مگر حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العالمین نے جس خوبصورت انداز میں صحابہ کرام کے عظیم الشان کارناموں کو الم نشرح فرمایا ہے ایسا طریق بیان ایسا لطیف انداز اور بہت پُر اثر تعارف خوبصورت خوشبودار پاکیزہ اور دل و دماغ کو منور کرنے کا بیان ان مصنفین کی انسانی کوشش کے باوجود ایک جملہ بھی ان مصنفین کی کتابوں میں نہیں ملتا۔

قرآن مجید کے مطالعہ کا ہر آدمی کا اپنا اپنا ذوق ہے بندہ عفاء اللہ کا شیعہ حضرات کو مشورہ ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر قرآن کریم کا مطالعہ کریں قرآن مجید میں صحابہ کرام کے فضائل و مناقب کی ایک بہت بڑی طویل فہرست مرتب کی جاسکتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ قرآن کریم کے مطالعہ کے طفیل اللہ تعالیٰ انکو ہدایت عطا فرمادیں۔ پھر سپاہ صحابہ کے مشن کو، جو قرآن واحادیث سے ماخوذ ہے اس قرآنی مشن کی تبلیغ کیلئے ایک اشتراک، ہوجائے تو جو عبداللہ بن سبا کے دور سے تفرقہ اور گروہ بازی سے اسلام کا نقصان ہوا ہے اس کی تلافی ممکن ہوسکتی ہے جس کی اس وقت شدید ضرورت ہے مگر صحابہ کرام سے عداوت اور قرآن مجید سے تعلق یہ ایک دھوکہ، ایک فریب، ایک فراڈ، یا پھر تقیہ ہے۔ قرآن واحادیث کو سمجھنے کیلئے نہایت ہی ضروری ہے کہ صحابہ کرام کے قول و فعل اور عمل کو ہر حال مدنظر رکھا جائے اس لئے کہ صحابہ کرام ہی سب سے اول قرآن مجید پر عمل کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام ہی قرآنی تعلیمات کا حقیقی اور عملی نمونہ تھے۔ صحابہ کرام کی پیروی امت محمدیہ کیلئے نہایت ہی ضروری ہے صحابہ کرام کے عمل کو چھوڑ کر قرآن فہمی کا دعویٰ کافرانہ فعل ہے بلکہ ملکی اور ملی زندگی کے مسائل اور مشکلات کو سمجھنے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ قرآن واحادیث کی تفہیم صحابہ کرام کے عمل اور فعل سے سوچی جائے ورنہ اسے ترک کر کے قرآن فہمی کا ذوق پورا کیا گیا تو پھر یہ ذوق ہدایت کی بجائے گمراہی اور ضلالت و کفر اس کا آخری انجام ہے

(اعاذنا اللہ تعالیٰ من جمیع المسلمین۔

صحابہ کرام سے عداوت اور قرآن پاک سے تعلق ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے اگر کوئی اس کا مدعی ہے تو وہ بہت بڑے دھوکے میں مبتلا ہے

یہی فرمان حضرت نبی کریم ﷺ سے منقول ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی -

كُلُّهُمْ فی النار الا واحدة

جب دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ نجات دہندہ گروہ کونسا ہے؟ فرمایا کہ یہ گروہ میری اور میرے صحابہ کی نقش بندی کا پیروکار ہوگا صرف آپ ﷺ نے سنت کی قید نہیں بلکہ وہ سنت الخلفاء الراشدین کی قید بھی اس جنتی گروہ کی علامت بتائی گئی ہے اسی فکر اور سوچ کا نام صرف سنی ذہن ہی ہوسکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ کا اس ارشاد کی روشنی میں ایک حقیقی مسلمان کو اپنے انفرادی یا اجتماعی معاشی یا معاشرتی مسائل کو بھی اسی مذکورہ سنی ذہن کے تحت عمل میں

لازم ہو جاتا ہے بعد امت مسلمہ کی انتخابی فکر اس راہ سے دور ہت گئی ہے اس وقت مسلمانوں کو زوال کا سامنا ہے صحابہ کرام سے (اعیاذ باللہ) اور اعتقادی و اعتقادی سے کٹے ہو جانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سپاہ صحابہ کی اسلامی فکر سے امت مسلمہ کو آگاہی نصیب فرمائی جنہوں نے اپنے

پیر وکار مفسر محدث مجاہد العلماء ورثة الانبیاء کی عملی یادگار کو دین اسلام کی دشمن قوتوں نے صحابہ کرام کے مشن کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا کرنے کیلئے گولیوں کی بوچھاڑ کر کے حضرت ؒ کو اپنے اسلام کی مانند شہید کر دیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

قرآنی تعلیمات سے مطابق صحابہ کرام ... فوج ہے اور حضرت نبی کریم ﷺ کی ... بہادر اور نڈر بے لوث ملٹری کا نام صحابہ کرام ہے ... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اس ملٹری کے خلاف ... کا باغی ہو وہ اس بغاوت کے جرم کا مرتکب ہو تو سب سے ... ہے کہ اس کی سزا کیا ہے؟ اور نہ اتنا تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ جو اسلام کی فوج (صحابہ کرام) کا باغی ہے وہ اسلام اور حضرت محمد ﷺ کا بھی باغی تصور کیا جائے گا۔ یہ ایک خطرناک بہتان ہے کہ اصحاب محمد غاصب تھے اعیاذ باللہ اصحاب محمد ﷺ منافق تھے اصحاب رضی اللہ عنہم محمد خائن تھے یہ ایک سیاہ ترین جھوٹ ہے بلکہ امت محمدیہ کیلئے اصحاب و احباب محمد کی زندگی مشعل راہ ہے واللہ صحابہ کرام سے ہمیں صداقت ملتی ہے صحابہ سے ہمیں عدالت ملتی ہے، صحابہ کرام کی محبت کے طفیل ہمیں شہادت ملتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمیں سخاوت ملتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمیں شجاعت ملتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طفیل ہمیں خدائی نصرت ملتی ہے، اور یہ سب، یہ سب کچھ ہم کو اسلام کی ملٹری کی وساطت سے ملتا ہے۔

یہ حقیقت تو سب جانتے ہیں کہ ہمیں آج تک ایسی حکومت وسلطنت نہیں ملی جیسی حکومت وسلطنت صحابہ کرام نے پوری کائنات میں قائم کی تھی۔ ہم آج بھی اس دنیا میں ایسے خلیفۃ اللہ امیر المومنین کی تلاش میں ہیں جو حاکم بھی ہو اور مزدور بھی، مہمان نواز ہو اور امام بھی، رعایا کا بھی خواہ ہو اور اسلام کا غلام بھی اور جب رات کو سب سوئے ہوں تو وہ پہرہ دار اور چوکیدار ہو، مگر آہ صد آہ کہ

بڑے ہی ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں اللہ کی وحدانیت، نبی کی رسالت اور قرآن کی صداقت کے گواہ (صحابہ) جھوٹے ہیں

ہزاروں رضا کاروں کی پیاری جان کا فی سبیل اللہ نذرانہ بلکہ پوری قیادت کی شہادت سے عملاً یہ ثابت کر دکھایا کہ سنت الخلفاء الراشدین سے ہٹ کر مسلم، مسلم نہیں رہتا بلکہ یہ راہ نجات دہندہ نہیں کفر دہندہ وضلالت دہندہ ہے جس سے ایک حقیقی مسلمان کو ایسے گروہ سے ہر حال میں بائیکاٹ کرنا چاہئے جو اس فرمان محمدی کا باغی ہو مگر برا ہو اس دنیوی سیاست اور ناموری اور کثرت مال کی ہوس کا کہ خود سنی حضرات نے باطل کے ساتھ دینی اتحاد کر کے ایک بار پھر سنی ذہن کے مسلمان کو پیچھے دھکیل دیا ہے، بایں وجہ اس نام نہاد ناموری اور ہوس وحرص دنیائی کمزوری کی وجہ سے کتاب وسنت کے ساتھ عملی تعلق کمزور ہو گیا ہے مگر لسانی و مادی عروج حاصل کر گئے ہیں اب بھی اس کمزوری کا مضبوط علاج خالص سنی ذہن ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اپنی انا کو اگر دفن کر کے ہم سپاہ صحابہ کے مشن پر عمل پیرا ہو جائیں اور اسوۂ صحابہ کرام کو اپنی زندگی کا معمول بنا لیں تب نصرت الٰہی ہماری امداد کے دروازے کھول دیگی

وہ کبھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

والا معاملہ: " اور اگر اسی مغربی جمہوریت کی بے دین رغبت کی دلدل میں ہم اسی طرح پھنستے رہے تو پھر منکرین صحابہ کرام کی مضبوط گروپ بندی ہماری اس غلطی اور کمزوری کے طفیل اس ملک میں نظام خلافت راشدہ کا نفاذ ناممکن بنا سکتی ہے۔ اس غیر اسلامی فکر نے سپاہ صحابہ سے فکراؤ کے نظریہ کے تحت صحابہ کرام کے اسلامی احترام و اکرام کو بھی بہت ہی نقصان پہنچایا ہے اس سنی ذہن کے احیاء کیلئے مکرر سلسلہ وار "نظام خلافت راشدہ" خیر پور سندھ سے حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید ؒ کی سرپرستی سے جاری کیا گیا مگر وائے افسوس کہ صرف پہلا شمارہ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ شائع ہوتے ہی اس علم و عمل کے عظیم سمندر بے کنار اسلاف علماء دیوبند کے سچے

اس لئے اب ہم خدام کو مزید قوت کے ساتھ صحابہ کرام کے قافلے کے ساتھ عملی تعاون کر کے نظام خلافت راشدہ کے حقیقی احیاء کیلئے انکی سرپرستی کرنی چاہئے قائد اہل سنت سے حضرت علامہ حیدری شہید ؒ کی شہادت سے مسلمانوں میں اس قحط الرجال کے دور میں جو خلاء در خلاء پیدا ہوا ہے جس کا بحال ہونا بظاہر بہت ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے مگر یہ سوچ ہمیں پیچھے جانے کی بجائے آگے بڑھنے کی پرزور عملی دعوت پیش کر رہی ہے ہمیں حتی المقدور ہر حال میں حضرت نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مقدس

سنتی و سنت الخلفاء الراشدین

کے عملی نفاذ کے قافلے کے ساتھ مل کر سنی ذہن کو حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید ؒ کے کاروان کے ساتھ

قرآن اور حدیث کے مقابلے میں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں ہے شیعہ کو چاہئے
خالی الذہن ہو کر قرآن کریم کا مطالعہ کریں اللہ کے فضل سے حق واضح ہو جائیگا

بھرپور تعاون کر کے کسی خوف وڈر کے بغیر دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کیلئے ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کی اشاعت میں ضرور اپنا عملی حصہ ڈالنے کا عملی پروگرام مرتب کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے کہ:

انّ اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ
یُغیّروا ما بانفسہم (پ۱۳)

جس کا مفہوم یہی ہے کہ

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

اسلام کی ملٹری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اعمالک عمالک

یہ دور حکومت ہماری اپنی بداعمالی کا انجام ہے۔ بڑے ہی ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت اور قرآن مجید کی صداقت کے گواہ (صحابہ کرام) جھوٹے ہیں جبکہ صحابہ کرام نے دنیا میں تمام مصائب وآلام ظلم وستم برداشت کر کے آنحضرت ﷺ کے سچے اور صادق گواہ ہونے کا عملی ثبوت پیش کیا ہے۔ میدان بدر میں حضرت نبی کریم ﷺ اپنی مختصری جماعت ۳۱۳ کی صفیں ترتیب دے رہے تھے اور صحابہ کرام اسلام کی ملٹری کی قلت اور بے سروسامانی

اللہ پاک نے قرآن کریم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صرف تعریف و توصیف ہی نہیں فرمائی بلکہ بعض مقامات پر صحابہ کرام کی اہانت کرنے والوں کو شیطان تک بھی کہا ہے

کے بالمقابل کفار و مشرکین کی کثرت ظاہری شان و شوکت ملاحظہ فرمائی تو بارگاہ رب العالمین میں سربسجود ہو کر زار و قطار رونے لگے اور رو رو کر سجدے میں یوں عاجزانہ دعا فرمائی ملاحظہ ہو:

اللّٰھم انجزلی ما وعدتنی اللّٰھم انتھلک ھذا العصابة من اھل الاسلام لاتعبد فی الارض ابد

(الحدیث)

''یااللہ! تیرا جو میرے ساتھ وعدہ تھا اب اپنی رحمت سے پورا فرمادے۔ یااللہ اگر تو نے میری ملٹری صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ہلاک کردیا تو اس کے بعد یااللہ اس سطح ارض پر تیری خالص عبادت کرنے والا تا قیامت کوئی ایک فرد بھی نہیں ہوگا۔''

یااللہ میں اپنی زندگی بھر کی جو جماعت تیار کرسکا ہوں وہ تیرے دین کے دشمنوں کے ساتھ آمادہ پیکار ہے اور اپنی جان کی قربانی دینے کیلئے بغیر کسی سامان کے بھوکے پیاسے میدان میں ہے۔ یااللہ! یہ میرے احباب ہیں میرے اصحاب ہیں یااللہ! ہماری امداد فرما

فافھمو وتدبروا یااولی الابصار

وتفکروا یااولی الالباب

غور کا مقام ہے آپ ﷺ کے اس فرمان مقدس میں بہت کچھ واضح اور عیاں ہے...... اس وقت دنیا کے کونے کونے میں ہم اللہ تعالیٰ کی خالص بندگی کے فرائض انجام دے رہے ہیں اور یہ صحیح غیر محرف قرآن مجید ہمارے ہاں موجود ہے یہ اسلام جس نے پوری دنیا کا احاطہ کر رکھا ہے یہ سب کچھ حضرت نبی کریم علیہ السلام کے ان خدام صحابہ کرام کی محنت شاقہ کا بہت ہی شیریں ثمر ہے پھر اس لئے بالمقابل سبائیت روافضیت شیعیت کا یہ ایمان وعقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن مجید ایسا ہے کہ جس میں اصل قرآن مجید کا ایک لفظ بھی باقی نہیں ہے تو قرآن کریم کا ذوق سلیم رکھنے والے حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ اس حقیقی قرآن مجید میں لفظ ''اللہ'' ۲۶۹ بار موجود ہے۔ آج بھی اسے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اور شیعہ روایت بھی ملاحظہ ہو

ثم قال وانا عندنا لمصحف فاطمة علیھا السلام وما یدریھم ما مصحف فاطمة؟ قال فیه مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات واللہ ما فیه من قرآنکم حرف واحد

(بحوالہ اصول کافی)

یعنی ''پھر اس کے بعد امام نے کہا کہ ہمارے پاس (شیعوں کے پاس) مصحف فاطمہ علیہا السلام ہے اور ان لوگوں کو کیا معلوم کہ مصحف فاطمہ کیا ہے؟ (یعنی فاطمہ کا قرآن) امام نے کہا کہ یہ قرآنکم یعنی تمہارے قرآن سے تین گنا بڑا ہے، امام نے کہا کہ مجھے اللہ کی قسم اس میں (یعنی فاطمی قرآن میں) قرآنکم تمہارے قرآن سے (یعنی موجودہ اور حقیقی قرآن سے) اس فاطمی قرآن میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔''

قارئین محترم غور فرمائیں شیعہ کے بقول امام جعفر صادق نے قرآن کریم کو ایک بار نہیں دو بار قرآنکم۔ قرآنکم۔ تمہارا قرآن۔ تمہارا قرآن کہا ہے اور اپنے مصنوعی قرآن کو حقیقی قرآن مجید سے تین گنا بڑا اقرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں یعنی فاطمی قرآن مجید میں تمہارے قرآن مجید کا صرف ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ تمہارے قرآن میں یہ ہے تمہارے قرآن میں یوں ہے۔ بندہ عفاء اللہ تعالیٰ عنہ انشاء اللہ تعالیٰ اس مصحف فاطمہ کا مکمل تعارف عنقریب قارئین کرام کے سامنے پیش کریگا۔ یہاں یہ خطرناک روایت اس لئے مرقوم ہے کہ:

قرآنکم قرآنکم

کا تکرار اس لئے ہے کہ قرآن کریم میں کل آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ قرآن کریم کے صد بار تلاوت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف میں ایک ہزار آیات سے بھی زیادہ حصہ موجود ہے پھر اللہ تعالیٰ نے موجودہ اور اس حقیقی قرآن مجید میں صحابہ کرام کی صرف تعریف و توصیف ہی نہیں بلکہ بھرپور خود عادلانہ دفاع بھی فرمایا ہے اور بعض مقام پر صحابہ کرام کی اہانت کرنے والوں کو شیطان تک بھی فرمایا ہے اشارتاً ملاحظہ فرمائیے:

واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا ۲ واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ○

کہ جب یہ منافق مخالف صحابہ کرام محمد ﷺ سے ملتے ہیں تو انکی خوشنودگی کیلئے کہتے ہیں کہ ''آمنا'' ہم ایمان لائے اور جب تنہا ہوتے ہیں اپنے شیطان دوستوں کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں (یعنی صحابہ کرام کے دشمن شیطانوں کے ساتھ) ہم ان صحابہ کے ساتھ استہزاء کرنے کیلئے جاتے ہیں۔

چونکہ حقیقی قرآن مجید جو ہمارے پاس تا قیام قیامت موجود ہے یہ قرآن مجید صحابہ کرام کا مداح ہے اس کے برعکس یہ جھوٹ ہے بلکہ اس ہے قرآن مجید کے خلاف ایک بہتان ہے کہ قرآن مجید امام غائب کی ساتھ اب تک غائب ہے جو امام کسی غار میں چھپا ہوا ہے اور اس قرآن میں موجودہ حقیقی قرآن مجید کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے یعنی موجودہ قرآن مجید میں جو دو سو انہتر (۲۶۹) دفعہ اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک موجود ہے اس میں ایک بار بھی لفظ (اللہ) موجود نہیں ہے تو لاریب! وہ قطعاً قرآن نہیں وہ کوئی ڈرامہ ہے یا افسانہ ہے یا کوئی ڈائجسٹ ہوسکتا ہے مگر واللہ امام غائب کے پاس کوئی قرآن مجید نہیں اس سلسلے میں ہماری طرف سے شیعہ حضرات کو غور و فکر کی دعوت عام ہے وہ غور کریں کہ جس مصنوعی بناوٹی مذہب میں قرآن مجید کے بارے میں اتنا بڑا جھوٹ وضع کیا گیا ہے تو دیگر اعتقادات کو بھی اس پر قیاس کر لیجئے۔ شیعہ حضرات چودہ صدیوں سے بڑے اصرار کے ساتھ اعلان کرتے چلے آرہے ہیں کہ یہ قرآن مجید جو ہمارے پاس موجود ہے اور بفرمان اللہ تعالیٰ یہ قیامت تک موجود رہے گا یہ بعینہ وہ قرآن مجید نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا بلکہ اس میں بہت ساری تبدیلیاں کردی گئی ہیں

مثلاً

(۱) اس قرآن کی ترتیب بالکل بدل دی گئی ہے۔ العیاذ باللہ۔

(۲) قرآن کے صحیح الفاظ کو بدل کر اس کی جگہ غلط الفاظ درج کردیئے گئے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

(۳) کسی ایک آیت کا جملہ دوسری آیت کے ساتھ جوڑ کر لفظی تحریف کردی گئی ہے۔

(۴) قرآن کریم کے اعراب میں حجاج بن یوسف نے تبدیلیاں پیدا کر کے معنوی تحریف کرڈالی ہے۔

(۵) ان تبدیلیوں سے اللہ تعالیٰ کی مراد اور مقصد کو بدل دیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ

(۶) یہ تبدیلیاں ان اصحاب خود غرض لوگوں نے کسی خاص

CamScanner

غرض اور خاص مقصد کی خاطر کر ڈالی ہیں۔ العیاذ باللہ

(۷) اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا جو وعدہ فرمایا تھا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ قرآن میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں کر سکے گا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا ایک صحیح نسخہ اپنی اصلی حالت پر رہے گا۔ (مگر ان کے فرمان میں وہ صحیح نسخہ بھی تو غائب ہے امام نے غائب کر رکھا ہے)

(۸) اور یہ صحیح نسخہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا تھا جو یکے بعد دیگرے آئمہ کے پاس محفوظ چلا آرہا تھا اور اب وہ صحیح نسخہ امام

تحریف شدہ بنا کر اپنے امام کے قول کے مطابق ذلیل و خوار ہو رہے ہیں ویسے آج کل عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کیلئے تقیہ کر کے قرآن کی تعریف بھی کر دیتے ہیں جس کی ان کے اکابر قرآنکم قرآنکم کی رٹ لگا کر اعلان کرتے ہیں۔

والله مافیه من قرآنکم حرف واحد

کہ اے سنیو! تمہارے پاس جو قرآن مجید ہے ہمارے قرآن میں اس کا صرف ایک حرف بھی موجود نہیں اور وہ ہمارے امام غائب نے جو قرآن چھپا کر غار میں رکھا

مقصد یہ ہے کہ شیعہ کے نزدیک جو قرآن مجید اس دنیا میں موجود ہے اس قرآن پر ان کا ایمان نہیں اور قرآن پر شیعہ کا ایمان ہے وہ اس دنیا میں موجود نہیں بلکہ مفقود ہے اور جس کا موجودہ قرآن مجید پر ایمان نہیں واللہ وہ مسلمان نہیں۔ صحابہ کرام کے بارے جو تاریخ جھوٹ کے پلندے ایک مقصد کے تحت مرقوم کئے قرآن کریم کے بالمقابل انکی کوئی حیثیت نہیں۔ صحابہ کرام سے بغض اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت و محبت یہ کبھی نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ بات وہی سچی ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

انا مدینة العلم و ابوبکر اساسها

انا مدینة العلم و عمر جدارها انا

مدینة العلم و عثمان سقفها انا

مدینة العلم و علی بابها.

میرا دعویٰ ہے کہ شیعہ کے نزدیک جو قرآن اس وقت دنیا میں موجود ہے اس کے "لاشک" ہونے پر ان کا ایمان نہیں ہے اور جس قرآن پاک پر شیعہ کا ایمان ہے وہ صرف اور صرف ان کے امام غائب کے پاس موجود ہے

غائب کے پاس غار میں بالکل محفوظ ہے (نا معلوم اس سے کون فائدہ حاصل کر رہا ہے)

(۹) اس صحیح نسخے کے علاوہ اب روئے زمین پر قرآن مجید کا کوئی صحیح نسخہ موجود نہیں۔ العیاذ باللہ

قارئین محترم! پہلی گذارش تو یہ ہے کہ شیعوں کو ان کے اکابر نے اپنا دین اسلام ظاہر کرنے سے بڑی سختی سے منع کر دیا تھا ملاحظہ ہو:

انکم علی دین من کتمه

اعز الله و من اذاعهٔ اذله الله

یعنی اے شیعو! "تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس دین کو چھپائے گا (یعنی اس دین کا عوام کے سامنے اظہار نہیں کریگا) اللہ تعالیٰ ان کو (اپنا دین چھپانے کی وجہ سے) عزت دے گا۔ اور جو شخص اس اپنے مخصوص دین کا اظہار کرے گا (اس دین کے اظہار کے باعث) اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کرے گا۔"

(بحوالہ اصول کافی باب الکتمان)

نہایت ہی افسوس ہے کہ شیعوں نے اپنے امام صاحب کے فرمان مقدس کو چھوڑ کر اور اپنے اس مصنوعی دین کا اظہار کر کے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں اگر اپنے امام صاحب کی بات مان کر اپنے دین کو چھپائے رکھتے تو آج انکے اس مصنوعی دین کے باعث عوام میں کم از کم ان کی اتنی عزت رہ جاتی کہ شیعہ مسلک میں قرآن مجید کی نئی نہیں ہے، پہلے تو مولوی مقبول احمد دہلوی نے قرآن مجید کی تحریف کر کے اپنے من مانے ترجمہ کے باعث عوام میں ذلیل ہوا پھر۔ آج سے تقریباً 25 برس قبل فرمان علی کا ترجمہ ایک ٹرسٹ پیر ابراہیم ٹرسٹ کراچی نے شائع کیا ہے جس کے اندر متعدد مقامات پر قرآن کریم کو غلط اور

ہوا ہے وہ تمہارے قرآن سے

قرآنکم هذا اثلاث مرات

وہ اس سے تین گنا بڑا ہے۔ یعنی اس قرآن میں صرف تیس سپارے ہیں مگر اس میں نوے سپارے ہیں۔ لاحول ولا قوة الا باللہ

آپ نے سنا ہوگا کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پر نہیں ہوتے یعنی جھوٹے آدمی کا حافظہ کمزور ہوتا ہے اصول کافی جو کہ شیعہ صاحبان کی بہت معتبر کتاب ہے کی یہ روایت بھی ضرور ملاحظہ فرمائیے:

"سالم بن سلمہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام جعفر صادق کی خدمت میں قرآن کریم پڑھا جس کے الفاظ ایسے تھے جو قرآن کریم میں نہیں ہیں جس کو لوگ پڑھتے ہیں تو امام نے فرمایا کہ ابھی تم اس قرآن کے پڑھنے سے باز رہو، بلکہ اسی طرح پڑھو جس طرح قرآن لوگ پڑھتے ہیں یہاں تک کہ امام مہدی کا ظہور ہو جب امام مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ کتاب اللہ قرآن مجید کو اپنی حد پر (یعنی اصل قرآن کو) پڑھیں گے) (اصول کافی مطبوعہ تہران)

شیعہ مسلک کا ذرا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو ان کا خیال ہے کہ قرآن کریم ایک نہیں بلکہ قرآن دو ہیں ایک موجودہ قرآن جس پر شیعہ اکابرین کا ایمان نہیں بلکہ انکے نزدیک انکے امام کا قول ہے کہ قرآن کریم کا بہت سا حصہ ساقط کر دیا گیا ہے اور اپنی طرف سے اس میں بہت کچھ شامل کر دیا گیا ہے اس کے الفاظ بدل دیئے ہیں وغیرہ۔ اور دوسرا اصل قرآن مجید جو شیعوں کے نزدیک تحریف شدہ نہیں ہے مگر اس وقت وہ قرآن بھی امام غائب کی مانند غائب ہے۔ بندہ عفا اللہ کے اس سارے طومار کا

یعنی "میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علم کی بنیاد ہے میں علم کا شہر ہوں اور عمر رضی اللہ عنہ علم کی دیوار ہے، میں علم کا شہر ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ علم کی چھت ہے میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ علم کا دروازہ ہے"۔

واقعی اسلام کی اساس یعنی بنیاد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں عمر رضی اللہ عنہ علم کی مضبوط دیواریں ہیں حضرت عثمان اسلام کے مکان کی چھت اور علی دروازہ ہیں۔

ایسا مزہ

☆ شہادت ایک ایسی چاشنی ہے کہ جس کی تمنا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا کھیل ہے جس میں خون سے خون کی بازی لگانا پڑتی ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا چراغ ہے جو صرف خون سے جلتا ہے شہادت ایسی روشنی ہے جو صرف پروانوں کو ملتی ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا راستہ ہے جو سیدھا جنت جاتا ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا پھول ہے جو ہر کسی کو نہیں ملتا مگر مقدر والے انسان کو مل جاتا ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا مقام ہے جسے پا کر انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا پرندہ ہے جو صرف میدان جہاد میں اڑتا ہے۔ اس کو پکڑنے کے لئے خون کا جال لگانا پڑتا ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا پودا ہے جو صرف میدان جہاد میں اُگتا ہے اور اسے صرف خون کا پانی دیا جاسکتا ہے۔

☆ شہادت ایک ایسا مزہ ہے جسے پا کر انسان جنت میں بھی تمنا کرتا ہے۔

(عبدالمالک فاروقی گورنمنٹ ہائی سکول مظفر گڑھ)

سپاہِ صحابہ پر دہشت گردی کا الزام سب سے بڑا جھوٹ ہے

تحریر: ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں سیکرٹری جنرل اہلسنت والجماعت پاکستان

موجودہ حالات میں دہشت گردی کے پے در پے واقعات کے پیش نظر بعض متعصب دانشور بلا سوچے سمجھے دہشت گردی کے ان واقعات کا الزام سپاہ صحابہ پر لگا دیتے ہیں حالانکہ سپاہ صحابہ کے پانچ قائدین اور دو ہزار سے زائد کارکن خود دہشت گردی کی ان کارروائیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ سپاہ صحابہ کے امن پسند، قانون کی حکمرانی اور آئینی جدوجہد پر یقین کرنے والی جماعت ہونے کا اس سے زیادہ ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ سپاہ صحابہ نے آئینی جدوجہد کیلئے ہمیشہ قومی انتخابات میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ ہر پارلیمنٹ میں ایک موثر اور امن پسند کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ثبوت کیلئے سپاہ صحابہ کے جنرل سیکرٹری جناب ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کا وہ خط شائع کیا جا رہا ہے جو انہوں نے سابق صدر پرویز مشرف کو اس وقت لکھا تھا جب سپاہ صحابہ کی پوری قیادت اور ہزاروں کارکن ملک گیر آپریشن کے ذریعے جیلوں میں ڈال دیئے گئے تھے۔ کوئی شخص سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں پر ظلم وتشدد کے خلاف آواز بلند کرنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اس خط سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سپاہ صحابہ پر دہشت گردی اور فسادی جماعت ہونے کا الزام اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس سپاہ صحابہ امن پسند اور آئینی جدوجہد کرنے والی نظریاتی جماعت جس کا مقصد صرف اور صرف ناموس صحابہ کا تحفظ اور دشمنان صحابہ کی مذمت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

بخدمت جناب عزت مآب صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

جس طرح دنیا میں رونما ہونے والے واقعات سے کوئی ملک اپنے آپ کو الگ تھلگ نہیں رکھ سکتا اور اس کا متاثر ہونا ایک فطری عمل ہے اسی طرح کوئی بھی محب وطن شہری ملک میں ہونے والے واقعات سے خود کو الگ نہیں رکھ سکتا وطن عزیز کو اس وقت، غربت، جہالت، بیروزگاری، ناخواندگی کرپشن کے علاوہ جس مسئلہ کا سامنا ہے وہ مسئلہ فرقہ وارانہ فسادات کا ہے۔ سنی اور شیعہ فرقہ وارانہ اختلافات تو صدیوں پر محیط ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ یہ خلیج ختم نہ ہو سکے گی لیکن باعث افسوس فرقہ وارانہ فسادات ہیں ہر پاکستانی جس پر پریشان ہے اور اس کا مستقل حل چاہتا ہے۔ دہشت گردی کی ہم نے ہر دور میں مذمت کی ہے اور سپاہ صحابہ وملت اسلامیہ کے دستور میں باقاعدہ ملک دشمنی تخریب کاری اور دہشت گردی کی مذمت کرتے ہوئے دستور میں پابندی لگائی کہ ایسا شخص ہماری جماعت کا رکن نہیں بن سکتا اور اگر پہلے سے جماعت کا رکن ہو تو ایسی حرکت کے ارتکاب کے بعد وہ جماعت کا رکن نہیں رہ سکتا اور اس کی رکنیت ختم ہو جائے گی۔ ہم کل اور آج بھی دہشت گردی کے مخالف ہیں اور کسی طرح بھی دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے متعدد بار حکومتی اور غیر حکومتی سطح پر کوشش کی گئی۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے پہلی بار باقاعدہ حکومتی سطح پر کوشش 1991ء میں کی گئی جب ملک کے سابق وزیراعظم میاں نواز شریف نے گورنر ہاؤس لاہور میں شیعہ اور سنی قیادت کو مدعو کیا تاکہ اس مسئلہ کی بنیادی وجوہات کو معلوم کیا جا سکے۔ اس اجلاس میں سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے شیعوں کی تقریباً 232 قابل اعتراض کتب پیش کیں اور اس رائے کا اظہار کیا کہ اس مسئلہ کی بنیادی وجہ قابل اعتراض کتب ہیں اور وجوہ فساد کی نشان دہی کی گئی۔

اس بات کا جائزہ لینے کیلئے مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی

> ملک دشمنی، تخریب کاری اور دہشت گردی میں ملوث کوئی بھی شخص سپاہ صحابہ کا کارکن نہیں بن سکتا ہے

> سپاہِ صحابہ کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں شیعہ کی قابل اعتراض کتب پر مشتمل تاریخی دستاویز، آڈیو کیسٹ اور علماء کا متفقہ فیصلہ پیش کیا تو چیف جسٹس نے کہا ان کی طرف سے مضبوط موقف پیش کیا گیا ہے

گئی ۔ 20 جنوری 1992ء کو وزارت مذہبی امور کے ہیڈ کوارٹر اسلام آباد میں اس کمیٹی کا پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں گیارہ سفارشات تیار کی گئیں ۔ تاکہ کابینہ کی منظوری کے بعد آئین کا حصہ بنایا جائے ۔ اس اجلاس میں ایک کمیٹی بنائی گئی جو

پنجاب حکومت کے اجلاس میں تحریک جعفریہ کے نمائندہ ساجد نقوی جب علامہ علی شیر حیدری کے سوالات کا جواب نہ دے سکے تو آئندہ اجلاس میں جواب دینے کا وعدہ کر کے راہ فرار اختیار کر گئے

آئندہ اجلاس میں قابل اعتراض کتب جمع کر کے پیش کرے گی ۔ 2 جولائی 1992ء کو شیعہ کی قابل اعتراض کتب پیش کی گئیں ۔ اوائل 1993ء میں مولانا عبدالستار نیازی نے حتمی سفارشات جو گزشتہ اجلاسوں کا نچوڑ تھیں تیار کیں یہ سفارشات آج بھی وزیراعظم سیکرٹریٹ کے ریکارڈ میں محفوظ ہوں گی ۔ لیکن نہ جانے کیوں اس کارروائی اور ان سفارشات کو سرد خانے کی نظر کر دیا گیا ۔ دوسری مرتبہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش اس وقت کی گئی جب 1997ء میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب سید سجاد علی شاہ نے خود نوٹس لیتے ہوئے تحریک جعفریہ سپاہ محمد اور سپاہ صحابہ، لشکر جھنگوی کی قیادت کو طلب کیا ۔ چیف جسٹس آف پاکستان سے ملاقات کے وقت شیعہ نمائندہ نے صرف اس بات پر زور دیا ہے کہ جنرل محمد ضیاء الحق کی برسی کے موقع پر سپاہ صحابہ کے کارکن ہمیں کافر کہتے ہیں اس موقع پر شیعہ نمائندہ نے نہ تو کوئی قابل اعتراض کتاب پیش کی اور نہ ہی امن وامان کے حوالے سے کوئی تجویز دی اس کے برعکس سپاہ صحابہ کے سربراہ علامہ علی شیر حیدری نے شیعہ کی قابل اعتراض کتب پر مشتمل تاریخی دستاویز، آڈیو کیسٹ اور علماء کا متفقہ فیصلہ پیش کیا جو کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے 1997ء کے ریکارڈ میں بھی آج بھی محفوظ ہے ۔ چیف جسٹس صاحب چار گھنٹے علامہ علی شیر حیدری کا موقف سننے کے بعد جس نتیجہ پر پہنچے اس کا اظہار انہوں نے اپنی کتاب Law Courts in a Glass House میں ان الفاظ میں کیا ہے:

"سپاہ صحابہ کے ہیڈ نے مکمل تعاون کا یقین دلایا اور مضبوط موقف پیش کیا۔"

قریب تھا کہ یہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل ہو جاتا لیکن نہ جانے کیوں چیف جسٹس آف پاکستان کو مزید کارروائی سے روک کر اس فتنہ کو باقی رکھا گیا۔

تیسری کوشش وفاقی حکومت اور میاں شہباز شریف کی طرف سے کی گئی۔ جب پنجاب کے صوبائی وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کی سربراہی میں متحدہ علماء بورڈ قائم ہوا۔ جس میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے ساتھ شیعوں کے بھی تین نمائندے شامل تھے اور ہر مسئلہ بورڈ کی اتفاق رائے سے طے کیا جاتا تھا۔ اس بورڈ کے سفارشات کی روشنی میں متعدد نفرت انگیز کتابوں اور کیسٹوں پر پابندی لگائی گئی۔ مقررین اور ذاکرین کو ایک ضابطہ اخلاق کا پابند کیا گیا اور اس بورڈ نے تمام ممبران حتیٰ کہ شیعہ قیادت کے بھی دستخطوں اور تائید کے ساتھ حکومت پنجاب کے سامنے یہ سفارش پیش کی کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رسول کے گستاخ کے لئے کم از کم 14 سال قید کا قانون پاس کر دیا جائے تاکہ کسی کو اسلام کی مقدس شخصیات کی گستاخی کر کے مذہبی منافرت کی آگ بھڑکانے کی جرأت نہ ہو سکے۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کے خاتمہ کی چوتھی کوشش تحریک جعفریہ اور شیعہ نمائندوں کے عدم تعاون کی وجہ سے سود مند ثابت نہ ہو سکی

حکومتی سطح پر چوتھی مرتبہ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے کوشش اس وقت ہوئی جب اپریل 1999ء میں وزیراعظم نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب نے ڈاکٹر اسرار احمد کی سربراہی میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی علماء کمیٹی بنائی۔ جس میں تمام مذاہب کے نمائندوں کو بٹھا کر جو فساد کی تعین اور ان کے سد باب کیلئے طریقہ کار وضع کرنے کیلئے فکر مند کیا گیا۔ لیکن تحریک جعفریہ اور شیعہ نمائندوں کے عدم تعاون کی وجہ سے یہ کوشش بھی سود مند ثابت نہ ہو سکی ۔ اجلاس میں تمام حکومتی ذمہ داران اور تمام مذہبی نمائندگان کی موجودگی میں اس ایجنڈے پر بھرپور گفت وشنید ہوئی۔ فریقین نے پہلے حکومت کے ساتھ تعاون کا بھرپور یقین دلایا۔ لیکن جب شیعہ اور تحریک جعفریہ کے نمائندوں نے اپنا قصور ظاہر ہوتا محسوس کیا اور ان سے اہل سنت کی جانب سے سربراہ علامہ علی شیر حیدری کے سوالات کا جواب نہ بن پڑا۔ تو تحریک جعفریہ کے نمائندے ساجد نقوی نے تمام شرکائے اجلاس کی طرف سے شدید اصرار کے باوجود سوالات کا جواب دینے سے انکار کر دیا اور آئندہ اجلاس میں جواب دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے بعد کسی اجلاس میں بھی سامنے بیٹھ کر گفت وشنید کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہوا۔ بلکہ مختلف حیلے بہانے کر کے ایسے اجلاس میں جہاں آمنے سامنے گفتگو کرنی پڑے شرکت سے ہی راہ فرار اختیار کرتے رہتے ہیں۔ جس کا تجربہ موجودہ حکومت بھی کر چکی ہے۔

ایک مرتبہ اس مسئلہ کے حل کیلئے غیر سرکاری سطح پر کوشش کی گئی۔ 24 مارچ 1995ء کو ملی یک جہتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تمام مکاتب فکر کی نمائندہ ملی یک جہتی کونسل نے ایک متفقہ ضابطہ اخلاق بھی منظور کیا جو 17 نکات پر مشتمل تھا مگر ضابطہ اخلاق کی منظوری کے کچھ دنوں بعد سپاہ محمد کے مرید عباس یزدانی سے اعلان کروایا گیا کہ ہمارا اس ضابطہ اخلاق سے کوئی تعلق نہیں اور ہم اس ضابطہ اخلاق کو نہیں مانتے۔

الیکٹرونک میڈیا کی کوشش

1997ء میں پاکستان ٹیلی ویژن نے اس مسئلہ کی وجوہات جاننے اور عوام کو اس مسئلہ سے آگاہ کرنے کیلئے شیعہ اور سنی قیادت کو اپنے پروگرام "میزان" میں مدعو کیا۔ 23 اپریل 1997ء کو پروگرام نشر ہونا تھا مولانا اعظم طارق پروگرام میں شرکت کیلئے زخمی ہونے کے باوجود پہنچ گئے مگر شیعہ نمائندے (افتخار نقوی) نے اسلام آباد میں موجود ہونے

کے باوجود پروگرام میں شرکت سے انکار کردیا ان تمام کوششوں کے باوجود یہ مسئلہ جوں کا توں اپنی شدت سے قائم ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی بنیادی وجوہات شیعہ قیادت یعنی ساجد نقوی کا رویہ،حکومتی رویہ اور کھلم کھلا ایرانی مداخلت ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے کی جب بھی کوئی سرکاری یا غیر سرکاری کوشش کی گئی تو (سپاہ صحابہ) کا رویہ مصالحت اور تعاون کا رہا ہے۔سپاہ صحابہ کے قائدین نے ہمیشہ اپنے کارکنوں کو قانون کی پابندی کا درس دیا جس کی وجہ سے بعض اوقات قائدین کو تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا ایک طرف تو جماعت کے مرکزی قائدین کے شہادت پر نہ تو خود بدلہ لینے کی دھمکیاں دی جاتیں اور نہ سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا جاتا رہا حتی کہ ایک سائن بورڈ تک کو بھی نہ توڑا گیا اور انصاف کی بھیک مانگی جاتی رہی مگر دوسری طرف جب بھی دہشت گردی میں کوئی شیعہ ہلاک ہوا تو سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔اپنے مطالبات منوانے کیلئے دھرنا ہڑتال اور دھمکی کی زبان استعمال کی جاتی ہے۔اس کی تازہ مثال ضیاء الدین رضوی کے قتل کے بعد سرکاری ملازمین کا قتل عام اور کروڑوں کی سرکاری املاک کو نذر آتش کیا جاتا ہے۔

غور طلب بات ہے کہ ایک فریق امن کیلئے بلائے گئے اجلاس میں ضابطہ اخلاق پر دستخط کرتا ہے مگر اسے دستخط کروانے کے بعد گرفتار کرلیا جاتا ہے۔فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی علماء کمیٹی میں ایک فریق بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے مگر دوسرا فریق اس کمیٹی کے بائیکاٹ کا اعلان کرتا ہے۔ملی یک جہتی کونسل کے ضابطہ اخلاق کی منظوری کے بعد ایک فریق اس کو قانونی شکل دینے کا مطالبہ کرتا ہے مگر دوسرا فریق ضابطہ اخلاق کو نہ ماننے کا اعلان کرتا ہے۔ایک فریق مسلسل تعاون اور مصالحت کی پالیسی پر عمل پیرا نظر آتا ہے جبکہ دوسرا فریق اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سبوتاژ کرتا ہے۔

ارباب اقتدار کو اس کی وجوہات معلوم کرنی چاہئیں۔

غیر ملکی مداخلت

1991ء میں رکن قومی اسمبلی مولانا ایثار القاسمی کو وزارت داخلہ کی جانب سے اطلاع دی جاتی ہے کہ آپ کو قتل کرنے کے لئے ایرانی کمانڈوز پاکستان داخل ہوگئے ہیں اور پھر وہ 10 جنوری کو شہید کردیئے گئے اسی طرح اگست 1994ء میں مولانا اعظم طارق کو کہا گیا کہ ایرانی دہشت گرد آپ کو قتل کرنے کیلئے پاکستان میں داخل ہوگئے ہیں 24 اگست کو مولانا اعظم طارق پر سرگودھا میں حملہ ہوا۔مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی سمیت تقریباً 30 افراد کے قتل کے مقدمات میں مطلوب ڈاکٹر قیصر رضا ایران میں پناہ لئے ہوئے ہے۔1997ء میں مولانا اعظم طارق کی گرفتاری پر ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر کی جانب سے بیان جاری ہونا ایرانی مداخلت کی واضح دلیل ہے۔بیرون ممالک میں کسی نوعیت کے معاملات میں مطلوب افراد کو پاکستان سے پکڑا بھی گیا اور بیرون ممالک سے طلب بھی کئے گئے۔افغانستان سے مجرم طلب کئے گئے جب کہ ایران سے کبھی بھی ان مجرموں کو باضابطہ سرکاری سطح پر نہیں مانگا گیا جو پاکستان میں دہشت گردی میں ملوث ہیں۔کسی ملک کا ہر ملک میں ایک ہی سفارت خانہ ہوتا ہے لیکن ایران کی طرف سے ملک میں ثقافتی مراکز کے نام پر ایک درجن کے قریب خانہ ہائے فرہنگ ملک کے بڑے شہروں میں قائم ہیں جو ملک میں براہ راست مذہبی مداخلت کررہے ہیں یہ کسی طرح بھی ملکی مفاد میں نہیں ہے اس سے نظریں چرائی گئیں۔اس طرح کی سرکاری اطلاعات سے ہم اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے رہے ہیں اور یہ چیز گذشتہ بیس سال سے وقفے وقفے سے ثابت ہورہی ہے۔

غیر ملکی امداد

سپاہ صحابہ پر غیر ملکی امداد لینے کا الزام آج تک ثابت نہیں ہوا جبکہ تحریک جعفریہ ایرانی روپے پر چل رہی ہے۔اس کا ایک ثبوت 1991ء میں شائع ہونے والی ایرانی اکنامک ایجنسی کی رپورٹ ہے جس میں یہ بات درج ہے کہ ہم نے پاکستان میں مذہبی بنیاد پر 51 کروڑ ایرانی روپے خرچ کئے ہیں۔

آخری حکومتی کوشش

وزارت داخلہ کی جانب سے چھ رکنی کمیٹی بنائی گئی تا کہ فریقین کو آمنے سامنے بٹھا کر مسئلہ کا پُر امن حل نکالا جاسکے۔ہمارا مطالبہ تھا کہ مذہبی فسادات کے حل کیلئے فساد کی وجوہات کی نشاندہی کیلئے فریقین کی قیادت کا آمنے سامنے بٹھایا جانا ضروری ہے۔ہمیں حکومت کی طرف سے آخری وقت تک یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ ساجد نقوی کو ہم مجبور کریں گے وہ آپ کے سامنے آئے گا لیکن ایسا نہ ہوسکا۔یہ کام آگے بڑھ رہا تھا کہ پھر سے گرفتاریوں کا ایک طرفہ سلسلہ چل پڑا۔

آخری گزارش

جن وجوہات کی بنیاد پر سپاہ صحابہ و ملت اسلامیہ کو کالعدم قرار دیا گیا انہی وجوہات کی بنیاد پر تحریک جعفریہ اور تحریک اسلامی کو کالعدم قرار دیا گیا ایک طرف کالعدم سپاہ صحابہ کا معاملہ ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے بلدیاتی الیکشن میں حصہ نہیں لے سکتے دوسری طرف ساجد نقوی اور تحریک جعفریہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے سیاست میں پوری طرح سرگرم عمل ہے اور حکومت کے خلاف تحریک چلانے کی دھمکیاں دے رہا ہے۔جبکہ سپاہ صحابہ کی مرکزی وصوبائی قیادت جیل میں بند ہے ساجد نقوی کے اخباری بیانات پر پابندی نہیں جبکہ سپاہ صحابہ کی قیادت کے بیانات پر پابندی ہے تحریک جعفریہ کے تمام پروگرام جاری ہیں جبکہ سپاہ صحابہ کے تمام پروگراموں پر پابندی ہے۔ان حالات میں ایک فریق کا موقف آپ بنفس نفیس سنتے ہیں جبکہ دوسرے فریق کی پوری قیادت اس وقت جیل میں ہے اب الحمدللہ قیادت رہا ہوچکی ہے۔جس سے آپ کی غیر جانبداری متاثر ہوتی ہے اس لئے آپ بلا تاخیر (سپاہ صحابہ) کا موقف بھی سنیں تا کہ معلوم ہوسکے کہ کہیں آپ کو پہنچائی جانے والی معلومات میں خیانت تو نہیں ہورہی۔

ہم یہ پیشکش کرتے ہیں کہ اب تک ہونے والی سرکاری وغیر سرکاری کمیٹیوں کی سفارشات میں سے کسی ایک کو قانونی شکل دے دی جائے۔

نظامِ خلافت راشدہ پھیل گیا ظلمت میں روشنی کی طرح

عنایت اللہ ارشد (سنٹرل جیل سپاہ صحابہ بلاک لاہور)

اسم محمد سے جن کے دل سیراب ہوتے ہیں
مشنِ صحابہ پہ وہ مرمٹنے کو بیتاب ہوتے ہیں
خلافت راشدہ کا ہوا آغاز یار غار سے
آل رسول بچھائے پلکیں ،دل کھلے گلاب ہوتے ہیں
مسلیمہ کذاب اٹھا طوفان لئے فتنۂ ارتداد کا
ابوبکر ہر کڑے امتحاں میں کامیاب ہوتے ہیں
مراد رسول آئے تو آئی گلشن میں بہار
چہار سو ختم ،فتوحات کے باب ہوتے ہیں
عدل فاروقی کی دیں لوگ آج بھی مثال
خود پہرے پہ حضرت عمرؓ بن خطاب ہوتے ہیں
دعائے شہادت ہوئی قبول شہر مدینے والی
پہلو میں آقا و صدیق کے محوخواب ہوتے ہیں
سیدنا عثمان ہوئے جلوہ افرواز مسندِ خلافت پہ
ذوالنورینؓ و غنیؓ جن کے القاب ہوتے ہیں
بعد شہید مظلوم بنے حیدرؓ کرار خلیفہ چہارم
فاتح خیبر !انکساری میں ابو ترابؓ ہوتے ہیں
شہزادۂ رسول لائے تشریف ،اتحاد کی علامت بن کر
امیر معاویہؓ حضرت حسنؓ کے ہم رکاب ہوتے ہیں
اقدامی جہاد سے ملا زمانے میں خلافت کادوام
تدبر معاویہؓ سے منافقین ابن سباء بے نقاب ہوتے ہیں
نظام خلافت راشدہ پھیل گیا ظلمت میں روشنی کی طرح
ہر اندھیری شب کا آخر انجام آفتاب ہوتے ہیں
ارشدؔ خادم رسول کے جو خادم ہوتے ہیں
بسر پھر ان کے ،قید و قفس میں شباب ہوتے ہیں

CamScanner

محقق اسلام حضرت مولانا محمد علی نقشبندی کی تاریخ ساز کتاب

دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ

سے چند اقتباسات

گستاخ چہارم طاہر القادری کی سیدنا امیر معاویہ کی شان میں دو عدد تنقیصی عبارات

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ:

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے اس خواہش کے پیش نظر کہ یہ حکومت اور خلافت میرے ہی خاندان میں رہے۔ اپنی زندگی میں یزید کو ولی عہد نامزد کر دیا اور اس کے تخت نشینی کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

میں سمجھتا ہوں اور بلا تامل اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ دوسری زبردست لغزش اور ہولناک سیاسی خطاء تھی جس نے تاریخ اسلام پر بڑے دور رس نتائج مرتب کئے اور امت مسلمہ کے سیاسی تشخص کو خلافت سے اٹھا کر ملوکیت کی گود میں دھکیل دیا۔ ہم ان دونوں غلطیوں کو شرف صحابیت کے حوالے سے اجتہادی غلطیاں تسلیم کرتے ہیں۔

(شہادت امام حسین حصہ اول مصنف طاہر القادری ص ۱۳)

محبت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے دور حکومت کی نسبت ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی وجہ سے حیاء کو اور خاموشی کو فرض جانتے ہیں اور زبان کھولنے کو ناپسند کرتے ہیں اور گناہ سمجھتے ہیں لیکن آگے جب یزید کا باب آتا ہے تو یزید پر ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں۔ جو کچھ میں نے عرض کیا اہلسنت کے عقائد کی تمام کتابوں میں اور ائمہ تاریخ ہمیشہ بیان کرتے چلے آئے ہیں سیاست معاویہ کا فتنہ آج پیدا ہوا ہے۔ فقط اہل بیت پاک کریمین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کی خلافت کے خلاف بغض اگلنے کے لئے اس فتنے کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(محبت حسین اور شہادت امام حسین مصنف طاہر القادری ص ۱۵تا۱۶)

طاہر القادری کی مذکورہ دو عدد عبارات کا تنقیدہ جائزہ

طاہر القادری کی مذکورہ دو عدد عبارات سے واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اگر طاہر القادری کو یہ خوف نہ ہو کہ مجھے علماء اہلسنت شیعہ رافضی کی طرف منسوب کریں گے تو وہ کھل کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرتا۔ جیسا کہ اس کی دو عدد مذکورہ عبارات اس کی شاہد ہیں کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کر رہا ہے کہ جو مودودی نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں ظاہر کیا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امت مسلمہ کے سیاسی تشخص کو خلافت سے اٹھا کر ملوکیت کی گود میں دھکیل دیا ہے۔ جس کی تردید ہم بالتفصیل کر چکے ہیں اور طاہر القادری تو مودودی سے بڑھ کر زبان کھول رہے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست ایک فتنہ تھی۔ جس کا واضح معنی یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست اگر فتنہ ہے تو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ موصوف ہوئے۔ کیونکہ صفت موصوف کے بغیر وجود نہیں رکھتی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو فتنہ کہنا یہ انتہائی جرأت ہے اور جو یہ بار بار کہہ رہا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف زبان کھولنے سے صرف اس لئے حیاء آتی ہے کہ انہیں صحابی کہا جاتا ہے یہ تو اس کا کہنا بھی بے معنیٰ ہے جبکہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات کو فتنہ کہہ رہے ہیں تو پھر کون سی حیاء باقی رہ گئی ہے اور پھر واضح الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ میں بلا تامل اس بات کا اقرار اور اعلان کرتا ہوں کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہولناک سیاسی غلطیاں کی ہیں لیکن مجھے انتہائی افسوس ہے کہ کاش طاہر القادری سلف صالحین اور اپنے اکابر شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی وغیرہ کی تحریرات جو کہ انہوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تحریر کی ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی اتباع کرتے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان مناقب تحریر کرتے نہ کہ ان کی شان میں طعن و تنقیص کرتے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۵۵ کو اگر طاہر القادری پڑھ لیتے اور پھر اعلیٰ حضرت سے جو وہ اپنی عقیدت کا اظہار اور دعویٰ کرتے ہیں پھر یہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات میں طعن و تنقیص نہ کرتے کیونکہ اعلیٰ حضرت نے اس جگہ یوں لکھا ہے:

ومن یکون یطعن معاویة رضی اللہ عنہ
فذالک من کلاب الھاویة

''جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔''

اعلیٰ حضرت سیدنا احمد رضا علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے

اور فقیر کے شیخ کامل پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب زیب سجادہ عالیہ نشین حضرت کیلیانوالہ شریف کی زبان اقدس سے میں نے کئی مرتبہ سنا ہے کہ جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرنے والا ہے اسے اللہ تعالیٰ ولایت عطا نہیں کرتا۔ یہ بات وہ سنی ہوئی نہیں فرماتے بلکہ وہ اپنے خواب کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ جس کو پہلے تحفہ جعفریہ جلد اول میں نقل کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ پھر دوبارہ نقل کر دیتا ہوں کیونکہ وہ واقعہ انتہائی نصیحت آمیز اور صراط مستقیم کیلئے رہنما ہے ملاحظہ ہو:

غوث وقت قبلہ سیدی وسندی ومرشدی

سید محمد باقر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ کا روحانی اور سچا خواب

ایک دن بندہ مصنف حضرت کیلیانوالہ شریف میں حاضر ہوا تھا۔ رات گئے تک صرف چند علماء کرام حضرت قبلہ صاحب کے پاس حاضر تھے۔

سیدنا امیر معاویہ ؓ کی شان میں تنقیص کرنے والا کبھی ولی نہیں بن سکتا

سیدنا امیر معاویہ ؓ کے بارے میں گفتگو کے دوران ایک عالم صاحب کہنے لگے کہ سادات میں سے عوام تو کیا بعض عظام بھی حضرت امیر معاویہ ؓ کے خلاف ہیں۔ اس پر قبلہ صاحب نے فرمایا آپ لوگ شان امیر معاویہ ؓ کتب سے بیان کرتے ہیں اور اس پر دلائل قائم کرتے ہیں لیکن میں اپنی آپ بیتی اور خود پر وارد ہوئی بات بتلانا چاہتا ہوں۔

وہ یہ کہ ایک دن دس بجے ایک آدمی سے میں نے دوران گفتگو کہا کہ امیر معاویہ ؓ نے جو حضرت علی ؓ سے مقابلہ کیا اس میں انہوں نے بڑی زیادتی کی۔ اتنا کہا اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ امیر معاویہ ؓ کی شان میں، میں نے غلط الفاظ کہے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی میرا روحانی فیض بند ہو گیا۔ سارا دن پریشانی میں گزارا، جب رات پڑی اور میں سو گیا۔ خواب میں پرانی بیٹھک شریف دیکھی۔ قبلہ والدی ماجدی حضرت خواجہ نور الحسن شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی قبلہ شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تمام زندگی اسی بیٹھک شریف میں روحانی سلسلہ جاری رکھا اور یہیں وصال فرمایا اچانک خواب میں کسی نے بیٹھک کا دروازہ کھٹکھٹایا دروازے کو دھکا دیکر کھولا گیا تو اچانک نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے، آپ کے پیچھے حضرت علی ؓ اور ان کے پیچھے حضرت معاویہ ؓ تھے تینوں حضرات اس طرح کھڑے تھے کہ حضور ﷺ کی دائیں طرف حضرت علی ؓ اور امیر معاویہ ؓ تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراضگی میں مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

"جھگڑا میرا اور امیر معاویہ ؓ کا تھا اس میں تجھے دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے؟

یہ جملہ آپ ؓ نے تین مرتبہ فرمایا میں نے معافی مانگی لیکن کوئی جواب نہ ملا پھر تینوں حضرات تشریف لے گئے۔

اس واقعہ کے چھ ماہ بعد تک نہ تو حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی اور نہ ہی قبلہ والدی مرشدی سرکار حضرت کیلیانوالہ شریف کی زیارت نصیب ہوئی اور ہر قسم کا روحانی فیض بند ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور فیض کا سلسلہ جاری ہو گیا۔

مذکورہ واقعہ سے ان سیدزادوں پیروں اور علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو اہل سنت کے مقتداء کہلانے کے باوجود امیر معاویہ ؓ پر تنقیص کرتے ہیں۔ ایسوں کو روحانی فیض کیا مل سکتا ہے اور پھر مجھے اس بات کی سمجھ آتی ہے کہ طاہر القادری کو جو روحانی مقتداء کہلاتے ہیں ان کو امیر معاویہ ؓ کی ذات فتنہ اور غلط کاموں سے ملوث تو نظر آتی ہے مگر جو دشمن صحابہ خمینی ہے اس میں طاہر القادری کو کوئی نقص نظر نہیں آیا اور اس کی تعریف میں نوائے وقت بروز جمعرات ۲۳ ذی القعدہ ۱۴۰۹ھ ۸ جون ۱۹۸۹ء میں اس عنوان کے ساتھ خمینی کی تعریف کی ہے

طاہر القادری اپنے ایک جملہ کی وجہ سے اپنے سارے اعمال ضائع کر بیٹھا اور آخرت بھی برباد کر بیٹھا بارگاہ صدیقی، فاروقی اور نبوی سے مردود ہو گیا

"امام خمینی کا جینا علی ؓ کی طرح اور مرنا حسین ؓ کی طرح ہے۔"

قارئین طاہر القادری کے مذکورہ عنوان کو پڑھ کر سمجھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ جس طرح اسلام میں حضرت علی ؓ کے کارنامے ہیں جو نصوص میں سے ثابت ہیں اور ان کی تائید بکثرت احادیث و آثار سے ہوتی ہے اسی طرح خمینی کے بھی اسلام میں عظیم کارنامے ہیں وہ بھی انہی فضائل و مناقب کا حق دار ہے اور جس طرح امام حسین ؓ نے اسلام کی خاطر شہادت کا جام نوش فرمایا اسی طرح خمینی بھی اسلام کو زندہ رکھنے کیلئے شہادت سے سرفراز ہوا۔ تو جس طرح حضرت امام حسین ؓ اعلیٰ درجہ کے شہید تھے اسی طرح خمینی بھی عظیم شہید ہے۔ جسے طاہر القادری کہے۔ یہی وہ خمینی ہے کہ جس نے حضرات صحابہ کرام ؓ کی توہین کرتے ہوئے یوں کہا:

"جتنی قربانیاں میرے ماننے والوں نے دی ہیں یہ قربانیاں صحابہ رسول بھی نہیں کر سکے۔"

بلکہ اس نے اپنی مشہور کتاب کشف الاسرار صفحہ ۱۲۱ میں ہر قاری کو یہ مشورہ دیا ہے کہ حق و باطل کے امتیاز کیلئے ملا باقر علی مجلسی کی کتب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس نے اس صفحہ پر "حق الیقین" کا بار بار ذکر کیا کہ حق و باطل کے امتیاز کے لئے ملا باقر مجلسی کی کتاب "حق الیقین" کا مطالعہ ضروری ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں حق الیقین کا بار بار حوالہ دیا گیا۔ ان میں سے ایک جگہ لکھا ہے کہ امام قائم (امام مہدی) جب دنیا میں آئیں گے۔

عائشہ را زندہ کند تا او را حد بزند

"یعنی عائشہ کو دوبارہ زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے۔"

(ص ۲۱۹ باب پنجم در بیان اثبات رجعت)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے بارے میں لکھا ابوبکر، عمر اس امت کے فرعون و ہامان ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا، ان کو بھی امام مہدی زندہ کریں گے اور قتل کریں گے اور عذاب دیں گے۔ (باب پنجم صفحہ ۲۱۶)

قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ یہی وہ خمینی ہے جو شیعہ عقیدہ رجعت کا معتقد ہے اور اس کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام مہدی دوبارہ آئیں گے اور آ کر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو زندہ کر کے ان پر حد لگائیں گے اور ابوبکر و عمر ؓ اس امت کے فرعون و ہامان ہیں۔ اس خمینی کو طاہر القادری نے امام حسین ؓ کی شہادت اور علی المرتضیٰ ؓ کی ولایت کا وارث کہہ دیا ہے۔ طاہر القادری نے خمینی کی مذکورہ تعریف کر کے کیا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ اور ابوبکر صدیق ؓ اور عمر خطاب ؓ کا دل نہ دکھایا اور ان کی ناراضگی مول نہ لی۔ میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کو اذیت اور دکھ پہنچانا دراصل حضور ﷺ کو اذیت دینا ہے تو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دکھ دیا اس کا حشر کیسا ہوگا۔

تو معلوم ہوا کہ طاہر القادری کا جو عنوان (امام خمینی کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے) وہ اس قدر گستاخی پر مبنی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کے سارے اچھے اعمال اکارت گئے اور آخرت بھی برباد کر بیٹھا اور بارگاہ

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت اور وقار عظمت سے درحقیقت طاہر القادری کا سینہ بالکل خالی ہے بلکہ اس کی جگہ عداوت و کدورت اور بغض سے اس کا دل بھرا پڑا ہے۔ محض علماء اہل سنت کی گرفت کا خوف اسے زبان کھولنے سے روک رہا ہے ورنہ وہ دبے لفظوں دل کی بات کہہ گیا ہے جیسا کہ اس کی کتاب ''شہادت حسین'' گواہی دے رہی ہے اور ہمارے خیال کی تائید کرتی ہے۔

شہادت حسین رضی اللہ عنہ

جب ہم واقعہ کربلا کا تصور کرتے ہیں تو ہمیں معاویہ رضی اللہ عنہ یاد آ جاتا ہے

(شہادت حسین صفحہ ۵۲ مصنف طاہر القادری)

اب رہی یہ بات کہ واقعہ کربلا کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یاد آ جانا کس نوعیت کا ہے انداز تحریر بتا رہا ہے کہ ان کی یاد ایک مجرم اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اصلی سبب کے طور پر آتی ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ کربلا کے ساتھ تصور کسی عزت و احترام اور عظمت کے طور پر نہیں بلکہ ایک سازشی، دشمن اہل بیت اور فاسق وفاجر کے طور پر آتا ہے۔ طاہر القادری کی یہ تحریر اس بات کی واضح نشاندہی کرتی ہے کہ اس کے دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قطعاً ادب واحترام نہیں ہے اسی لئے اس کا یہ کہنا کہ ''شرف صحابیت'' ہمیں مانع ہے یہ بھی ایک عذر لنگ سے کم نہیں اگر شرف صحابیت واقعی ان کی توہین سے مانع ہوتا تو ''شہادت حسین'' نامی کتاب کی مذکورہ عبارت لکھتے وقت اس شرف کا لحاظ وخیال کدھر گیا۔

قارئین! حضرت عمر وبن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت جو عظیم الشان ہے۔ انہوں نے بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوئی زیادتی یا گستاخی کی نشاندہی نہ کی۔ بلکہ گستاخان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگوائے۔ ان کا یہ طرز عمل بتاتا ہے اور واضح شہادت دیتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ قریب ہونے کے باوجود انہیں تو کوئی عیب یا گستاخی نظر نہ آئی اور چودہ سو سال سے لگ بھگ گزرنے کے بعد جن لوگوں کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں نظر آنے لگیں اور تقریر وتحریر میں ان کی

> میرے واقعے سے ان سید زادوں، پیروں اور علماء کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اہلسنت کے مقتداء کہلاتے کے باوجود سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقیص کرتے ہیں

بات کا کوئی وزن ہو سکتا ہے؟ اور کیا ان کے بغض وعداوت سے بھرے الفاظ اس کی دلیل بن سکتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) لعن طعن کیا جانا درست ہے؟ ہر ذی عقل اور ذی علم اس کے خلاف ہی فیصلہ کرے گا اور قرآن وحدیث کی رو سے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ جنتی قرار دے گا جیسا کہ اس سے پہلے اس کو تفصیل سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ آپ ایسی شخصیت کے خلاف نازیبا الفاظ گستاخانہ طرز اختیار کرنا اپنی بدقسمتی بلکہ ازلی بدبختی کی علامت ہی ہو سکتا ہے۔

خلاصہ کلام:

طاہر القادری اہل سنت اور اسی طرح وحید الزماں اہل حدیث اگرچہ اپنے آپ کو محب صحابہ کہلاتے ہیں مگر ان کے دلوں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغض وعداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جس کا واضح ثبوت خود ان کی تحریرات سے ملتا ہے۔ لکھتے ہیں:

''ان کا صحابی ہونا مانع ہے کہ ہم ان کے حق میں کچھ کہیں''

مطلب یہ کہ آپ کا صحابی ہونا ہمیں زبان کھولنے سے روک رہا ہے اور لعن وطعن کرنے سے صرف صحابیت آڑے آ رہی ہے۔ ورنہ ہم وہی کچھ کہتے جو دشمن کہا کرتے ہیں۔ گویا کہ ان کے سینوں میں عداوت کی آگ جل رہی ہے جیسا کہ طاہر القادری نے شہادت حسین کے صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے کہ:

'' جب ہم واقعہ کربلا کا تصور کرتے ہیں تو ہمیں معاویہ رضی اللہ عنہ یاد آ جاتا ہے۔ یعنی ہمیں اس قدر غصہ آ جاتا ہے کہ گویا قاتل معاویہ ہی ہیں۔''

یاد رہے کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''ان کا دشمن اور گستاخ دوزخی کتا ہے۔''

یہ فتویٰ خاص کر طاہر القادری کو پڑھنا چاہئے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا اہل سنت کا فرد ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ فیصلہ مجدد الف ثانی کا بھی ہے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام سے عداوت اور بغض سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ آمین

فاعتبرو یا اولی الابصار

پیغام شہداء

انسانی تاریخ میں چشم فلک نے ایسی جماعت دیکھی ہے......؟ جس کے قائدین

مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمہ اللہ (بانی سرپرست)
شہادت 22 فروری 1990ء جھنگ

مولانا ایثار القاسمی کی شہید رحمہ اللہ (نائب سرپرست، ایم این اے)
شہادت 10 جنوری 1991ء جھنگ سٹی

علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہید رحمہ اللہ (سرپرست)
شہادت 18 جنوری 1997ء سیشن کورٹ لاہور

مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمہ اللہ (صدر/ایم این اے)
شہادت 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ ہاؤس کی طرف جاتے ہوئے۔

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہ اللہ
شہادت 17 اگست خیر پور سندھ

اور ہزاروں کارکنوں کو ایک نظریہ، مشن اور مقصد کی پاداش میں انتہائی بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا ہو۔ یہ تمام قائدین اور کارکن تو اپنے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ لیکن ان کا نظریہ مشن اور مقصد ایک پیغام کی صورت میں ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کے نام سے بفضلہ تعالیٰ ہر ماہ آپ کے پاس پہنچے گا۔

آپ نے کبھی غور کیا......؟

کہ یہ پیغام پوری دنیا تک کیسے پہنچے گا؟ کیونکہ ابھی تک یہ پیغام صرف دیوبند مکتب فکر کے 9 ہزار مدارس کے 50 ہزار اساتذہ کے پاس بھی نہیں پہنچ رہا۔

☆ پاکستان کے تقریباً 2 لاکھ سکولوں کے 10 لاکھ اساتذہ کو اس پیغام کا پتہ تک نہیں ہے۔

☆ بیوروکریسی کے 50 ہزار اہلکار اس پیغام سے لاعلم ہیں پاکستان کے قومی، صوبائی اور سینٹ کے 1 ہزار سے زائد ممبران کے پاس بھی یہ پیغام نہیں پہنچا ہوگا۔

اس کے علاوہ الیکٹرانک / پرنٹ میڈیا اس کی افادیت سے محروم ہے۔ آپ جاگیردار ہیں یا کسان، استاد ہیں یا طالب علم آپ سرمایہ دار ہیں یا مزدور، عالم ہیں یا عام مسلمان۔ اگر آپ چاہتے ہیں یہ پیغام پوری دنیا میں عام ہو جائے تو پھر اٹھیے اور عہد کیجیے کہ

''میں شہدا کا یہ پیغام ہر گھر تک پہنچانے میں آپ کا معاون بننا چاہتا ہوں۔'' دستخط

CamScanner

کارواں غلامان اصحاب رسول اللہ ہے
رواں دواں مولانا اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ

تخلیق: حافظ ارشاد احمد دیوبندی ظاہر پیر

حضرت مولانا محمد اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے رخصت ہوئے 6 اکتوبر 2009ء کو مکمل چھ سال کا ایک بڑا عرصہ گذر رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو 6 اکتوبر 2003ء پارلیمنٹ جاتے ہوئے اسلام آباد کے عین وسط میں شہید کر دیا گیا اور اب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قاتل گرفتار نہ ہونے کے باعث دندنا رہے ہیں آپ کی شہادت کے دو سال بعد مولانا طاہر القاسمی کو 15 جنوری 2005ء کو اور اب حال ہی میں اس عظیم الشان قافلے کے روح رواں جناب حافظ احمد بخش رحمۃ اللہ علیہ اور قائد اہل سنت علم و عمل کی مضبوط چٹان محترم المقام حضرت علامہ علی شیر حیدری نور اللہ مرقدہٗ کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ سپاہ صحابہ کے جملہ قائدین کو یکے بعد دیگرے 1990ء سے بیس سال کے اندر سینکڑوں اصحاب کو ایک ہی مخصوص اور معلوم گروہ کے افراد شہید کر رہے ہیں مگر آج تک کسی ایک مجرم کو بھی گرفتار کر کے اس کے جرم کی سزا نہیں سنائی گئی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

تیری آواز تھی حق کی ترجمان اب تک امت پر ہے تیرا احسان مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

تیرا کردار تیرا اخلاق تیرا پیغام رہا تابع قرآن مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جہاں میں انتشار ہے جبر و ستم کا بھی دور دورہ ہے

کارواں غلامان اصحاب رسول اللہ ہے رواں دواں مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

بنے ہیں ہم جلیس مسلماں نامسلمانوں کے تیرے جانے کے بعد

تیرا مسلک نہیں تھا مصلحتاً مشن کو چھپا لینا

تیرا ایمان تیرا اعلان رہا عظمت صحابہ کی پہچان مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آہ! رفاقت کرلی ہے باطل سے بزعم خویش حق والوں نے

تیری آواز حق سے اب بھی ہے باطل کا ہر فرد حیران مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

غیرت اسلام کرتی ہے تجھے سلام شجاعت رہی ہے تیری غلام

باطل پاؤں سر پر رکھ کر دوڑا، رہی یہ تیری شان مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

باطل کو راہِ حق پر لانے کیلئے وہی جذبہ ہے موجود

مگر محفل احباب تیرے بعد ہے ویران مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے اب اللہ کا مہمان

تحفظ ناموس صحابہ کیلئے کردی جان بھی قربان مولانا طارق اعظم رحمۃ اللہ علیہ

موحد اعظم ،عاشق رسول ،پاسبان اسلام ،ترجمان علماء دیوبند ،ولی کامل ،شہنشاہ خطابت

حضرت اقدس مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: محمد عثمان بیگ فاروقی

موحد تجھ سا اب پیدا نہ ہوگا پھر زمانے میں
ملے گا تذکرہ تیرا محبت کے فسانے میں

دنیا سے جانا تو ہر ایک نے ہی ہوتا ہے مگر کچھ لوگ اس انداز سے دنیا سے جاتے ہیں کہ اپنے پیچھے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ کروڑوں آنکھیں اشکبار اور بے شمار قلوب واذہان کو بے قرار چھوڑ جاتے ہیں۔

ایسے ہی ہمہ صفت موصوف لوگوں میں سے ایک میرے مربی ومحسن میرے روحانی والد حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں......انہوں نے تقریباً نصف صدی اسلام کی عظمت کی پاسبانی ،توحید وسنت کی دعوت ، شرکت وبدعت کی بیخ کنی ،ناموس صحابہ کی حفاظت جیسے فرائض کٹھن ترین حالات میں ادا کئے......

بقول حفیظ جالندھری

یہ نصف صدی کا قصہ ہے دو چار برس کی بات نہیں

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد جب وقت کو قاسمی کی تقریر کے اختتام پر ہر کسی کی زبان پر ہوتا تھا کہ:

"شاہ جی توں بعد اج کسے دی تقریرن کے چس آئی اے"

باقی جو کسر رہ گئی تھی وہ دارالعلوم دیوبند کے شیخ العرب والعجم حضرت اقدس سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کرنے سے پوری ہوگئی......

اس کے بعد تو حضرت شیخ کی محبت نے وہ اثر دکھایا کہ بڑے بڑے اکابرین علماء حیران ہونے لگے......جلسوں میں لوگوں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہونے لگی ، لہجے اور انداز میں پختگی آنے لگی حضرت قاسمی کے جملے لوگوں کے دلوں پر سحر طاری کرنے لگے......بس یہ کیا تھا صرف صحبت حضرت مدنی کا اثر تھا......

توحید کی دعوت کا اس انداز سے چوکوں ، چوراہوں ،گلی کوچوں ،دیہاتوں ،شہروں اور بیرون ممالک میں بیان ہونا شرک کے پجاریوں کو کب برداشت تھا انہوں نے مولانا ضیاء القاسمی کا راستہ روکنے کیلئے تمام ختم نبوت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ سمیت اپنے وقت کے ممتاز اور اکابر علماء کے ساتھ ہر محاذ پر اسلام کی خدمت کی......

متعدد تحریکوں میں مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف مجاہدانہ بلکہ لیڈرانہ اور بے باکانہ کردار ادا کیا تحریک ختم نبوت ،تحریک نظام مصطفیٰ ،تحریک مدح صحابہ رضی اللہ عنہم میں مولانا ضیاء القاسمی کا کردار سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے......

مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نوجوانوں کو عالم اسلام کا سرمایہ سمجھتے تھے اور ہر طرح سے انکی سرپرستی فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں نوجوان رضا کاروں کی ایک کثیر تعداد ان کے شانہ بشانہ رہی ہے......مولانا ضیاء القاسمی نے نوجوانوں کو عملی تربیت دیکر ہر محاذ پر دشمنان اسلام کے خلاف اپنے علم کے ذریعے دلائل کی جنگ لڑنے کے قابل بنایا......بہت سے خطباء کو خطابت سکھا کر بولنے کے قابل بنایا......بہت سے نوجوانوں سے بزدلی چھین کر انہیں بہادری اور جوانمردی سکھائی......بہت سے نوجوانوں کو بے راہ روی سے ہٹا کر

> جب بھی تحفظ ناموس صحابہ کیلئے قانون معرض وجود میں آئے گا تو مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ صدا فرزندان دل پر دستک دے گی
>
> ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
> ہمیں بھی یاد کرلینا چمن میں جب بہار آئے

کسی خطیب کی صورت میں پاسبان اسلام کی ضرورت پڑی تو مولانا ضیاء القاسمی ایک نظریہ ،ایک موقف بلکہ اگر یوں کہوں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ ایک عقیدہ لے کر میدان خطابت میں اترے اور پھر انہیں اپنا مقام پیدا کرنے میں کوئی زیادہ دقت پیش نہیں آئی بلکہ حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:

"قرآن اپنا راستہ خود بناتا ہے۔"

حضرت قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآنی دلائل سے لبریز عقائد کی دعوت پر مشتمل تقاریر نے لوگوں کو بہت جلد اپنا گرویدہ بنالیا اور پھر شاہ جی کے جلسوں کے سامعین حضرت قاسمی کے جلسوں کی رونق نظر آنے لگے اور یہ جملہ حضرت اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے لیکن

قصر سلطاں کی فلک بوس فصیلوں پہ نہ جا
آئے طوفان تو رکتے نہیں دیوار سے

پھر دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ ایک ہی سٹیج پر مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بڑوں کی صحبت اور رفاقت ان کو بڑا بنانے لگی ،مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ ،خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ،محافظ ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ،فاتح رافضیت مولانا دوست محمد قریشی ،فاتح مودودیت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ،وکیل ختم اسلام کا سپاہی بنایا......بہت سے نوجوانوں کو فن مناظرہ میں طاق بنا کر دشمن اسلام کا راستہ روکنے کی سعی کی......میرے خیال میں مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تاریخی خدمات ناقابل فراموش ہیں......

راقم الحروف کو بھی کچھ عرصہ حضرت مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارنے کا شرف حاصل رہا ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ضیا پاشیاں واقعی ذروں کو آفتاب بنانے کی صلاحیت رکھتی تھیں......راقم کو جو کچھ ان کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوا میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ساری زندگی درس نظامی کی کتب اور بڑی

ہر دور میں نوجوان رضا کاروں کی کثیر تعداد ان کے شانہ بشانہ موجود رہی

بڑی ضخیم کتب کی ورق گردانی سے بھی حاصل نہ ہو سکا...... کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ

کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

حضرت مولانا ضیاء القاسمی سے کسب فیض کرنے سے محسوس کرتا ہوں کہ

آنکھوں میں بس گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن کسی کی نظر میں رہا ہوں میں

مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی مجاہد بن کر گزاری اور ہمیشہ مجاور بننے سے گریز کیا...... سپاہ صحابہ کے بننے سے لیکر تادم آخر اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ امی عائشہ رضی اللہ عنہا کے دوپٹے کے محافظوں اور سپاہ صحابہ کے شاہینوں کی سرپرستی جاری رکھی...... ایک ادنیٰ کارکن سے لیکر اعلیٰ قیادت تک ہر ایک کی مصیبت میں بے لوث اس کی مدد کرنا مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کا محبوب مشغلہ تھا...... حضور علیہ السلام اور صحابہ سے محبت اس قدر تھی جب حضور علیہ السلام کا ذکر آتا تو رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آتے...... یہ ایک حقیقت ہے کہ جب آدمی کو عروج ملتا ہے تو جہاں محبت کرنے والوں کی ایک جماعت ملتی ہے وہاں حاسدین اور معاندین کا ایک ٹولہ بھی مقابل آجاتا ہے...... مولانا قاسمی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہوا...... مولانا ضیاء القاسمی مجھے اکثر یہ شعر سنا کر اپنے کرب کا اظہار فرماتے تھے کہ

زندگی بھر سنگ برساتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات ہے دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

اور ہوا بھی ایسے ہی کہ جب ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نامی پھول چمن میں اپنی خوشبوئیں بکھیر چکا اور داعی اجل کی طرف سے پیغام اجل آگیا تو سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان کا یہ چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل کے تین دفعہ منتخب ہونے والے ممبر، صحابہ اور حضور علیہ السلام کے سچے عاشق نے کلمہ توحید کا ورد زبان پر سجا کر آب زم زم کے پانی سے دنیا کی پیاس بجھا کر دار البقاء کا سفر اختیار کیا (وہی مانی جس کے قصیدے اس

انداز میں گایا کرتے تھے نہ رنگ بدلے نہ ذائقہ بدلے نہ خوشبو بدلے) تو پھر دوست دشمن کی زبان پر یہی تھا کہ مولانا بہت اچھے آدمی تھے، مولانا نے ساری زندگی توحید کی خدمت کی...... وغیرہ وغیرہ

پوری نہ ہو سکے گی کمی اس کی تا ابد
نم چشم دشمناں ہے دل دوستاں اداس

مولانا قاسمی کے جنازے میں جم غفیر دیکھ کر تو بلا اختیار منہ سے نکل گیا......

مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وراثت میں جو سب سے بڑا خزانہ چھوڑا وہ ان کے بنائے ہوئے موحدین کی ایک کثیر تعداد، توحید کا گلشن جامعہ قاسمیہ اور وہ مسجد گول جسکے میناروں سے فاران کی چوٹی والا سبق دہرایا جاتا تھا...... مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی حضرت کے جانشین ہیں اللہ انہیں حضرت ہی کے مشن کو زندہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مولانا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ نے وراثت میں سب سے بڑا خزانہ موحدین کی ایک جماعت، جامعہ قاسمیہ، دور سے نظر آنے والے میناروں والی بہت بڑی جامع مسجد چھوڑے ہیں

جب بھی ناموس صحابہ کیلئے قانون معرض وجود میں آئے گا تو مولانا ضیاء القاسمی کی یہ صدا دل پر ضرور دستک دے گی

ہمارا خوں بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

میری آخری ملاقات حضرت کے ساتھ عید کے دن ہوئی...... جب سارے دوست اٹھ کر چلے گئے میں پھر بھی بیٹھا رہا...... تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ صحبت سے فیض یاب ہونے کے بعد مجھے فرمایا اب جا کر تم عید مناؤ میں آرام کرتا ہوں...... میں نے عرض کیا حضرت آپ کی دید ہی تو میری عید ہے فرمایا اب آرام کرنے کو جی چاہتا ہے...... مجھے قطعاً معلوم نہ تھا کہ اب تاریخ کے چہرے کو ضیاء بخشنے والا ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ، جس پہ خطابت ناز کرتی ہے وہ ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ آرام کرنے سے کیا مراد لے رہے ہیں وہ تو شاید آرام کرنے کا کہہ کر یہ اشارہ کر رہے تھے کہ

کل کسی وقت شام سے پہلے میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا

حضرت قاسمی کی جدائی کا غم دلوں پر برسوں تازہ رہے گا۔

تیرے بعد اس محفل میں اندھیرا رہے گا
ہزاروں چراغ جلائیں گے روشنی کیلئے

کیا آپ چاہتے ہیں......؟

محترم مکرم جناب ______

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہم سب سے پہلے آپ کو پیغام شہداء گھر گھر تک پہنچانے کی مہم میں معاونت کرنے کا عہد کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں جیسا کہ آپ نے جان لیا ہے کہ شہداء کا یہ پیغام ماہنامہ نظام خلافت راشدہ کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے اس پیغام کو آپ اپنی طرف سے جس طبقے تک پہنچانا چاہتے ہیں وہاں یہ نشان لگائیں۔ ✓

- اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک
- قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے ممبران تک
- ملک بھر کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے اساتذہ تک
- کالجوں اور یونیورسٹیوں کے لیکچرارز اور پروفیسروں تک
- دینی مدارس کے مہتممین اور معلمین تک
- ملک بھر کی سیاسی مذہبی جماعتوں کے ذمہ داروں تک

یا آپ خود پتہ جات فراہم کر کے وہاں یہ رسالہ پہنچانا چاہتے ہیں تو آپ اس فارم کی فوٹو سٹیٹ کروا کر ساتھ تمام ایڈریس بھی منسلک کر دیں۔

نظام خلافت راشدہ کا سالانہ ہدیہ فی کس -/300 روپے ہے آپ کتنے لوگوں تک پیغام شہداء پہنچانا چاہتے ہیں۔

1	5	10	50	100

آپ کا مثبت جواب آنے کے بعد ان تمام لوگوں کے ایڈریس بھی آپ کو بھیج دیئے جائیں گے جنہیں آپ کی طرف سے نظام خلافت راشدہ جاری کیا جائیگا۔

میں ______

پتہ ______

مبلغ ______ روپے بذریعہ ______ دینا چاہتا ہوں رقم ملنے پر مجھے رسید بھیج دیں۔

تاریخ ______ دستخط

منجانب: ایڈیٹر: محمد یونس قاسمی

نظام خلافت راشدہ

جامعہ حیدریہ اعظم کالونی لقمان خیرپور سندھ

CS CamScanner

امام اہلسنت کانفرنس خیرپور سندھ

رپورٹ: محمد یونس قاسمی

''امام اہل سنت کانفرنس'' حضرت امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، مذہبی اور ملی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے منعقد کی گئی تھی، اس کا فیصلہ جماعت کے قائد سپاہ صحابہ حضرت علامہ محمد احمد لدھیانوی اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے علامہ حیدری کی شہادت کے تیسرے روز دیگر احباب کے ساتھ مشاورت کے بعد کیا۔ اس کے لئے 19 اکتوبر بروز جمعہ کا دن منتخب ہوا اور ملک بھر کے جید علماء کرام، سیاسی قائدین اور زعمائے ملت کو اس میں بلانے کا فیصلہ ہوا۔ چنانچہ اس کانفرنس کی تیاری کیلئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں اور اسے بھرپور طریقے سے کامیاب کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر کام کا آغاز ہوا۔ چاررنگہ، دیدہ زیب خوبصورت اشتہار اور اسٹیکر پورے ملک کے درودیوار پر لگا دیئے گئے، ملک بھر کے علماء کرام مذہبی وسیاسی قائدین کو دعوت نامے جاری کئے گئے بعض حضرات کی خدمت میں خود قائدین سپاہ صحابہ نے حاضر ہو کر دعوت نامہ پہنچایا اور کانفرنس میں تشریف لانے کا کہا۔ قائد سپاہ صحابہ حضرت علامہ محمد احمد لدھیانوی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا مسعود الرحمن عثمانی، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالغنی، سید محمد پریل شاہ بخاری، انجینئر اشفاق محمود اور بہت سے صوبائی ومرکزی حضرات نے اس کانفرنس کی کامیاب تکمیل کیلئے بھرپور جدوجہد کی۔ سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، فنانس سیکرٹری مولانا عبدالغنی اور مولانا عبدالخالق رحمانی کانفرنس سے ایک ہفتہ قبل خیر پور سندھ میں پہنچ گئے اور سندھ سے تعلق رکھنے والے علماء ومشائخ کی خدمت میں بڑے بڑے جلوسوں کی صورت میں حاضر ہو کر انہیں اس عظیم الشان کانفرنس کا دعوت نامہ پہنچایا۔ تمام مشائخ اور علماء نے آنے کی حامی بھری اور بھرپور دعاؤں سے نوازا۔

19 اکتوبر کے دن کا بڑی شدت کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا، خیر پور کو مختلف نعروں اور مطالبات پر مشتمل بینروں سے سجا دیا گیا تھا، بہت سارے بینروں پر علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کی سازش کو بے نقاب کرنے اور اصل قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانے جیسے مطالبات درج تھے، بہت سارے بینر جو بجلی کے پولوں پر لگے تھے، ان میں علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا تھا۔

19 اکتوبر کی صبح جو کانفرنس صبح 9 بجے شروع ہونا تھی وہ بعداز فجر ہی شروع ہوگئی تھی اور لوگوں کے قافلے جوق درجوق آ کر پنڈال میں اپنی جگہ محفوظ کرنے لگے، مجھے ایسے لوگ بھی ملے جنہوں نے یہ بتایا کہ میں صبح نماز فجر کے بعد بیٹھا تھا اور اپنا وضو بھی ضائع نہیں ہونے دیا اور مغرب کے قریب تک دلجمعی کے ساتھ بیٹھ کر مکمل پروگرام کو سنا، نماز فجر کے بعد پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، مختلف حفاظ وقراء دیر تک تلاوت کرتے رہے، شعراء اپنا کلام سناتے رہے اور بہت سے ننھے منے بچے اپنے جذبات کا اظہار کر کے اپنے مشن وموقف کے ساتھ ساتھ علامہ حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر قربان ہونے کی بات کرتے رہے۔

علامہ سلطان حیدری

بریلوی مکتبہ فکر کے جید عالم دین علامہ سلطان حیدری نے اپنے خطاب میں کہا کہ علامہ علی شیر حیدری صرف دیوبندیوں کے امام نہیں بلکہ پوری سنی قوم کے امام ہیں کیونکہ انہوں نے جن شخصیات کے تحفظ اور ناموس پر جان قربان کی ہے وہ صحابہ کرام سب کے امام ہیں اور علامہ علی شیر حیدری کا نعرہ تھا کہ:

صحابہ کا جو غلام ہے ہمارا وہ امام ہے

اس لئے علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ پوری سنی قوم کے امام ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ لوگ موت سے ڈرتے ہیں، ہم صحابہ کے نام لیوا ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موت سے نہیں ڈرتے تھے ہم ان کے غلام بھی موت سے نہیں ڈرتے۔

حضرت مولانا راشد مدنی

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ آئے ہی شہادت کے حصول کے لئے تھے انکو شہادت مل گئی، مسلمان اس دنیا میں آتا ہی دین کی حفاظت کے لئے ہے۔ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ تو ان پر قربان ہوئے ہیں جو اسلام کے سب سے پہلے راوی ہیں، انکی عزت پر مرنا ہم سعادت سمجھتے ہیں۔ اسی پہلی نشست کے دوران دوپہر 12 بجے سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں اسٹیج پر تشریف لائے اور دوسری نشست کے مہمانان گرامی کی آمد کا اعلان کیا۔

سید کفیل شاہ بخاری

مرکزی رہنما مجلس احرار اسلام پاکستان

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جان اور مال کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وعظمت پر قربان کر دیا ہے۔ انکی جدائی آپ کا اور میرا مشترکہ درد ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جو نشان اپنے خون سے اس دھرتی پر لگا گئے ہیں اور جو نقوش وہ اس دھرتی پر ثبت کر گئے ہیں انہیں مٹایا جا سکے گا؟ ایسا کبھی ممکن نہیں ہو سکے گا۔ کبھی ممکن نہیں ہو سکے گا کہ انکی فکر کو، انکی جدوجہد کو، انکی محنت کو، انکے ایثار اور انکی قربانی کو تاریخ سے محو کر دیا جائے، یہ کسی احمق کی سوچ تو ہو سکتی ہے مگر کسی ذی شعور انسان کے دل ودماغ میں یہ بات کبھی نہیں آ سکتی، باقی انکی یاد بہت آتی ہے۔

ہاتھوں میں لے کے ہاتھ ابھی کل کی بات ہے
وہ چل رہے تھے ساتھ ابھی کل کی بات ہے

وہ آج یہاں پر موجود نہیں ہیں مگر وہ مشن پوری آب وتاب کے ساتھ، پوری شان وشوکت کے ساتھ اور

پوری قوت کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کے محافظ اسی طرح اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرتے رہیں گے۔

جب پرچم جاں لیکر نکلے ہم خاک نشین مقتل
اس روز سے لیکر آج تک جلاد پہ ہیبت طاری ہے

ہماری اس ہیبت کے پیچھے ربانی قوت ہے، نبی علیہ السلام کی محبت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ہے، یہ لازوال ہے، لافانی ہے، لامثال ہے، اسکو کسی صورت میں نہیں مٹایا جاسکتا۔ یہ ایک محنت ہے، یہ ایک جدوجہد ہے اور اس کے پیچھے اخلاص ہے، اس کے پیچھے مال اور جان کی قربانی ہے اور اس کے پیچھے دنیا کے تمام مفادات کی قربانی ہے، یہ مشن کیسے مٹ سکتا ہے؟

1:30 منٹ پر فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ نے خطبہ جمعۃ المبارک دیا، اس سے قبل قائد سپاہ صحابہ حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں اپنے دیگر معزز مہمانان گرامی کے ساتھ اسٹیج پر تشریف لائے، قائدین کا بھرپور استقبال کیا گیا، خطبہ جمعۃ المبارک کے بعد نماز جمعہ کی امامت حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے کروائی، نماز جمعہ کے بعد ملک کی، دین حق اسلام اور ملک پاکستان کی سلامتی کیلئے دعا کروائی گئی۔

دوسری نشست کا آغاز حضرت قاری محمد مدنی مدظلہ کی تلاوت سے ہوا جبکہ نقیب محفل حضرت مولانا اورنگزیب فاروقی تھے، تلاوت کے بعد نعت اور نظم کے لئے سابق گلوکار ملک عبدالشکور قاسمی کو دعوت دی گئی، ملک عبدالشکور قاسمی سابق گلوکار ہیں، امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا فیض یافتہ ہے، انکی نظر محبت اور شفقت سے اپنی سابقہ زندگی سے توبہ کرنے کے بعد اب ناموس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکا ہے۔

علی شیر حیدری شہید میری جان تھے
مرشد میرے بڑے کامل انسان تھے

بہت خوبصورت اشعار کے ساتھ ملک عبدالشکور قاسمی نے حضرت حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا۔

قاری شعیب احمد عباسی نے اپنے نانا پیر طریقت مولانا حسن عباسی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت الشیخ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام سنایا۔ جس میں انہوں نے اپنے دادا جی کے ساتھ ہونے والی حضرت امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا ذکر کیا۔

خانقاہ مالیجی شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا ہدایت اللہ مالیجوی مدظلہ نے اپنے خطاب میں سنی قوم کو بتایا کہ شیعہ پوری سنی قوم کا دشمن ہے، سنی کا تعلق چاہے جمعیت علمائے اسلام سے ہو یا سپاہ صحابہ سے یا کسی بھی تنظیم سے ہو، علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ یہی پیغام سناتے ہوئے اس دنیا سے چلے گئے، ہمیں آج یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم شیعہ کا بھرپور بائیکاٹ کریں گے۔

کانفرنس کے موقع پر خیرپور کو مختلف نعروں، مطالبات پر مشتمل رنگ برنگ بینروں سے سجایا گیا تھا

علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند سلمان فاروق ضیاء نے علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے بتایا

ہم دشت کے باسی ہیں اے شہر کے لوگو!
یہ روح پیاسی ہمیں ورثے میں ملی ہے
دکھ درد سے صدیوں سے تعلق ہے ہمارا
آنکھوں کی اداسی ہمیں ورثے میں ملی ہے
جان دینا روایت ہے قبیلے کی ہماری
یہ سرخ لباسی ہمیں ورثے میں ملی ہے
بات کرتے ہیں تو اتر جاتی ہے دل میں
تاثیر یہ جلاسی ہمیں ورثے میں ملی ہے

مزید کہا کہ

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اشک ہیں آستیں نہیں ہے
تیری جدائی میں اے جانیوالے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
کئی دماغوں کا ایک انسان میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
زمین کی رونق اجڑ چکی ہے فلک پہ مہر مبیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے
وہ کون تھا کہ دیر و کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد پہ خدا کا سلام پہنچے
زمین کے تاروں سے ایک تارا فلک کے تاروں سے جاملا ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

مولانا عبدالغفور جھنگوی جھنگ

جس مشن پر مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ تک ہمارے قائدین اور کارکنوں نے جس مشن پر جان دی ہے، ہم اس پر جان دے دیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

مولانا عبدالقدوس فاروق

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ ایسی صفات کے حامل، عامل، عالم، مفکر اور بہترین لیڈرانہ صلاحیتوں کے حامل تھے، ان کے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد آج ہم صدمے سے دوچار تو ہیں لیکن اللہ کا شکر بھی ادا کرتے ہیں کہ پروردگار اس جماعت کے قائد یکے بعد دیگرے شہید ہوتے جارہے ہیں، اس کے باوجود ان کارکنوں کا جذبہ کم نہیں ہورہا بلکہ پہلے سے زیادہ اجاگر ہورہا ہے۔

میں تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کو واضح طور پر محسوس کرتا ہوں اور تاریخ دان سے میں ایک سوال بھی کرتا ہوں کہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد آج تک ایسی جماعت جس کے قائد یکے بعد دیگرے شہادت کے منصب پر فائز ہوتے رہیں اس کے باوجود انکی جماعت قائم ہو، مجھے تاریخ میں اسکی مثال نہیں ملتی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ڈنکے کی چوٹ پہ کہتا ہوں کہ اس جماعت کے اندر خلوص کا جذبہ ہے، دین کا جذبہ ہے اور مجھے ان حضرات کے طرز عمل سے وہ بات یاد آتی ہے، محدثین کرام نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک کے ساتھ اونٹوں کو ذبح کرنا شروع کیا محدثین لکھتے ہیں کہ ایک ایک اونٹ آگے بڑھ کر اپنی گردن کو پیش کرتا تھا کہ یہ سعادت مجھے حاصل ہو، ایک ایک قائد کے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد اس جماعت نے کبھی قائدانہ لحاظ سے محرومی کا سامنا نہیں کیا، ایک سے ایک بڑھ کر اپنے سر کو پیش کرتا ہے، یہ حقانیت کی، صداقت کی، خلوص کی، للٰہیت

کی علامت ہے اللہ اس کو قائم رکھے۔

سندھ کے مشہور نعت خواں جناب نعمت اللہ سولنگی نے ''سلام حیدری'' کے عنوان سے ایک نظم پیش کر کے امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو سلام عقیدت پیش کیا۔

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن

سربراہ اتحاد اہل سنت والجماعت

علامہ حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جس جماعت کی بنیاد رکھی، اس جماعت کا نام ہے سپاہ صحابہ اور جماعت کو جو کام دیا اس کا نام ہے دفاع صحابہ۔

سپاہ صحابہ اور دفاع صحابہ میں مناسبت اور جوڑ کیا ہے، آدمی اپنے موقف پر دلائل پیش کرتا ہے مگر میں کہتا ہوں خدا کی قسم اگر اصحاب محمد ﷺ کے ایمان کو پرکھنا ہو تو پھر سپاہ صحابہ کا وجود مستقل دلیل ہے۔

حافظ طاہر محمود اشرفی

چیئرمین پاکستان علماء کونسل

آج اس عظیم الشان اجتماع کو دیکھ کر میں سوچتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے، حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اور حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی شبیر احمد عثمانی کے لگائے ہوئے پرچم کو کبھی گرنے دیں گے، آج کہا جارہا ہے کہ دیوبندی اپنی وفاداری ثابت کریں، میں کہتا ہوں کہ اگر دیوبندی پاکستانی نہیں ہے تو پھر کوئی پاکستانی نہیں ہے۔ ہم جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فرزند ہیں، ہم نے فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا ہے، ہم نے علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ سے امن پڑھا ہے، ہمیں امن کا درس دیا گیا ہے، صبر کی تلقین کی گئی ہے ورنہ بدامنی کرنی ہو تو چند ایک کی ضرورت ہوتی ہے یہ تو لاکھوں میں۔

دیکھنے والو!

دیکھو کہ یہاں کتنے سر ہیں جو جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر کٹنا چاہتے ہیں، اگر ہم دہشت گرد ہوتے یا تخریب کار ہوتے تو روز لاشیں اٹھاتے؟ ہماری تاریخ لاشوں سے بھری پڑی ہے، ہم نے ہمیشہ امن کی بات کی ہے، آج پھر امن کی بات کرتے ہیں، محبت کی بات کرتے ہیں، ان قائدین اہل سنت والجماعت کو ناموس صحابہ بل دے دو یہ امن کی گارنٹی دینے کے لئے تیار ہیں۔

زرداری صاحب آج کا یہ ریفرنڈم دیکھ لو، ہماری دو چیزیں ہمیں دے دو۔

(1) ہماری خود مختاری (2) ناموس صحابہ کا تحفظ ہماری تمہاری اس کے علاوہ کوئی لڑائی نہیں ہے۔

مولانا ثناء اللہ حیدری

برادر علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ

دشمن کی یہ بھول ہے کہ علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے جانے سے میدان خالی ہوگیا ہے، یہ بات غلط ہے اور یہ سوچ کسی احمق کی ہوسکتی ہے، 1991ء سے لیکر 17 اگست 2009ء تک علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے 18000 فرزند جو علم وعمل کی اپنی مثال آپ ہیں پیدا کئے ہیں، شیعو تمہارا علمی محاسبہ جاری رہے گا۔

میرا حیدری کہاں ہے؟ کے عنوان پر حضرت مفتی سعید ارشد نے ایک دکھ بھری نظم سنا کر حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی کے غم کو تازہ کیا اور یہ سوال عوام کے سامنے رکھا کہ میرا حیدری کہاں ہے؟

حضرت مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی

سرپرست جمعیت علمائے اسلام پاکستان

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کا زہد، انکا تقویٰ، انکی بہادری، انکا علم، انکی عظمت، انکا وقار، یہ سارے اوصاف ایک طرف رکھ دو، علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مجھے پوری دنیا میں کوئی ایک جھلک بھی نہیں دکھا سکتا۔

اس دور اور اس صدی میں ان سے بڑا کوئی خطیب نہیں گذرا، یقیناً وہ اس دور میں مجدد خطابت تھے۔

حضرت مولانا عبدالرؤف ربانی

رہنما جمعیت علمائے اسلام

آج کے اس عظیم الشان اجتماع کو دیکھ کر یہ محسوس ہورہا ہے کہ سپاہ صحابہ کی قیادت نے اپنے کارکنوں میں جو جذبہ بیدار کیا ہے وہ آج بھی موجود ہے۔ یہ ویسے ہی موجود ہے جس طرح مولانا حق نواز جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں موجود تھا۔ میں آپ حضرات سے کہنا چاہتا ہوں کہ آج ملک پاکستان کے تمام سنی عوام کی نظریں آپ حضرات کی پیشانی پر جمی ہوئی ہیں کہ آپ امام اہل سنت حضرت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد کیا کرنے والے ہیں، آپ حضرات اپنا پرچم تھام کر ملک کے چپے چپے میں پھیل جائیں اور مشن جھنگوی کو اتنا عام کردیں کہ گستاخانہ صحابہ کا یہاں رہنا ناممکن ہوجائے۔

شہید ذوالفقار علی جلبانی کے والد اللہ داد جلبانی

مجھے اپنے بیٹے کی شہادت پر فخر ہے، جدائی کا دکھ ضرور ہے مگر میرا بیٹا جس مشن پر قربان ہوا ہے اس پر مجھے اگر اپنے دوسرے بیٹوں کو بھی قربان کرنا پڑا تو دریغ نہیں کروں گا۔

حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی

ایم پی اے پنجاب

علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تمام خوبیاں اپنی جگہ پر لیکن اللہ پاک نے انہیں جو رعب و دبدبہ اور جمال عطا فرمایا اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مکہ مکرمہ

یہ ایک بہت بڑی سازش ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے مفکرین، محققین کو پیچھے کردیا جائے اور نام نہاد علماء کو سامنے لاکر ایک نیا اسلام پیش کردیا جائے، امریکہ اور ایران نے ملی بھگت کے ساتھ اس سازش کو تیار کیا اور اس کو پروان چڑھانے کیلئے پاکستان میں علمائے حق کو شہید کیا جارہا ہے، میں آج سپاہ صحابہ کی قیادت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس عظیم مشن کو اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا اور تمام رکاوٹوں کے باوجود اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

امام اہل سنت علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ کو میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں، آپ یقین کریں کہ حرمین شریفین میں ان کے لئے جتنے طواف کئے گئے اور ان کے لئے جتنی دعائیں کی گئیں آج تک کسی کے لئے نہیں کی گئیں۔

حضرت قاری خلیل احمد بندھانی

شاگرد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ

میں نے علامہ علی شیر حیدری شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسا عظیم انسان نہیں دیکھا، بزرگوں کا ادب واحترام، اپنے اساتذہ کی تعظیم وتوقیر بلکہ اپنے ساتھیوں کے اساتذہ کا بھی احترام اس انداز میں کرتے جیسے وہ اپنے اساتذہ کا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner
CS CamScanner

فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسا مدبر کہاں سے لاؤں؟

تحریر:
حافظ محمد نواز سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور

امیر عزیمت، مجدد العصر علامہ حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ جب شہید ہوئے تو میں چند دن مسجد حق نواز شہید رحمۃ اللہ علیہ سے ملحقہ جماعتی دفتر میں ٹھہرا۔

یہ وہ دن تھے کہ جماعت کا ہر کارکن غم سے نڈھال تھا، ہر طرف دکھ اور غم کے سائے منڈلا رہے تھے، میں جب مسجد حق نواز کے منبر و محراب کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا تو بے ساختہ میرے آنسوؤں کی لڑی لگ جاتی۔ مجھے بظاہر ایسی کوئی شخصیت نظر نہ آتی جو اس مصلے کی وارث بن کر اس کی حرمت کو برقرار رکھ سکتی۔

غم والم کے ان لمحات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو سُنی قوم کے لئے مسیحا بنا کر جھنگ بھیجا جو کہ امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے وقت بنگلہ دیش کے دورہ پر تھے وہ فوری طور پر پاکستان تشریف لائے۔

امیر عزیمت رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے آٹھ دن بعد جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا اور مایوسی کے چھائے بادلوں میں فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جھنگ کے عوام کو حوصلہ بھی دیا اور اپنی فہم و فراست اور تدبر سے کام لیتے ہوئے اس مسند پر ایسی شخصیت کا انتخاب کیا کہ جس نے چند دنوں میں جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ کر دی اور پھر جھنگ کے بچے بچے کی زبان پر یہ نعرہ تھا

قاسمی تیرے روپ میں جھنگوی کی تصویر ہے

جماعت پر جب بھی کڑا وقت آیا تو حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے ان حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور صبر و تحمل، فہم و بصیرت سے اُن مشکلات کے گرداب سے کارکنوں کو نکالا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔

پھر جب مولانا ایثار القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت ہوئی تو جھنگ میں آگ و خون کا رقص تھا، گلی محلوں میں آئے دن لاشے گرتے، تڑپتے اور تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے، مگر قربان جاؤں علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی فراست پر کہ جنہوں نے ایک بار پھر اپنے بلند حوصلے و ہمت سے کارکنوں کو سنبھالا اور اس مصلے پر ایسی شخصیت کا انتخاب کیا کہ جو اپنے ساتھ جھنگ میں امن و آشتی کا ایک نیا دور لایا۔ دنیا جسے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

شیعیت نے جو اہل سنت پر پے در پے حملے کئے تھے اعظم طارق شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اُن تمام حملوں کا بدلہ چکایا اور شیعیت کو وہ ننگی کا ناچ نچایا کہ رافضیت رہتی دنیا تک یاد کرے گی۔

اسی طرح علم کا اک بحرِ کنار، شہید ملت اسلامیہ علامہ علی شیر حیدری رحمۃ اللہ علیہ جیسی علمی شخصیت کا انتخاب بھی حضرت فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا جو ابتداء صوبہ سندھ کے صدر اور علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد ان کے بھی جانشین مقرر ہوئے اور ہر میدان سے دشمنان اصحاب رسول کو ایسا بھگایا کہ پھر سامنے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اب ہمارے درمیان فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ مدبر قائد موجود نہیں ہے جو ایک مرتبہ پھر سُنی قوم کو مایوسیوں کی دلدل سے نکال کر دشمن صحابہ پر مثلِ شاہین جھپٹنے کا حوصلہ عطا کرے۔

وہ لوگ ہم نے اِک شوخی میں کھو دیئے
ڈھونڈا تھا جنہیں آسمان نے خاک چھان کر

قربان جاؤں علامہ فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ پر کہ جن پہ اپنوں اور بیگانوں سب نے طعن و تشنیع کے تیر برسائے، دشمنِ صحابہ نے متعدد حملے کئے، جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا، حکمرانوں نے بارہا پابندِ سلاسل کیا بالآخر حالتِ اسیری میں عدالت کے دروازے پر بم دھماکے میں اپنی جان خالقِ حقیقی کے سپرد کر دی مگر اُن کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی اور ہر مشکل گھڑی میں انہوں نے بلند ہمتی اور حوصلے سے جماعت اور کارکنوں کی ڈھارس بندھائی۔

آج ہمیں فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ جیسے مسیحا کی ضرورت ہے کہ جو اپنے تمام تر مفادات کو مشن پہ قربان کر کے مایوسی کے اِن لمحات کا مداوا کرتے ہوئے امید کی کوئی کرن پیدا کرے مگر شرط یہ ہے کہ ہم خود ان لڑکھڑاتے قدموں کو آگے بڑھائیں، کچھ ہمت کریں اس چمن کی مزید زیبائش کیلئے کچھ تو اہتمام کریں انشاء اللہ قدم بقدم مایوسی کے سائے چھٹتے چلے جائیں گے اور امید کی کرنیں نمودار ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جھنگوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے شاہینو!

تم مایوس کیوں ہوتے ہو؟ تم تو ان صحابہ کے نام لیوا ہو جو اُحد میں اکھڑتے قدم جما لیتے ہیں، تم ان صحابہ کے سپاہی ہو جو بدر و حنین میں ڈٹ جایا کرتے ہیں اور دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیتے ہیں۔ کبھی اس وقت کی سپر پاور کہلانے والی طاقتوں کو دن کے تارے دکھا دیتے ہیں اور کفر کی سلطنتوں کو زیر و زبر کر کے نصف دنیا سے زائد خطے پر دین اسلام کا پھریرا لہرا کر

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ

کا مصداق بن جاتے ہیں۔

سنو!

تم مایوس مت ہونا! انشاء اللہ شہداء کا مقدس خون ضرور رنگ لائے گا اور رب لم یزل اک ایسا مسیحا ضرور پیدا فرمائیں گے جو کفر کی صفیں ادھیڑ پھینکے گا۔ صحابہ دشمنوں کی جڑیں کاٹ ڈالے گا، کائنات کا ذرہ ذرہ اور آنے والی نسلوں کا بچہ بچہ یہ پکار اٹھے گا۔

''صحابہ کا دشمن کل بھی کافر تھا، آج بھی کافر ہے، قیامت کی صبح تک کافر رہے گا۔''

آج وہ دار پہ کھینچے گئے جن باتوں پر
کیا عجب کل وہ زمانے کو نصابوں میں ملیں

سُنی جوانوں! اٹھو اور صحابہ کے دشمن کو، وقت کے حکمرانوں کو یہ پیغام سناتے ہوئے آگے بڑھو کہ

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی مگر بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی برسر میدان مگر جھکی تو نہیں

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

CS CamScanner

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کارِ نبوت

تحریر: حافظ محمد اقبال سحر

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کارِ نبوت چلانے کی صلاحیت کس قدر موجود تھی؟ اس بات کا اندازہ لگانے کیلئے مندرجہ ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ

یعنی "اللہ ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) سے راضی ہوا اور وہ (صحابہ رضی اللہ عنہم) اللہ سے راضی ہوئے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا سرٹیفکیٹ یعنی "رضی اللہ عنہم" کا تمغہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے مقدس نفوس کو عطا فرمایا اور "ورضوعنہ" کہہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قلبی ونفسی کیفیت ظاہر فرمادی اور دنیا پہ یہ حقیقت واضح کردی کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ سے خوش اور راضی ہیں۔

جناب نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کیلئے "رضی اللہ عنہم" کا گولڈ میڈل نہ صرف ایک تاریخی دستاویز ہے بلکہ ان کی حفاظت کی ضمانت بھی ہے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم رسول کی عظمت، تقدس اور برگزیدگی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوسکتی ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ کا فرمان:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ما من نبی بعثۃ اللہ فی امۃ قبلی الا کان لہ فی امۃ حواریون واصحاب یاخذون بسنۃ ویقتدون بامرہ

یعنی "اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی مجھ سے قبل مبعوث فرمائے ان سب کی امت میں اس کے مددگار اور اصحاب تھے جو نبی کی سنت حاصل کرتے تھے اور اس کے حکم کی اقتداء کرتے تھے۔"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر ومنزلت اور اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اولٰئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامت ابرھا قلوبا اعمقھا علما واقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبتہ نبیہ والاقامۃ دینہ

یعنی "یہ لوگ محمد ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جو دل کی نیکی، علم کی گہرائی اور تکلف کی کمی میں اس امت کے افضل ترین لوگوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کو قائم کرنے کیلئے منتخب فرمایا ہے۔"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث)

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر ومنزلت اور اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اولٰئک اصحاب محمد ﷺ کانوا افضل ھذہ الامت ابرھا قلوبا اعمقھا علما و اقلھا تکلفا اختارھم اللہ لصحبتہ نبیہ والاقامۃ دینہ

یعنی "یہ لوگ محمد ﷺ کے اصحاب ہیں جو دل کی نیکی علم کی گہرائی اور تکلف کی کمی میں اس امت کے افضل ترین لوگوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کو قائم کرنے کیلئے منتخب فرمایا ہے۔"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ فصل ثالث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اکثر اقوال زبان رسالت سے سنے ہوئے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی برکت سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ نزولِ قرآن کے احوال اور شریعت کے اسرار کا براہ راست مشاہدہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ:

فانہ جعل حجۃ الاحتمال السماع وزیادۃ الاصابۃ فی الرای ببرکۃ صحبۃ النبی ﷺ

یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال حجت ہیں، ممکن ہے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو اور صحبت کی برکت سے ان کی اصابت رائے کی زیادتی میں تو کوئی شبہ نہیں ہے۔

(توضیح تلویح فصل فی تقلید الصحابی)

صحابی رسول ﷺ کا قول غیر صحابی کیلئے سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام کہتے ہیں:

قول الصحابی فیما لا یمکن فیہ الرا یلحق باالسنۃ لغیرہ

یعنی "جس میں رائے کی گنجائش نہ ہو اس میں صحابی کا قول غیر صحابی کیلئے سنت کے حکم میں ہوگا۔"

(توضیح تلویح جلد ۲ فصل فی تقلید الصحابی)

اور وہ بات جس پر سیدین شیخین یعنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اتفاق ہو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ہے کہ:

کل ما ثبت فیہ اتفاق الشیخین یجب الاقتداء بہ

یعنی "ہر وہ بات جس میں شیخین (سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کا اتفاق ہو اس کی اقتداء واجب ہے۔" (توضیح تلویح)

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد توسیعی پروگرام

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمارت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ جس طرح توسیعی پروگرام کو وسعت دی اور ایجابی ذہن کے ساتھ آگے بڑھے تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ جسدِ اطہر سے روح مبارک پرواز ہونے کے بعد ہی مسجد نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک تاریخی آزمائش سے

دوچار ہونا پڑا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول دفورِ محبت میں کسی طرح یہ ماننے کو تیار نہ تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے بلکہ قسم کھا کر یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا ہے۔

ایسی صورت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک طرف عشق ومحبت کے تقاضے میں کمی نہ آنے دی ...... حجرۂ مبارک میں داخل ہوئے ...... رخِ زیبا سے چادر اٹھائی ...... بوسہ دیا اور رو کر فرمایا:

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت دونوں میں پاکیزہ رہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو موتیں ہرگز نہ دے گا جو موت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مقدر تھی وہ آ گئی۔''

(بخاری باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

اور دوسری طرف مسجد میں تشریف لائے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو سمجھایا اور ان کی ''ماموریت'' کو اس طرح واضح کیا کہ لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں۔

فتنۂ ارتداد کا مقابلہ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس عزم وہمت اور ایجابی ذہن کے ساتھ فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کیا تھا وہ بھی تاریخ اسلام کا روشن باب اور تابناک پہلو ہے۔ اگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محض ظاہری چیزوں سے متاثر ہوجاتے یا سلبی ذہن کے ساتھ میدان میں اترتے تو اندیشہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلائی ہوئی شمع ہمیشہ کیلئے گل ہوجاتی لیکن آپ رضی اللہ عنہ بعض معاملات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی عظیم المرتبت ہستی کے اصرار کے باوجود ''اقدام'' سے رکنے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ اسی طرح بعض دوسرے معاملات میں مطالبہ کے باوجود کسی ''اقدام'' کیلئے تیار نہ ہوئے۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے اور سزا دینے کا مطالبہ کس قدر شدت اختیار کرگیا تھا؟ لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حالات کو سمجھتے ہوئے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول نہیں کیا بلکہ فرمایا:

''اس وقت مسلمانوں کو خالد کی تلوار کی ضرورت ہے۔''

CamScanner

عالمی تبلیغی جماعت کے بانی

حضرت محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

خاندان، پیدائش، بچپن، حالات زندگی

ترتیب: میاں عبدالعزیز سمندری

تقریباً ۸۰ سال پہلے کی بات ہے دہلی کے باہر حضرت نظام الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد کے قریب چونسٹھ کھنبے کے نام سے جو تاریخی عمارت ہے اس کے سرخ پھاٹک پر ایک عمارت میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے جن کا نام مولانا محمد اسماعیل تھا آپ کا قدیم وطن جھنجھانہ تھا لیکن پہلی بیوی کی وفات کے بعد آپ نے مفتی الٰہی بخش کاندھلویؒ کے خاندان میں عقد ثانی کر لیا تھا جس کی وجہ سے کاندھلہ برابر آمدورفت رہتی تھی۔ جھنجھانہ اور کاندھلہ کا یہ خاندان صدیقی شیوخ کا معتبر گھرانہ تھا جس میں علم اور دینداری پشت ہا پشت سے چلی آ رہی تھی اور ان کو اطراف میں خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا، مولانا اسماعیلؒ پھاٹک کے قریب ایک مسجد جس کا نام بنگلہ والی مشہور تھا قیام پذیر تھے۔ مولانا نے اپنی زندگی، عزت و گمنامی میں گزاری ذکر و عبادت، آئے گئے مسافروں کی خدمت اور قرآن مجید و دین کی تعلیم شب و روز کا مشغلہ تھا خدمت و تواضع کا یہ عالم تھا کہ جو مزدور بوجھ لادے ہوئے ادھر آ نکلتے ان کا بوجھ اتارتے اپنے ہاتھ سے ڈور کھینچ کر کنویں سے پانی پلاتے پھر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے کہ اے اللہ تو نے مجھے اپنے ان بندوں کی خدمت کی توفیق دی میں اس قابل نہ تھا عام اجتماع اور ہجوم کے زمانہ میں پانی اور لوٹوں کا خاص اہتمام کرتے اور رضا الٰہی اور قربت خداوندی کا ذریعہ سمجھ کو خلق خدا کی راحت رسانی اور خدمت میں مشغول رہتے۔ بکریاں چرانے کی تمنا کرتے اور قرآن مجید کی تلاوت سے خاص شغف تھا۔ طبیعت اتنی صلح کن تھی کہ کسی کو آپ سے کوئی شکایت نہ تھی میوات سے تعلق آپ کی حیات سے شروع ہوا۔ اکثر آتے جاتے مزدوروں کو بنگلہ والی مسجد میں رکھ لیتے اور یومیہ مزدوری دے کر ان کو پڑھنے سیکھنے میں مشغول رکھتے اس طرح مدرسے کی ابتداء ہوئی اور یہی مزدور بانی طالب علم ٹھہرے۔ اس کے بعد کئی میواتی طالب علم مسلسل مدرسہ میں رہتے اور ان کا کھانا مرزا الٰہی بخش مرحوم کے گھر سے آتا۔ مولانا نے ۲۶ فروری ۱۹۹۸ء میں رحلت فرمائی جنازے میں مختلف جماعتوں کے لوگوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مولانا محمد اسماعیلؒ کی پہلی بیوی سے مولانا محمد اپنے والد کے جانشین ٹھہرے جبکہ پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری بیوی جو مولانا مظفر حسین کی نواسی تھی دو صاحبزادے مولانا محمد یحیٰ اور مولانا محمد الیاس پیدا ہوئے۔ مولانا محمد الیاسؒ کا بچپن اپنے ننھیال کاندھلہ اور اپنے والد مرحوم کے پاس نظام الدین میں گزرا۔ اس وقت کاندھلہ کا یہ خاندان دینداری کا گہوارہ تھا مرد تو مرد عورتوں کی دینداری، عبادت گزاری، شب بیداری اور ذکر و تلاوت کے قصے اور ان کے معمولات اس زمانہ کے پست ہمتوں کے تصور سے بلند ہیں۔ مولانا محمد الیاسؒ کو مدینہ منورہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر اعتکاف کی حالت میں خواب میں حضورؐ کی بشارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے الیاس ہندوستان واپس جا جہاں پر خدا تم سے کام لے گا اس کے بعد آپ حجاز مقدس سے ہندوستان واپس تشریف لے آئے اور آ کر آپ نے یہاں خوب نمازیں پڑھیں اور مراقبہ کیا کہ یا اللہ کیا کام ہے اور میں کیا کام کروں گا؟ تو پھر اللہ نے مولانا الیاسؒ کو بذریعہ خواب یہ طریقہ تبلیغ سکھلایا کہ اے الیاس اس طریقہ پر تم تبلیغ کرو۔ انشاء اللہ اس طریقہ پر خدا تمہیں کامیابی سے ہمکنار کرے گا اور اس طریقہ سے پوری دنیا کی اصلاح ہو گی آپؒ نے دیکھا کہ ایک گاؤں میں آپ گئے اور آپ نے ان سے اللہ کے راستے میں نکلنے کیلئے اوقات مانگے اور پھر ان کی ایک جماعت بنائی ان میں سے ایک کو امیر بنا دیا اس میں آپ نے ایک معلم اور ایک قاری بھی شامل کیا اور انہیں آپ نے مسجد سے دُعا کر کے نکالا اور انہیں کسی گاؤں کی جانب روانہ کر دیا یہ پورا طریقہ آپؒ نے خواب میں دیکھا۔ آپؒ خواب دیکھتے ہی سب سے پہلے دہلی تشریف لائے اور وہاں سے آپؒ نے دو چار آدمی لئے اور سیدھے میوات گئے اور سب سے پہلی جماعت کے خود امیر بنے جو کہ تقریباً دس آدمیوں پر مشتمل تھی جس میں ایک قاری بھی تھا اب سارے راستے مولانا اپنے ساتھیوں کو آداب مسجد بتلاتے ہوئے اور کلمہ ایمان کی باتیں سکھلاتے ہوئے اور چوبیس گھنٹے کی ایمانی اسلامی زندگی سمجھاتے ہوئے مسجد میں لے گئے جہاں آپؒ نے گشت کا عمل کروایا اور بے نمازیوں کو بڑی خوشامد اور بڑی منت سماجت کے ساتھ یہاں تک کہ پگڑیاں ان کے پاؤں میں رکھ کر مسجد میں بلوایا اور اس طرح آپؒ نے بڑی تیزی سے کام شروع کیا۔ اتنی تیزی سے کہ آپؒ نے چند سالوں میں دیکھ لیا کہ وہاں جہاں تین سال بعد جب بچہ حافظ ہو کر نکلا تو دینی ماحول نہ ہونے کی وجہ سے داڑھی مونچھ صاف اور یہاں پر داڑھی منڈھا جب اللہ کے راستے میں گیا تو چند دنوں میں اس نے داڑھی رکھ لی بعد ازاں آپ نے یہ کام دوسرے

> مسافروں اور مزدوروں کو اپنے ہاتھ سے ڈور کھینچ کر کنویں سے پانی پلاتے پھر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرتے کہ اے اللہ تو نے مجھے اپنے ان بندوں کی خدمت کی توفیق دی میں اس قابل نہ تھا۔

> اکثر آتے جاتے مزدوروں کو یومیہ مزدوری پر مسجد میں صبح سے شام تک رکھ لیتے اور انھیں پڑھنے اور سیکھنے میں مشغول رکھتے۔ یہی مزدور مدرسہ کے ابتدائی طالب علم بن گئے۔

علاقوں اور قوموں کے اندر پھیلانا شروع کر دیا تاکہ یہ صرف میوات قوم تک محدود نہ رہے آپ نے سوچا کہ جس کام کو میں نے شروع کیا ہے آیا وہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے کہ نہیں اس کیلئے آپ نے پورے قرآن کا مطالعہ کیا تمام کتب تفسیروں اور احادیث کو ملاحظہ کیا اور پھر یہ عمل دلی، پانی پت، آگرہ، میوات وغیرہ اور گردونواح کے تمام شہروں میں پھیل گیا اتنے میں آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ مبارک کام تو اصل میں عربوں کا ہے لہٰذا آپ نے تیس علماء کی جماعت بنائی اور

ان قوتوں کو غلط کاموں میں صرف کیا تو دنیا و آخرت دونوں میں ناکامی کا سامنا ہوگا پس یہ دنیا حق و باطل صحیح و غلط اور جائز و ناجائز کے باہمی ٹکراؤ کا میدان ہے انسان کی بہتری و برتری اس بات میں پنہاں ہے کہ وہ اس دنیا میں اپنا صحیح مقام پہچانے اور اس میدان کا راز میں خدا کی دی ہوئی قوتوں سے صحیح کام لے اور اپنے مالک و خالق حقیقی کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے۔ پاکستان کی تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع جو کہ حج بیت اللہ کے بعد دنیا میں مسلمانوں کا دوسرا سب سے بڑا

اپنے محلہ میں جا کر گھر گھر ان امور کی تبلیغ کریں۔ ہر مہینے میں تین دن اپنے قریب وجوار کی بستیوں میں تبلیغ کیلئے نکلیں اور سال میں چالیس دن کا ایک چلہ دور دراز کے علاقوں کیلئے لگائیں۔ آپ نے یہ طریقہ تجویز فرمایا کہ کم از کم دس آدمیوں کی جماعت تبلیغ کیلئے نکلے ان میں سے ایک شخص کو امیر بنا لیا جائے یہ سب لوگ تبلیغ کیلئے نکلنے سے پہلے مسجد میں جمع ہو کر دو رکعت نفل ادا کریں اور اپنے رب سے تاثیر و نصرت طلب کریں۔ ہر شخص اپنا خرچ خود برداشت کرے۔ تبلیغ کیلئے انتہائی

اس وقت ماحول یہ تھا کہ تین سال قرآن حفظ کر کے بچہ نکلتا تو داڑھی مونچھ صاف جبکہ اللہ کے راستے میں چند دن لگا کر داڑھی رکھنے لگا۔

اس کو لے کر حجاز مقدس گئے وہاں آپ نے خطاب کے دوران کہا کہ مسلمانوں کے پستی میں پڑ جانے کی وجہ ان کے اندر یقین اور ایمان کی کمزوری ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ دنیا میں خلیفۃ اللہ بنا کر بھیجا گیا ہے اس کارگاہ حیات میں قدرت نے اس سے بڑے بڑے کام لینے ہیں اس لئے اس کو حیوانوں کی طرح اپنی

مسلمانوں میں زوال کی اصل وجہ ان کے اندر ایمان کی کمزوری ہے۔

ضروریات کو حاصل کرنے کیلئے یہ تمیز ہی نہیں دی گئی بلکہ اس کے قلب میں وہ علوم، معارف ودیعت کئے ہیں کہ انسان خدا کی مرضی کے مطابق ان سے کام لیا کرے تو وہ انسانیت کی بلند و بالا مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اپنے کھوئے ہوئے وقار اور شرافت کو پا سکتا ہے اور کائنات ہستی کی تسخیر کر سکتا ہے اگر وہ نفس و شیطان کا تابع و غلام نہ بنے اور خداداد قابلیت سے اپنے رب کی مرضی و منشاء کے مطابق کام لیا کرے تو قعر مذلت میں مبتلا نہ ہوگا۔ انسان کو دنیا میں بے کار نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کو ایک اعلیٰ اور بلند و بالا مقصد کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ دنیا اس کیلئے ایک امتحان گاہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و بشر، نیکی اور بدی کی دونوں قسم کی قوتیں دے کر اس امتحان گاہ میں پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس انسان کو آزمائیں کہ کیا وہ ان قوتوں کا صحیح استعمال کر سکتا ہے یا غلط؟ پس جو انسان ان قوتوں کو جائز اور اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر بروئے کار لاتا ہے تو اس نے اپنا جوہر حیات پالیا اور اسے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل ہوگئی اور اگر

اسلامی اجتماع ہے رائے ونڈ مرکز کے قریب وسیع و عریض میدان میں انتہائی سادگی اور للّٰہیت سے بھرپور فضا میں بڑی باقاعدگی سے اور حیرت انگیز نظم و ضبط کے ساتھ منعقد ہوتا ہے جس میں پاکستان کے علاوہ دنیا بھر کے سینکڑوں ممالک کے تبلیغی وفود بھی بھاری تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس منفرد اور بے مثال اجتماع کی کشش پاکستان کے طول و عرض سے بھی لاکھوں توحید پرستوں کو کشاں کشاں کھینچ لاتی ہے اس تین روزہ اجتماع کے دوران یہ مختصر سا قصبہ ایک بہت بڑے شہر کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ تبلیغی تحریک کی وجہ سے اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے۔ یورپ، امریکہ اور مشرق بعید اور دنیا بھر کے دیگر ممالک کو اس مرکز سے تبلیغی وفود آخری روز بعد از دعا تشکیل کے بعد روانہ کئے جاتے ہیں ہر وفد ایک امیر کی قیادت میں ان ممالک میں تبلیغ اور اشاعت دین کا کام انجام

موجودہ طریقہ تبلیغ مولانا محمد الیاسؒ نے خواب میں دیکھ کر اس پر عمل شروع کیا۔

دیتا ہے اور وہاں کے عوام الناس کے سامنے عملی نمونے پیش کر کے ایک مثالی اسلامی معاشرے کے خدوخال سے انہیں متعارف کرانے کی کوشش کرتا ہے مولانا محمد الیاس کی پرخلوص قربانیوں سے آج دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا کام جاری وساری ہے آپ نے ابتدائی طور پر چھ نکاتی پروگرام امت کے سامنے پیش کیا۔ جن میں کلمہ، نماز، علم و ذکر، تصحیح نیت اکرام مسلم اور دعوت تبلیغ سر فہرست ہیں جو لوگ اس پروگرام کو اپنا لیں تبلیغی جماعت نے ان پر لازم ٹھہرایا کہ وہ ہفتہ میں چند گھنٹے نکال کر

عاجزی بلکہ خوشامند کا انداز اختیار کیا جائے۔ دنیا کا شاید ہی کوئی خطہ ہو کہ جہاں اس کی تگ و تاز کے اثرات نہ ہوں لطف یہ ہے کہ اس جماعت کیلئے نہ کوئی ممبری ہے نہ چندہ نہ پبلسٹی ہے اور نہ پروپیگنڈہ۔ نہ ان کے جماعتی عہدے ہیں کہ لڑائی پڑے اس سے وابستہ کروڑوں بندگان خدا صحراؤں میں پھول کھلانے اور مردہ دلوں کو ایمان کی زندگی بخشنے میں مصروف ہیں۔ تبلیغی جماعت نے نوجوانوں بالخصوص طلباء پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ یونیورسٹی، کالجوں اور دیگر تعلیمی اداروں کے طلباء نورانی داڑھیوں اور تسبیح کے ساتھ عجیب بہار دے رہے ہوتے ہیں اور وہ بظاہر کسی دینی مدرسہ کے طلباء سے مختلف نظر نہیں آتے تبلیغی جماعت کا یہ کارنامہ نسل نو پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اس طبقہ میں دین کی آبیاری کی ہے جہاں سے الحاد کو برگ و بار ملنے تھے یہ انقلاب بلاشبہ ملت اسلامیہ کیلئے نوید جان فزاء ہے تبلیغی جماعت کے احباب کو اندرون ملک اور بیرون ممالک میں دوران تبلیغ اکثر و بیشتر ایسے واقعات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلاشبہ یہ جماعت خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے فروغ کیلئے صحابہ کرام کے نقش قدم پر روبہ عمل ہے تبلیغی جماعت نے جہاں مسلمانوں کی زندگیوں میں عظیم

یہ دنیا حق و باطل، صحیح و غلط، جائز و ناجائز کے باہمی ٹکراؤ کا میدان ہے۔

انقلاب برپا کر دیا ہے وہاں انہوں نے اب تک لاکھوں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا ہے اجتماع کا آخری

CamScanner

روز اجتماعی دعا کیلئے مخصوص ہوتا ہے جس میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں اس اجتماعی دعا کا منظر اتنا اثر آفرین اور رقت آمیز ہوتا ہے کہ بیک وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لاکھوں انسان اپنی تمام تر دنیاوی مصروفیات اور گوناگوں مفادات کو بالائے طاق رکھ کر بلا حیثیت، مرتبہ، بے بس و مجبور، سوالیوں کی طرح جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انتہائی آہ زاری کے ساتھ اپنے معبود حقیقی سے اس کا بے پایاں فضل و کرم طلب کرتے ہیں۔ آنسوؤں کی برسات اور سسکیوں کے جلترنگ کے ساتھ شدت جذبات شامل ہو کر قلوب کی گہرائیوں سے تڑپ تڑپ کر نکلنے والی دعائیں ایک سماں پیدا کر دیتی ہیں۔

> اجتماع کا آخری روز اجتماعی دعا کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔ جس میں لاکھوں لوگ بے بس و مجبور سوالیوں کی طرح جھولیاں پھیلا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور انتہائی آہ و زاری کے ساتھ اپنے مالک حقیقی سے فضل و کرم طلب کرتے ہیں۔

درحقیقت لاکھوں افراد پر مشتمل یہ محفل دعا پورے اجتماع کی روح ہوتی ہے۔ تبلیغی جماعت کا پورا نظام فکر و عمل اور اس کی سعی و کاوش کے تمام دائرے سمٹ سمٹا کر اس محفل دعا پر مرکوز ہو جاتے ہیں جس کے بعد یہ جماعت نئے عزم اور حوصلے کے ساتھ سیل رواں کی طرح دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی ہے اور اللہ کی رحمتوں کو تقسیم کرنے کے کام میں منہمک ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ قرآن وسنت کی روح سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دینی فریضہ ہر مسلمان کا جز و ایمان ہے کیوں کہ ملت اسلامیہ کی زندگی اور بقاء کا انحصار اسی پر ہے۔ جب تک مسلمان خلوص نیت سے اس بنیادی فرض سے عہدہ برا ہوتے رہتے ہیں اسلام کا آب حیات پوری ملت کو سیراب کرتا رہتا ہے اور مسلمان ایک ناقابل تسخیر قوت بن کر دنیا میں تاریخ کے نئے ابواب رقم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اس فرض سے غافل ہوتے ہی اسلامی معاشرے ہمہ گیر انحطاط و زوال کا شکار ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی زوال ملی زندگی کے تمام شعبوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر تاریخ کے عبرت ناک واقعات میں اضافے کا باعث بن جاتا ہے کیونکہ اسلامی اخلاق ہی مسلم معاشرے کی اولین ترجیح ہوتا ہے۔ ہماری غفلت اور بے حسی اس بنیاد کو منہدم کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ عام انسان میں یہ خیال واضح ہو جاتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بنیادی فرض انجام دینا ایک ایسے مخصوص طبقے کا کام ہے جو مساجد کی چار دیواریوں کے اندر بیٹھ کر اسے انجام دے سکتا ہے عام مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی حالانکہ قرآن وسنت کے لحاظ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔ یہ درست ہے کہ اکثر علماء اکرام اور اسلام کا درد رکھنے والے مخلص اصحاب نجی طور پر یہ کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہیں مگر اسی محدود انفرادی کوشش سے وہ نتائج مرتب نہیں ہو سکتے جو دین کو زندہ رکھنے اور اس کی تبلیغ واشاعت کے ہمہ گیر تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے زوال امت کی بنیادی خرابی کو محسوس کرتے ہوئے تن تنہا دلی کی بستی نظام الدین اولیاء سے ایک نئے پروگرام کے تحت اور نئے انداز میں تبلیغ کا کام شروع کیا اور اس کیلئے ایک جماعتی نظام وضع کیا جسے بعد میں مولانا محمد یوسف کاندھلوی نے دنیا بھر میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اگرچہ حالات کے پیش نظر یہ بہت ہمت شکن اور صبر آزما کام تھا مگر وہ انتہائی جرأت واستقلال کے ساتھ اپنا کام کرتے رہے اللہ نے ان کے جذبے اور بے لوث، خلوص ایمانی کی بدولت بتدریج اس تحریک کو شاندار کامیابی سے ہمکنار کیا اور آہستہ آہستہ مسلمان آبادی کے ہر طبقے میں یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ اشاعت دین ہر مسلمان کا دینی فرض ہے۔ جسے جماعتی حیثیت سے جاری رکھنا اشد ضروری ہے۔ دنیا کی عام جماعتوں کی طرح کسی بھی قسم کا کوئی تحریری اور رسمی ریکارڈ اور تنظیمی دستاویز وغیرہ نہ ہونے کے باوجود یہ جماعت برصغیر پاک و ہند کے طول وعرض میں پھیل گئی اور اس کے بے لوث کارکنوں نے اپنے ذاتی مصارف سے اپنی اہم ترین مصروفیات کو قربان کر کے صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی اور اسلام کی سربلندی کیلئے شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ ایمان وعرفان کے چراغ روشن کئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اب رائے ونڈ میں ہونے والے اس عظیم الشان تبلیغی اجتماع میں خواتین کی جماعتیں بھی بڑی تعداد میں شرکت کرتی ہیں عورت کے متعلق تبلیغی علماء کہتے ہیں اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں کو جوڑوں کی شکل میں پیدا فرمایا ہے مرد اور عورت انسانی گاڑی کے دو پہیے ہیں اور انسانی زندگی عورت کے بغیر نہیں چل سکتی۔ چونکہ انسان کی اولین درسگاہ ماں کی گود ہے اور بچہ سب سے پہلے ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے لہٰذا اگر ماں پاکباز اور تقویٰ والی ہو اور اسلامی احکامات سے واقف ہو تو بچہ بھی ان اوصاف حمیدہ کا مالک بن سکتا ہے اور اگر ماں جاہل اور ناواقف ہو تو اس کا بچہ بھی بچپن ہی سے غلط کاموں کا عادی بن سکتا ہے۔ اس لئے عورت کا دیندار ہونا بھی ضروری ہے۔ تبلیغی جماعت والوں کا منشور ہے کہ عورتیں بھی محلہ سطح پر تبلیغ کے کام کو دیگر کاموں کی طرح تسلسل سے انجام دیں بعض لوگوں کا یہ مطمع نظر ہے کہ تبلیغی جماعت والے جہاد نہیں کرتے اور موجودہ حالات میں تو یہ سوال بار بار سننے میں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں اکابرین فرماتے ہیں کہ جہاد کوئی کھیل نہیں جان دینے کا کام ہے اور جان دینے کیلئے جذبہ ایمانی کا پیدا ہونا ضروری ہے اس کے بغیر تو یہ اجر عظیم برباد ہو کر رہ جائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اپنے عمل سے جذبہ ایمانی پیدا کر رہے ہیں آگے جہادی تنظیموں کا کام ہے کہ وہ مٹی میں ہیرا پرکھیں اور لے جائیں۔ تبلیغی جماعت والے دیگر جہادوں کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں جیسے جہاد بالسیف، جہاد بالعلم، جہاد بالمال اور جہاد بالنفس وغیرہ تبلیغ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرنا، اپنا وقت نکال کر گھروں سے نکلنا بھی یقیناً جہاد ہے۔ اس دفعہ عالمی تبلیغی اجتماع ۵ نومبر بروز جمعرات بعد نماز مغرب پہلے بیان سے شروع ہوا۔ پنڈال میں تقریباً ۲۱ لاکھ افراد کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اتنے زبردست جم غفیر کے معمولات کو سنبھالنے کیلئے تبلیغی جماعت کے ہزاروں خادمین نے اپنی اپنی جگہ ڈیوٹی بڑے احسن انداز میں انجام دی۔

> جہاد کوئی کھیل نہیں بلکہ جان دینے کا کام ہے اور جان دینے کے لئے جذبہ ایمانی کا پیدا ہونا ضروری ہے تبلیغی جماعت والے جذبہ ایمانی پیدا کرتے ہیں آگے جہادی تنظیموں کا کام ہے کہ وہ ہیروں کو تلاش کریں اور لے جائیں۔

☆☆☆

فاروق اعظمؓ مرحبا

اے رفیق مجتبیٰ فاروق اعظمؓ مرحبا
صاحب خیر الوریٰ فاروق اعظمؓ مرحبا

تیری دامادی میں آئے تھے آفریں صد آفریں
تاجدار انبیاء فاروق اعظمؓ مرحبا

تو مراد مصطفیٰ فاروق اعظمؓ مرحبا
ہے اشداء علی الکفار یہ تیرا مقام مرحبا

ہے یہ فرمان خدا فاروق اعظمؓ مرحبا
آپ کی غیرت پہ نازاں شان ختم المرسلینؐ

مرحبا مرحبا فاروق اعظمؓ مرحبا
تیری رائے کے مطابق آیتیں نازل ہوئیں

یہ تجھے رتبہ ملا فاروق اعظمؓ مرحبا
گلشن اسلام رنگین تیری آمد سے ہوا

پیکر صدق و وفا فاروق اعظمؓ مرحبا
چار سو اسلام کا چرچا امیر المومنین

عہد میں تیرے ہو فاروق اعظمؓ مرحبا
اور میرے گر نبی ہوتا تو ہوتا یہ عمرؓ

ہے حدیث دلربا فاروق اعظمؓ مرحبا
تیری ہیبت سے جہاں شرک پر لرزہ رہا

آفریں یہ دبدبہ فاروق اعظمؓ مرحبا
ہدیہ ء ترحیب فانی تحفہ عشق وخلوص

توشہء عقبیٰ مرا فاروق اعظمؓ مرحبا
مرحبا یا مرحبا فاروق اعظمؓ مرحبا

﴿شاعر: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک﴾

CS CamScanner

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کو گرفتار کر لیا گیا

رپورٹ: ارشاد حیدری پشاور

یہ 20 اکتوبر منگل کی بات ہے ایک شخص چینی لینے کی غرض سے بازار چڑیاں سے یکہ توت آیا ابھی چینی کی گاڑی میں دیر تھی تو اُس نے سوچا کہ اس علاقے میں ایک زیارت ہے جسے حضرت جی بابا کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے وہاں جا کر کچھ تلاوت کر لیتا ہوں جیسے ہی وہ زیارت میں جا کر تلاوت کرنے لگا تو پاس کھڑا ایک آدمی جو بعد میں معلوم ہوا کہ اسی محلّے سے تعلق رکھتا تھا سیدنا امیر معاویہؓ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہہ رہا ہے تلاوت کرنے والے اس شخص کا نام قیصر ہے جو بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا ہے اُس نے اِس گستاخ صحابہ کو کہا کہ بھئی یہ آپ کیا کہہ رہے جس پر وہ طیش میں آ کر مزید بکواس بکنے لگا حتیٰ کہ بات لڑائی تک پہنچی اور لڑائی میں قیصر کو مارا بھی گیا اور اُس کی پگڑی بھی گرائی گئی اس دوران کسی نے باہر روڈ پر کھڑے سپاہ صحابہؓ پشاور ڈویژن کے صدر حاجی طارق حیدری کو اطلاع دی کہ نیچے زیارت میں لڑائی ہو رہی آپ خلاصی کیلئے فوری آ جائیں حاجی صاحب کے وہاں پہنچنے پر بعض لوگوں نے بتایا کہ اس شخص نے صحابہؓ کی گستاخی کی ہے حاجی صاحب نے جب ملعون داؤد کو مخاطب کر کے کہا کہ ہاں بھئی کیا تو نے واقعی صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کی ہے تو وہ بھرے مجمع میں برملا کہنے لگا کہ ہاں کی ہے اسی اثناء میں پولیس پہنچ گئی اور ملعون داؤد اور قیصر دونوں کو تھانے لے گئی۔ بھائی بابو معاویہ اور قاری صالح شاہ فاروقی نے ساتھیوں کو مطلع کیا تھا جیسے ہی اُنہیں تھانے پہنچایا گیا تو تھانے کے باہر کارکنوں کا جمِ غفیر بن گیا اسی دوران شہزادہ اہلسنت محمد ابراہیم قاسمی، حاجی سعید الرحمٰن صافی، مولانا منظور شاہ، بابو معاویہ، قاری صالح شاہ فاروقی، بھائی عبدالرحمٰن، شاہ فیصل بھائی، اسحاق حیدری، اسماعیل حیدری اور سینکڑوں کارکن پہنچ گئے۔ قائدین نے تھانہ کے SHO کے ساتھ مذاکرات کیے۔ SHO صاحب نے نہایت ایمانداری اور غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ صرف آپ کا مجرم نہیں بلکہ ہمارا بھی مجرم ہے اور صحابہ کرامؓ اور امہات المومنین ہمارے ایمان کا حصہ ہیں اور انشاء اللہ اس کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی اور قائدین کی تسلی کے لیے SHO نے کہا کہ FIR درج کروا کر آپ کو اسی وقت نقل دی جائے گی لہٰذا توہین صحابہؓ و اہل بیت 295 اور 298 کا پرچہ کاٹ دیا گیا جس پر کارکنوں کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ وہاں سے FIR کی کاپی لے کر سارے کارکن اور قائدین اُس مزار پر چلے گئے۔ حاجی طارق حیدری نے کہا کہ آج کے بعد اس مزار میں صحابہ کے گستاخوں کا داخلہ بند ہوگا یہ سنیوں کا مزار ہے اور اس کے رکھوالے صرف سنی ہی ہونگے مزار میں معلوم ہوا کہ ایک شخص جو کہ گذشتہ تیرہ برسوں سے اس زیارت کا خادم رہا تھا اُس کو بھی اس ملعون داؤد نے تنگ کر کے نکالا تھا جب اُس کو معلوم ہوا کہ صحابہؓ کے دیوانے اور پروانے اور حق کے پرستار آئے ہیں تو وہ اپنی ڈیوٹی پر مامور ہوئے اسی دوران میڈیا کے لوگ بھی آ گئے اور وہاں لوگوں کے تاثرات ریکارڈ کروائے پھر مزار کے باہر سپاہ صحابہؓ کے جیالوں نے احتجاج کیا کہ صحابہؓ کے گستاخ کو پھانسی دی جائے باہر زندہ ہے جھنگوی کے نعرے لگ رہے تھے اور اندر مزار میں پینٹر یا اللہ مدد اور شان صحابہؓ کی خطاطی میں مصروف تھے بہر حال اُس کے بعد اعلان ہوا کہ کل صبح ملعون داؤد کی عدالت میں پیشی کے دوران سب ساتھی وہاں پہنچ جائیں۔ صبح عدالت نے فوری طور پر جیل بھجوانے کے احکامات صادر کیے اور واقعی گستاخ صحابہؓ کیلئے جیل ہی بہتر جگہ ہے۔ اِس واقعہ سے دو روز قبل روزنامہ مشرق پشاور میں بلال غوری کے نام کے ایک صحافی نے موجودہ دھماکوں اور واقعات کا ذمہ دار سپاہ صحابہ کو ٹھہرایا تھا جس پر غلامان صحابہ ضلع پشاور کے جنرل سیکرٹری قاری صالح شاہ فاروقی نے صدر سپاہ صحابہؓ ضلع پشاور مولانا محمد اسماعیل درویش کے حکم پر جوابی کالم لکھا جس پر ہمارا کالم بھی لگ گیا الحمد للہ پشاور کے ساتھیوں نے غلامان صحابہؓ کا حق ادا کرتے ہوئے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں صحابہ کرامؓ کی عزت و عظمت کا دفاع کرتے رہیں گے اور انشاء اللہ ہر جگہ پر صحابہؓ کا ہی بول بالا ہوگا۔

☆☆ ○ ...... ○ ☆☆

نعت رسول مقبولؐ

ڈاکٹر اے۔ ایچ احسن سرگودھا

نہیں اُس سی ہستی ہے کون و مکاں میں
محمد ہیں بعد از خدا دو جہاں میں
اگر وہ نہ ہوتے تو بس تھی خدائی
نہ کچھ اور ہوتا زمیں آسمان
خدا کی خدائی تو تھی اور رہتی
اضافہ نہ ہوتا کوئی داستاں میں
مکاں خالی تھا اور اداسی کے سائے
مکیں مدنی ہوتا نہ گر اس مکاں میں
محمدؐ کے آنے سے رونق ہوئی سب
نہ اک گل بھی کھلتا بھرے گلستان میں
جو اللہ ہی ہوتا اور احمد نہ ہوتے
کشش تھی نہ ظاہر میں اور نہ پنہاں میں
دعاؤں میں احسن کی پیدا اثر ہو
محمدؐ کی چوکھٹ ملے بس زماں میں

نوٹ

امام اہلسنت کانفرنس خیر پور سندھ میں قائدین سپاہ صحابہ مولانا محمد احمد لدھیانوی اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کے تفصیلی خطابات آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں